عِرفانُ القرآن

مولانا علامہ حافظ محمد صادق
نقشبندی مدظلہ

ناشر
جامعہ غوثیہ رضویہ ○ قادر آباد (منڈی بہاءالدین)

عِرفانُ القرآن

مِن

تفسیرِ رُوح البیان

مرتّب

حضرت مولانا علامہ حافظ محمد صادق نقشبندی مدظلہ

ناشِر

جامعہ غوثیہ رضویہ ○ قادرآباد (منڈی بہاؤالدین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب: عرفان القرآن من تفسیر روح البیان

مرتب: علامہ محمد صادق نقشبندی

نشان منزل: مولانا محمد تابش قصوری

احوال صادق: محمد تصدق نقشبندی

کمپوزنگ: نعت کمپوزنگ سنٹر۔ اظہر منزل۔ نیو شالیمار کالونی۔ ملتان روڈ لاہور۔

فون (7463684)

اشاعت اول: ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۶ء

ناشر: جامعہ غوثیہ رضویہ قادر آباد

ملنے کے پتے

☆ مکتبہ قادریہ۔ دربار مارکیٹ نزد سستا ہوٹل۔ لاہور

☆ مکتبہ اشرفیہ مرید کے ضلع شیخوپورہ

نشان منزل

مولانا الحاج محمد منشا تابش قصوری

قرآن کریم علم و حکمت اور ہدایت و نور کا ایک ایسا سرمدی سرچشمہ ہے جس نے تمام عالم کو اپنی نورانیت سے منور کر رکھا ہے۔ فصاحت و بلاغت کا زندہ جاوید اعجاز ہے جس نے بڑے بڑے فصیح و بلیغ انسانوں کی زبانوں پر تالے لگا دیئے۔ اس کتاب مبین کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کو بطور معجزہ عظیم مرحمت فرمایا۔ اس کی زیارت و تلاوت برکتوں اور رحمتوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اس کا فیضان زماں و مکاں تک محدود نہیں' اس کے حقائق و معارف سے ہر انسان مستفیض ہو سکتا ہے۔ اس لئے قرآن کریم کا سمجھنا اور اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں اسے راہنما ماننا ہر مسلمان کا اولین فرض ہے۔ اسے سمجھنے اور اس سے مستفیض ہونے کے لئے ہر زمانہ میں اکابر اسلام نے اس کے اسرار و رموز اور فیضان و عرفان کو واضح کرنے کی ہر ممکن سعی جمیل فرمائی۔ دنیا کی ہر زبان میں ہزار ہا تفاسیر منصہ شہود پر جلوہ گر ہوئیں اور یہ سلسلہ بدستور جاری رہے گا۔ سید عالم معلم کتاب و حکمت نبی کریم سیدنا مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ **ان القران انزل علی سبعۃ احرف** قرآن کریم سات حروف پر نازل ہوا۔ بعض علماء کرام فرماتے ہیں سات قرآت پر نازل ہوا۔ بعض نے کہا سات معانی پر۔ تاہم ان کلمات مبارکہ سے یہ بات ظاہر ہو رہی ہے کہ جس قدر معارف و حقائق میں بلند پایہ شخص ہو گا اتنا ہی قرآن کریم کے حقائق و دقائق سے واقف تر ہو گا۔ یہ حال تو ظاہری علماء کا ہے۔ صاحبان طریقت اور سلوک و معرفت کے شناور صوفیاء کرام مشائخ عظام کی قرآن فہمی تو ہمارے وہم و گمان سے بھی باہر ہے۔ چنانچہ حضرت سیدی عمر محضار جو ایک شہرہ آفاق بزرگ ہیں' وہ فرماتے ہیں اگر میں چاہوں تو صرف آیہ کریمہ **ما نسخ من اٰیۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا** کی تفسیر سے ایک لاکھ اونٹ کا بوجھ بھردوں لیکن پھر بھی اس

آیت کی تفسیر مکمل نہیں ہو گی۔ حضرت سیدی علی خواص فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سورہ فاتحہ کے علوم پر مطلع فرمایا تو ایک لاکھ چالیس ہزار نو سو ننانوے علوم حاصل ہوئے۔ علامہ عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں۔ میرے بھائی افضل الدین نے سورہ فاتحہ سے دو لاکھ سینتالیس ہزار نو سو ننانوے علم استخراج فرمائے۔ جب یہ حال اولیاء کرام کا ہے تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ کے علوم و معارف کا کیا عالم ہو گا۔ سچ فرمایا حضرت رئیس المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اگر میرے اونٹ کی رسی بھی گم ہو جائے تو میں اسے بھی قرآن کریم سے معلوم کر لوں گا۔ مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اگر میں چاہوں تو بسم اللہ کے نیچے جو نقطہ ہے اس کی اتنی بڑی مبسوط و ضخیم تفسیر لکھوں جو اسی اونٹ کا بوجھ بن جائے اور کیوں نہ ہو جبکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے **مافرطنا فی الکتاب من شئی** یعنی قرآن کریم میں ہر شے کا بیان ہے۔ سید عالم ﷺ فرماتے ہیں جو شخص اولین و آخرین کا علم چاہے تو قرآن کریم سے حاصل کرے۔ علماء کرام و مفسرین عظام نے باوجویکہ بہت ہی مبسوط و ضخیم تفسیریں لکھی ہیں مگر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس کے معانی و معارف ختم ہو گئے۔ حجتہ الاسلام امام غزالیؒ نے قرآن کریم کی تفسیر "یاقوت التاویل" چالیس جلدوں میں اور ابن النقیب نے سو جلدوں میں علامہ ادفوی نے ایک سو بیس جلدوں میں، علامہ ابوبکر بن عبداللہ بن محض نے فقط سورہ فاتحہ اور آیت اول سورہ بقرہ کی تفسیر ایک سو چالیس جلدوں میں نیز حضرت امام ابوالحسن اشعری رحمتہ اللہ علیہ نے آیت **سبحنک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العزیز الحکیم** کی تفسیر چھ سو جلدوں میں لکھی جو حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ تک محفوظ رہی جن کا وصال ۹۱۱ھ میں ہوا۔

(تنویر السراج فی بیان المعراج از ملک العلماء علامہ ظفرالدین بہاری رضوی رحمتہ اللہ علیہ) اسی طرح امام المفسرین حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ (۱۱۳۷ھ) نے روح البیان کے نام تیس ضخیم جلدوں میں قرآن کریم کی تفسیر لکھی جسے اللہ تعالیٰ نے قبولیت کے شرف خاص سے نوازا ہے۔ پاکستان میں فیوض الرحمان کے نام سے ایک نہایت عمدہ آسان اور سہل ترین ترجمہ کرنے کا شرف حضرت علامہ الحاج الحافظ محمد فیض احمد اویسی مہتمم مدرسہ اویسیہ رضویہ بہاولپور کو حاصل ہوا۔ جو تصانیف کے

میدان میں راہوار قلم کو بڑی برق رفتاری سے دوڑا رہے ہیں۔ اسی ترجمہ فیوض الرحمان سے استفادہ کرتے ہوئے حضرت علامہ مولانا محمد صادق صاحب نقشبندی قادری بانی جامعہ غوثیہ رضویہ قادر آباد نے عرفان القرآن من تفسیر روح البیان کے نام سے یہ کتاب مرتب کی ہے تاکہ اس انحطاط وقت اور ذوق مطالعہ کی کمی کے باوجود اہل محبت متعدد جلدوں پر پھیلی ہوئی تفسیر کا مطالعہ نہ کرنے کے باوجود پھر بھی اپنے ایمان کی تازگی اور روح کی بالیدگی کے لئے عرفان القرآن سے مستفیض ہو سکیں۔ مولانا موصوف باوجویکہ آپ درس و تدریس اور تعلیم و تعلم میں ہمہ وقت مصروف ہیں پھر بھی ان کی دین سے محبت نے رنگ جمایا اور عرفان القرآن ایسی ایک گرانقدر ترتیب کو اہل ذوق و محبت کی خدمت میں پیش کیا۔ راقم السطور جہاں آپ کی اس سعی جمیل پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے وہاں آپ کے ساتھ علم و عمل سے مرصع آپ کی اہلیہ محترمہ کو بھی مبارکباد کہتا ہے جنہوں نے موصوف کی سرپرستی میں خواتین اسلامیہ کے لئے بھی عرفان القرآن میں مضامین شامل کرنے کا نہ صرف مشورہ دیا بلکہ فیوض الرحمان سے ان مقامات کی نشاندہی کی جن سے مسلمان عورتیں اپنی زندگی کے لئے اسلامی لائحہ عمل اپنا سکتی ہیں۔ نیز عزیز القدر مولانا محمد تصدق نقشبندی اور مولانا محمد سعید نقشبندی سلمہما اللہ تعالیٰ جو حضرت الموصوف کے فرمانبردار بیٹے ہیں اور وہ جامعہ نظامیہ رضویہ میں زیر تعلیم ہیں۔ اس کتاب کے لئے ان کی خدمات بھی قابل قدر ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں علم و عمل کے زیور سے آراستہ فرمائے اور آپ کی خدمت کے لئے ہمیشہ کمربستہ رہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ عرفان القرآن کو قبولیت خاص سے نوازے اور مولانا الموصوف کے فیضان کو وسیع سے وسیع فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ بجاہ طٰہٰ ویٰس ﷺ

محمد منشا تابش قصوری
مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
خطیب جامع مسجد ظفریہ مریدکے

۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۶ء
۲۰ ربیع الثانی / ۵ ستمبر جمعرات

الاھداء

ناچیز اس ترتیب دلپذیر کو سرور کون و مکاں والی دو جہاں محبوب خدا امام الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے حضور، مخدوم الاولیاء شیر ربانی اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب نقشبندی مجددی شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ اور زبدۃ العارفین سیدی و مرشدی قبلہ حضرت میاں محمد حیات صاحب نقشبندی قادری رحمتہ اللہ علیہ کے وسیلہ سے ہدیتہ "پیش کرتا ہے۔

؎ سرکار میں یہ نذر محقر قبول ہو

انتساب جمیل

اس مبارک ترتیب "عرفان القرآن" کو قدوۃ السالکین حضرت الشاہ سکندر بادشاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ اور حافظ الحدیث استاذی المکرم حضرت قبلہ سید جلال الدین شاہ صاحب نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ بانی جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب کرتا ہوں۔

محمد صادق نقشبندی قادری عفی عنہ

احوال صادق

نام: حضرت علامہ مولانا حافظ محمد صادق صاحب مدظلہ

والد کا نام: ملک فتح خان بن ملک شیر محمد رحمہما اللہ تعالیٰ

پیدائش: ۱۳ مارچ ۱۹۴۷ء بمقام سلیمان آباد تحصیل جنڈ ضلع اٹک

سلیمان آباد بسال شریف سے تقریباً چار پانچ کلومیٹر مشرق میں اور کالا چٹا پہاڑ کے جنوب میں دو میل کے فاصلے پر ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد کی بسال شریف سے سلیمان آباد تبدیلی ان دنوں ہوئی جب حضرت خواجہ امیر احمد چشتی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ڈیرہ اسمٰعیل خان کو چھوڑ کر اسے مستقل طور پر اپنا مسکن بنایا۔ آپ کے ہاں حضرت پیر سلیمان چشتی صاحب رحمتہ اللہ علیہ تشریف لایا کرتے تھے تو شہنشاہ تونسہ شریف کی نسبت سے اس قصبے کا نام سلیمان آباد رکھا گیا۔ حضرت علامہ صادق صاحب کے والد گرامی پارسا اور متقی انسان تھے۔ کھیتی باڑی کیا کرتے تھے۔ باوجویکہ ان پڑھ تھے لیکن صوم و صلوۃ سے والہانہ محبت تھی کہ لوگ آپ کو صاحب علم تصور کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مال و دولت کی نعمت سے خوب نوازا۔ انہیں چار فرزند عطا فرمائے۔ .بفضلہ تعالیٰ چاروں حافظ قرآن اور عالم دین ہیں۔ میرے ممدوح حضرت مولانا محمد صادق صاحب اپنی علمی و عملی وجاہت میں ممتاز حیثیت کے مالک ہیں۔ آپ کے والد گرامی سلسلہ نقشبندیہ آستانہ عالیہ باغدرہ شریف نزد حسن ابدال میں حضرت خواجہ محمد مسکین صاحب رحمتہ اللہ علیہ

سے بیعت تھے۔ اولیاء کرام سے بے حد محبت رکھتے تھے۔ اپنے پیرو مرشد اور حضرت خواجہ امیر احمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت خواجہ میاں محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو وقتاً" فوقتاً" اپنے غریب خانے پر بلاتے رہتے۔ نیز اب بھی ان اولیاء کرام کی اولاد تشریف لاتی رہتی ہے۔

تعلیم و تربیت

استاذی المکرم حضرت مولانا محمد صادق صاحب نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے پرائمری سکول میں حاصل کی اور ساتھ ساتھ ناظرہ قرآن مجید بھی مکمل کرلیا۔ اس کے بعد آپ کو والد گرامی نے اپنے گاؤں کی مسجد کے امام صاحب حضرت مولانا محمد عبدالمجید صاحب کے پاس حفظ کرنے کے لئے چھوڑا۔ آپ نے چار سال میں حفظ مکمل کیا۔ بعدہ بھکھی شریف حضرت علامہ مولانا الحافظ قبلہ سید جلال الدین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان اساتذہ سے علوم فنون عربیہ کی تکمیل فرمائی۔

- حضرت علامہ مولانا نذیر احمد صاحب
- حضرت علامہ مولانا حافظ کریم بخش صاحب
- حافظ النحو مولانا محمد نواز صاحب
- حافظ الحدیث قبلہ سید جلال الدین شاہ صاحب

آپ کی پیدائش و پرورش اولیاء کرام کے زیر سایہ ہوئی۔ اولیاء کرام کی تربیت کی وجہ سے آپ ایک باعمل عالم دین ہیں۔ میری گزارش پر آپ نے فرمایا الحمدللہ آج تک پنجگانہ نمازوں میں صاحب ترتیب ہوں اور پینتیس سال سے تہجد کی نماز بھی قضا نہیں ہونے دی۔ نیز آپ نے

بصد مسرت فرمایا کہ آج تک کسی بد عقیدہ شخص سے ہاتھ ملانے کی نوبت نہیں آئی۔

بیعت

حضرت مولانا محمد صادق صاحب نے ۱۹۶۹ء میں عالم باعمل پیر طریقت حضرت قبلہ جلال الدین شاہ صاحب سے بیعت کا شرف حاصل کیا اور ۱۹۸۰ء میں جب حضرت قبلہ میاں محمد حیات صاحب سے ملاقات ہوئی۔ مولانا کا دل بے قابو ہوا کہ ان سے بھی فیوض و برکات حال کئے جائیں۔ چنانچہ آپ اپنے استاذ گرامی اور مرشد ارشد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی تمنا ظاہر کی تو شاہ صاحب مسکرائے اور فرمایا کہ میاں صاحب کے دادا پیر حضرت شیر محمد صاحب شرقپوری علیہ الرحمتہ اور ہمارے دادا مرشد بھی وہی ہیں ایک ہی گھر ہے اگر فائدہ محسوس ہوتا ہے تو جایئے ان سے ملئے تو آپ آپ نے چھ ماہ حضرت میاں محمد حیات صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں رہنے کے بعد بیعت کا شرف حاصل کیا اور چھ سال حضرت صاحب کی خدمت میں گزارے۔

نکاح

مولانا حافظ محمد صادق صاحب کا نکاح ۱۹۷۳ء میں اپنی چچا زاد ہمشیرہ سے ہوا ان سے آپ کی تین بیٹیاں ہیں' اولاد نرینہ نہیں ہے۔ آپ نے ۱۹۸۰ء میں دوسرا نکاح کیا

. آپ کی زوجہ بچیوں کو پڑھاتی ہیں۔ آپ کی اپنی بچیوں نے قانونچہ نحو میر بہار شریعت ہمارا اسلام اور قرآن مجید کا ترجمہ بمعہ تفسیر مکمل کیا۔ تین کلاسیں اور بھی

یہ کورس مکمل کر چکی ہیں۔ آپ کی زوجہ نے زیر نظر کتاب میں آپ کی خوب معاونت کی۔

خطابت

حضرت علامہ محمد صادق صاحب تقریباً بیس سال سے جامع مسجد غوثیہ نقشبندیہ قادر آباد میں خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ کی طبیعت میں مذہبی سختی موجودہ دور کے حالات کے پیش نظر کچھ زیادہ ہے۔ آج تک آپ کی مسجد میں کسی بد عقیدہ شخص کو نماز پڑھتے نہیں دیکھا گیا۔ ۱۲ ربیع الاول شریف کو آپ عظیم الشان جلسہ منعقد کراتے ہیں۔ جس میں بڑے بڑے عالم فاضل عامل کامل تشریف لاتے ہیں' شرعی ضابطہ کی خوب پابندی کرائی جاتی ہے۔ کوئی قاری نعت خوان یا عالم خلاف سنت ہو' اسٹیج پر نہیں بول سکتا' ایک دفعہ آپ کو خواب میں محدث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی کہ وہ حدیث شریف پڑھا رہے تھے' ملاقات کے بعد محدث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اپنا مدرسہ بناؤ۔ آپ نے پوچھا کہ پڑھائے گا کون؟ فرمایا میں پڑھاؤں گا۔ اسی حکم کی تعمیل کرتے ہوئے آپ نے مدرسہ بنانا شروع کیا جو زیر تکمیل ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بجاہ حبیبہ الاعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی برکات کو دوام بخشے اور ہمیں فیوض جسمانی و روحانی سے مالا مال کرتے رہیں۔

طالب دعا

محمد تصدق نقشبندی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آئینہ عرفان القرآن

باب چہارم

باب پنجم

باب ششم

باب ہفتم

باب ہشتم

باب نہم

باب دہم

باب یازدہم

باب دوازدہم

باب سیزدہم

باب چہاردہم

باب پانزدہم

باب شانزدہم

باب ہفدھم

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

شان نزول

کفار کی یہ عادت تھی کہ ہر کام شروع کرتے وقت اپنے بتوں کے نام لیتے تھے۔۔ یعنی بسم اللہ لات و العزیٰ کہتے۔ پس مومن اہل توحید پر لازم ہوا کہ اپنا ہر کام شروع کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک زبان پر لائے تاکہ اللہ تعالیٰ کا نام مقدم رہے اور فعل موخر۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں فعل موخر کر کے محذوف مانا جاتا ہے۔ یعنی اصل عبارت بسم اللہ اقراہ یا اتلو وغیرہ تھی۔۔

بسم اللہ شریف کی دس (۱۰) حکمتیں ہیں

(۱) "الف" ۔ میں بلندی، تکبر، تضاول، اور باء میں عجز، تواضع، انکساری ہے۔ پس بمطابق قاعدہ من تواضع للہ رفعہ اللہ باء الف سے رتبہ میں بڑھ گئی۔

(۲) "باء" الصادق کے لئے آتی ہے (جس کا معنی ملانا ہے) بخلاف اکثر حروف، بالخصوص الف کے کہ وہ حرف قطع سے ہیں۔۔ (جس کا معنی جدائی ہے)

(۳) باء ہمیشہ مکسور پڑھی جاتی ہے۔ جبکہ اس کے ظاہر و باطن میں ہمیشہ انکسار پایا گیا ہے۔۔ پس اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عندیت یعنی قرب کا درجہ نصیب ہوا۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"میں ان قلوب سے قریب ہوں جو میری خاطر ہمیشہ عجز و انکساری میں رہتے ہیں"۔

(۴) باء میں بظاہر عجز و انکسار، مگر بہ باطن اس میں بلندی درجات و علوہت ہے۔

اور یہ صفات صدیقین کے ہیں۔ یہ صفات الف میں نہیں ہیں۔ بلندی درجہ تو یہ ہے کہ اس میں نقطہ ہے الف میں نہیں۔ اور بلندی ہمت یہ کہ اس کو بہت سے نقطے پیش کئے گئے تو اس نے سوائے ایک کے باقی کو قبول نہیں فرمایا۔ تاکہ اس کا حال اس عاشق صادق کی طرح ہو جائے۔ جو صرف ایک محبوب کی طلب رکھتا ہے۔

(۵) باء میں قربت حق کی طلب صادق ہے کیونکہ جب اس کو نقطہ ملا تو نقطہ اس نے اپنے قدموں میں پھینک دیا اور نقطہ ملنے سے نازاں بھی نہ ہوئی۔ جیم اور یاء میں یہ بات نہیں ہے۔ اس لئے اس کے نقطے ان کے نیچے نہیں۔ بلکہ بااعتبار وضع حروف کے وسط میں ہیں۔ ان کو دوسرے حروف سے ملانے سے ان کے نقطے نیچے ہو جاتے ہیں۔ مگر اس وقت نقطوں کا نیچے ہونا اس لئے ہے کہ جیم کو خاء سے اور یاء کو تاء سے مناسبت نہ ہو جائے۔ بخلاف باء کے کہ اس کا نقطہ ہمیشہ اس کے نیچے ہوتا ہے۔۔ خواہ وہ تنہا ہو یا کسی دوسرے حرف سے ملی ہوئی ہو۔

(۶) الف حرف علت ہے بخلاف باء کے۔

(۷) باء بااعتبار معنی حرف تام اور متبوع ہے۔ اگرچہ بااعتبار ظاہر کے تابع ہو کر آئی ہے۔ یعنی حروف کی وضع کے وقت الف کے بعد میں واقع ہوئی ہے اور معنی کے لحاظ سے الف باء کے تابع ہوا کرتا ہے۔ بخلاف باء کے کہ وہ الف کی تابع ہو کر نہیں آئی اور جو چیز معنوی اعتبار سے متبوع ہو وہ اقوی ہوتی ہے۔۔

(۸) باء حرف عامل ہے اور معترف اپنے غیر میں ہے۔ اسی وجہ سے یہ صاحب قدرت ہے بدیں وجہ ابتداء کے لائق ہوئی بخلاف الف کے کہ وہ عامل نہیں۔

(۹) باء اپنے نفسی صفات کے اعتبار سے حرف کامل ہے۔ بایں طور کہ الصادق و

استقانت و اضافت کے لئے آتی ہے۔ دوسری بات اس میں یہ ہے کہ اپنے غیر کو مکمل کرتی ہے۔ یعنی اپنے مدخول کو مجرور کرتی ہے اور اسے مکسور بمعنی متواضع بناتی ہے۔ ایسا متواضع کہ اپنی صفات اس میں پہنچاتی ہے۔ اسے یہی بلند درجہ اور قدرت حاصل ہے کہ اپنے غیر میں توحید و ارشاد کی تکمیل کراتی ہے۔ اسی تقریر کے موافق سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ میں وہ نقطہ ہوں جو باء کے نیچے ہے۔ پس باء کو ارشاد ولالہ علی التوحید کا مرتبہ عطا کیا گیا ہے۔۔

(۱۰) باء حرف شفوی ہے۔ اس کے پڑھنے سے جتنے ہونٹ کھلتے ہیں، کسی دوسرے حرف شفوی میں نہیں کھلتے۔ یہی وجہ ہے کہ عالم ارواح میں الست بربکم کے جواب میں بلی بولتے وقت پہلے باء سے اپنا منہ کھولا تھا۔ پس یہی پہلا حرف تھا جو انسان نے بولا تھا اور اسی سے اپنا منہ کھولا۔۔ (یہ خصوصیات باء کی ہیں) اسی وجہ سے حکمت الٰہی کا تقاضا ہوا کہ اس کو باقی حروف سے چن لیا۔۔ لہٰذا تمام حروف کو اس سے چنا۔ اور اس کی قدر و منزلت تمام حروف سے بلند فرمائی اور اس کے برہان کو ظاہر کیا اور اس کو کلام و کتاب و خطاب کا فتح و مبدا بنایا۔ (کذا فی التاویلات نجمیہ) فیوض رحمن اردو ترجمہ روحہ بیان ا

فضائل بسم اللہ

بعض روایات سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تین ہزار اسماء ہیں۔ ایک ہزار کو سوائے ملائکہ کے کوئی نہیں جانتا اور ایک ہزار کے سوائے انبیاء علیہم السلام کے کسی کو معلوم نہیں۔۔ اور تین سو توراۃ میں ہیں۔۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم میں رکھا ہے۔ پس ان تین ہزار اسماء کا معنی ان تین اسماء

اللہ، رحمن، رحیم میں ہے جس نے ان تینوں کو جانا یا ان کو پڑھا تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کو اس کے تمام اسماء کے ساتھ یاد کیا۔

(۲) حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں۔ جب مجھے معراج ہوئی تو تمام بہشیں میرے پیش کی گئیں تو ان میں میں نے چار نہریں دیکھیں۔
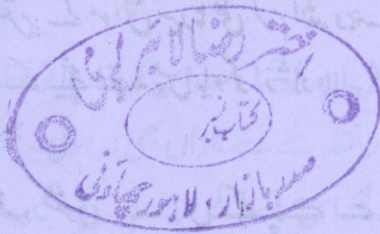
(۱) پانی کی

(۲) دودھ کی

(۳) شراب کی

(۴) شہد کی

میں نے جبریل علیہ السلام سے نہروں کے متعلق پوچھا کہ یہ نہریں کہاں سے آتی ہیں اور کہاں جاتی ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا حضور جاتی تو حوض کوثر میں ہے۔ اور مجھے یہ معلوم نہیں کہ آتی کہاں سے ہیں۔ آپ اپنے رب سے پوچھئے۔ وہ آپ کو بتائے۔ سرکار ﷺ نے اپنے رب سے التجا کی۔۔ رب تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ حاضر ہوا۔۔ تحفہ سلام پیش کر کے عرض کی۔ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آنکھیں بند کیجیے"۔ میں نے آنکھیں بند کیں۔۔ پھر عرض کی، آنکھیں کھولئے۔ میں نے دیکھا تو مجھے ایک درخت نظر آیا۔ جو مجھے سفید موتی کا ایک قبہ معلوم ہوا۔ اس کا ایک مقفل دروازہ سونے کا تھا۔۔ اور وہ اتنا وسیع تھا کہ اگر دنیا کے جن و انس جمع ہو کر اس پر بیٹھیں تو ایسے معلوم ہوں گے جیسے پہاڑ پر پرندے بیٹھے ہوں۔ پس میں نے ان نہروں کو دیکھا کہ وہ اس قبہ کے نیچے سے آرہی ہیں۔۔۔ یہ نظارہ دیکھ کر میں واپس ہونے لگا۔ فرشتے نے عرض کی۔ "حضور! اس قبہ کے اندر داخل کیوں نہیں

ہوتے"۔ میں نے کہا اس میں دخول کیسے ہو؟ اس پر تو تالا لگا ہوا ہے اور کنجی بھی نہیں ہے۔ اس نے عرض کی اس کی کنجی تو بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے۔ پس میں نے تالا کے قریب بسم اللہ شریف پڑھی۔۔۔ بسم اللہ پڑھنے سے تالا کھل گیا۔ پھر میں اس قبر کے اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ چار نہریں اس قبر کے چار ستونوں سے جاری ہو رہی ہیں اور چاروں ستونوں پر بسم اللہ شریف لکھی ہوئی ہے۔ میں نے غور سے دیکھا کہ پانی کی نہر بسم اللہ شریف کے میم سے اور دودھ کی اللہ کی ھاء سے اور شراب کی رحمٰن کے میم سے اور شہد کی رحیم کے میم سے۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ چاروں نہروں کا منبع بسم اللہ شریف ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! جو شخص تیری امت میں ریاء سے پاک ہو کر خالص نیت سے مجھ کو ان اسماء سے یاد کرے گا اور کہے گا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔ تو میں اسے چاروں نہروں میں داخل کروں گا"۔

(۳) حدیث شریف میں ہے۔

"وہ دعا مردود نہیں ہوتی جس کے اول میں بسم اللہ شریف ہو"۔

(۴) حدیث شریف میں ہے۔

"جس نے وہ کاغذ کہ جس پر بسم اللہ شریف لکھی اس کی تعظیم و تکریم اور اللہ تعالیٰ کے نام کی بزرگی کو دیکھ کر گرد و غبار اور کیچڑ وغیرہ زمین سے اٹھایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا صدیقین جیسا درجہ ہو گا اور اس کے والدین سے عذاب

کی تخفیف کی جائے گی اگرچہ وہ مشرف ہی ہوں"۔

(۵) احمد بونی لطائف الاشارات میں تحریر فرماتے ہیں کہ شجر وجود بسم اللہ شریف سے متفرع ہوا۔ اور تمام عالم اس کے سبب سے قائم ہے۔ با اعتبار اجمال و تفصیل کے یہی وجہ ہے جو شخص اس کا ورد کرتا ہے۔ عالم علوی و سفلی میں اس کی ہیبت چھا جاتی ہے۔

(۶) حکایت: روم کے بادشاہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف عریضہ بھیجا کہ مجھے سر میں ایسا درد ہے کہ اس کے علاج سے اطباء عاجز آ گئے ہیں۔ اگر آپ کے پاس کوئی دوا موجود ہو تو ارسال فرمائیے۔ سرکار نے ایک ٹوپی بھجوائی۔ جب شاہ روم اس کو اپنے سر پر رکھتا تو اس کا درد تھم جاتا۔ جب اسے اتارتا تو درد پھر شروع ہو جاتا۔ بڑا متعجب ہوا۔ ٹوپی کو کھولا تو اس میں ایک کاغذ رکھا ہوا پایا۔ جس پر مرقوم تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

(۷) شیخ اکبر قدس فتوحات میں فرماتے ہیں کہ جب سورۃ فاتحہ پڑھی جائے تو بسم اللہ شریف کو اس کے ساتھ ملا کر ایک دم میں پڑھنی چاہئے فصل درمیان میں ہرگز نہ ہو۔

(۸) حضور سید عالم ﷺ قسم کھا کر حضرت جبریل علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ وہ قسم کھا کر میکائیل علیہ السلام سے اور وہ قسم کھا کر اسرافیل علیہ السلام سے اور وہ قسم کھا کر اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے (اسرافیل علیہ السلام) کو فرمایا۔

"اے اسرافیل! مجھے اپنے عزت و جلال اور سخاوت کی قسم ہے جس نے ایک بار بسم اللہ شریف کو الحمد شریف کے ساتھ ملا کر پڑھا تم گواہ بن جاؤ کہ میں نے اسے بخش دیا۔

اس کی تمام نیکیاں قبول فرمائیں اور اس کے گناہ معاف کر دیئے اور اس کی زبان کو ہرگز نہ جلاؤں گا اور اس کو عذاب قبر، عذاب نار، عذاب قیامت اور بڑے خوف سے نجات دوں گا اور وہ تمام انبیاء اولیاء سے پہلے مرے حضور پہنچے گا" (تفسیر روح البیان پارہ نمبر۱)

بسم اللہ کی برکت

(۱) شمس المعارف میں ہے کہ سب سے پہلی آیت جو زمین پر نازل ہوئی۔ وہ یہی بسم اللہ شریف ہے۔۔ یعنی آدم علیہ السلام پر، پھر آدم علیہ السلام نے فرمایا ابھی مجھے معلوم ہوا کہ میری اولاد کو دوزخ کا عذاب نہ ہو گا۔ جب تک ان پر بسم اللہ کا نزول ہوتا رہے گا۔ یہ بسم اللہ ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ جب آپ منجیق میں بیٹھے تھے اس کی برکت سے آپ کو آگ سے نجات ملی۔ اس کے بعد بسم اللہ موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ اس کی برکت سے فرعون اور اس کا لشکر مقہور ہوا۔ اس کے بعد سلیمان علیہ السلام پر نازل ہوئی تو ملا ئکہ نے کہا بخدا اب آپ کا ملک مکمل ہو گیا کیونکہ یہ آیت رحمت و امان ہے۔ رسل اور ان کی امتوں کے لئے جب رسول اللہ ﷺ پر سورہ نمل کی یہ آیت **انہ من سلیمان و انہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ○** نازل ہوئی تو اس کی برکت سے آپ کو فتح عظیم نصیب ہوئی۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ اسے سورتوں کے اوائل میں لکھا جائے۔ اور دفاتر کے ابتداء اور رسائل وغیرہ کے ابتدا میں لکھا جائے۔

(۲) آپ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے قسم بیان فرمائی کہ جس بندے نے بسم اللہ شریف پڑھی اسے برکت ہی برکت نصیب ہو گی۔ اور قائل کے لئے

بسم اللہ شریف نار دوزخ سے حجاب ہو گی۔

(۳) بسم اللہ شریف کے ۱۹ حروف ہیں۔ یہ ۱۹ زبانیہ (دوزخ کے فرشتوں) سے نجات دلائیں گے۔

(۴) خبر نبوی میں ہے کہ سات آسمان اور سات زمینیں اور ان کے درمیان کی تمام چیزیں ایک پلڑے میں رکھی جائیں اور دوسرے پلڑے میں بسم اللہ شریف رکھی جائے تو بسم اللہ شریف کا پلڑا بھاری ہو گا (تفسیر روح البیان پارہ ۳۰)

حضور پرنور سید یوم النشور ﷺ نے یہ تعلیم دی کہ ہر امر ذیشان بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کر' یہاں تک کہ دروازہ بند کرو تو اللہ کا نام لو۔ دیا بجھاؤ تو اللہ کے نام سے' مشکل کا منہ باندھو تو اللہ کے نام سے۔۔ یعنی جو نیک کام بڑا ہو یا چھوٹا' کرتے وقت اپنے خالق و مالک حقیقی کا نام لے کر کرو تاکہ اس کی برکت سے مشکلیں آسان ہو جائیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ کھانے کی ابتداء بھی بسم اللہ سے کی جائے۔ اگر نہ پڑھی جائے تو شیطان کھانے میں داخل ہو جاتا ہے۔۔ اس لئے جب بھی یاد آئے تو یوں پڑھے بسم اللہ اولہ والآخرہ اور روایات میں آتا ہے کہ بسم اللہ پڑھنے سے شیطان کھانے سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور کھانے کی برکت لوٹ آتی ہے۔

جب بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ نازل ہوئی تو ایک ابر شرق کی طرف روانہ ہوا' ہوائیں ٹھہر گئیں' دریا جوش میں آیا' جانوروں نے سننے کے لئے کان لگائے' آسمان سے شیاطین کو شعلے مارے گئے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے عزت و جلال کی قسم کھا کر فرمایا کہ بسم اللہ شریف جس شے پر پڑھی جائے میں اس میں برکت عطا کروں گا۔۔ (تفسیر عماد

الدین الفدائح)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "اے ابوہریرہ! جب تم وضو کرنے لگو تو بسم اللہ پڑھ لیا کرو۔ جب تک تم وضو سے فارغ ہو گے۔ فرشتے تمہارے لئے نیکیاں لکھتے رہیں گے"۔

مسئلہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ مستقل ایک آیت ہے مگر سورہ فاتحہ یا کسی سورت کا جزو نہیں۔ اس لئے نماز میں با آواز نہ پڑھی جائے۔

تراویح جو ختم کیا جاتا ہے اس میں ایک مرتبہ بسم اللہ با آواز ضرور پڑھنی چاہئے تاکہ ایک آیت قرآن کی باقی نہ رہ جائے۔

قرآن کریم کی جو سورت بسم اللہ سے شروع ہوتی ہے۔ سوائے سورہ برات کے۔ سورہ نمل میں آیت سجدہ کے بعد جو بسم اللہ آتی ہے وہ مستقل آیت نہیں۔ بلکہ جزو آیت ہے۔ اس آیت کے ساتھ ضرور پڑھی جائے۔

مباک کام بسم اللہ سے شروع کرنا مستحب ہے۔ ناجائز کام پر بسم اللہ پڑھنا ممنوع ہے۔

حضرت امام اہل سنت عظیم البرکت محدث اعظم شاہ سید ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اس حدیث کو اس طرح بیان فرمایا۔

"حضرت ابوداؤد سعید بن جبیر رضی اللہ عنہا سے فرماتے ہیں کہ شافع محشر تاجدار عرب و عجم ﷺ مکہ معظمہ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ نماز میں بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ مکہ کے لوگ مسلم کو رحمٰن کہتے تھے۔ مشرکین مکہ نے کہا محمد ﷺ! ہم کو معبود راحل یمامہ یعنی مسلیمہ کذاب کی طرف بلاتے ہیں۔ لہٰذا حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے

ارشاد فرمایا کہ بسم اللہ پوشیدہ پڑھا کرو۔ پھر تا وقت وصال
کبھی نماز میں با آواز بسم اللہ نہیں پڑھی"۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ
"نبی کریم ﷺ بسم اللہ با آواز پڑھتے تو مشرکین ٹھٹھا اور
مذاق کرتے اور کہتے کہ (محمد ﷺ) یمامہ کے مسلیمہ کی
یاد کرتے ہیں۔ جب بسم اللہ نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ
نماز میں بسم اللہ با آواز نہ پڑھی جائے"۔
حضرت عبداللہ بن منفل رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ
"میرے والد ماجد نے مجھ کو با آواز نماز میں بسم اللہ پڑھتے
سنا تو فرمایا بیٹا! یہ بدعت ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ
کے پیچھے نماز پڑھی' میں نے ان کو آواز سے بسم اللہ پڑھتے
نہیں سنا"۔
حضرت شاہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ تفسیر عزیز میں تحریر فرماتے ہیں۔
"تمام علوم اللہ تعالٰی کی کتابوں کے قرآن کریم میں موجود
ہیں اور تمام علوم سورہ فاتحہ میں ہیں۔ اور تمام علوم سورہ
فاتحہ بسم اللہ میں ہیں۔ اور خلاصہ تمام علوم کا بسم اللہ میں
ہے"۔
حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب ملکہ سبا بلقیس کو خط لکھا انہ من
سلیمان و انہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ اس کی برکت سے بلقیس نکاح میں
آئیں اور پورا ملک حضرت سلیمان علیہ السلام کے قبضہ میں آگیا۔
حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بسم اللہ پڑھ کر زہر پی لیا' زہر

نے اثر نہ کیا۔

بسم اللہ شریف میں تین نام اختیار کئے گئے ہیں ' اللہ ' رحمٰن ' رحیم۔ ہر کام کے اندر مدد ان تین ناموں سے ہی حاصل کی جاتی ہے۔ اور ان اسماء کے اختیار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ہر کام خواہ دنیوی ہو یا اخروی تین ہی چیزوں پر موقوف ہے۔

اول: اس کے اسباب جمع کرنا۔ یہ اسم اللہ کے تصرفات ہیں۔ اس لئے کہ اسم ذات ہے جس میں تمام صفات مضمر ہیں۔

دوم: اس کام کی بقا ابتدا سے انتہا تک ہونا۔ اور یہ اسم رحمٰن کے مقتضیات سے ہے کہ وہ رحیم و کریم اپنے بندوں کی مساعی رائیگاں نہیں فرماتے۔

سوم: ہر کام کی ترتیب ضروری ہے تاکہ بالترتیب وہ کام انجام بد پر ہو اور یہ اسم رحیم کے مقتضیات سے ہے کہ وہ رحیم و کریم اپنے بندوں کی محبت کو ضائع نہیں کرتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"**ان اللہ لا یضع عمل عامل منکم** بے شک اللہ تم میں سے کسی کا عمل ضائع نہیں کرتا"۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر نیک کام سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

تدبیر محبت الٰہی

اے عزیز! معلوم ہونا چاہئے کہ محبت کا مقام تمام مقامات میں بزرگ تر مقام ہے۔ اس کی تدبیر معلوم کرنا ضروری ہے۔ پس جو شخص چاہتا ہے کہ ایک محبوب کا عاشق ہو' اس کو چاہئے کہ پہلے ہر چیز سے جو غیر معشوق ہے' اپنا منہ پھیر لے اور ہمیشہ بس اسی کو دیکھا کرے۔ اور عاشق اگر اس کا منہ دیکھنا چاہتا ہے اور معشوق کے اعضاء پردے میں چھپے ہیں۔ اور یہ پردے بھی بہت خوبصورت ہیں (جن میں محبوب چھپا ہے) تو پہلے ان کو دیکھنے کی کوشش کرے۔ کیونکہ ایک جمال کے مشاہدہ سے رغبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ جب عاشق اس پر مداومت کرے گا تو اس کے اندر ضرور کچھ نہ کچھ نظر آئے گا یا زیادہ رغبت پیدا ہوگی۔ پس خدا تعالٰی کی محبت کا یہی حال ہے۔

محبت الٰہی کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ آدمی دنیا سے روگردانی کرے۔ اس کی دوستی کے نور سے دل کو منور کرے۔ اس لئے کہ غیر حق کی دوستی انسان کو حق کی دوستی سے باز رکھتی ہے۔

خداوند تعالٰی کی محبت ایک گوہر نادر ہے۔ محبت الٰہی کا دعویٰ کرنا آسان نہیں۔ پس انسان کو اپنے آپ کو محبوبوں میں شمار کرنا ہی مناسب ہے۔ کیونکہ محبت الٰہی کی جو علامتیں اور دلیلیں ہیں ان کو خود اپنی ذات میں تلاش کرے۔ یہ علامتیں سات ہیں۔

اول یہ ہے کہ محبت موت سے بیزار نہ کرے۔ کیونکہ کوئی دوست ایسا نہ ہو گا جو اپنے دوست کی ملاقات سے کراہت کرے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خدا کے دیدار کو دوست رکھتا ہے' خدا بھی اس کے دیدار کو دوست رکھتا ہے۔

دوم یہ کہ اپنے محبوب کو خدا کے محبوب پر نثار کر دے۔ اور جس چیز کو محبوب حقیقی کی قربت کا سبب جانتا ہو اس کو ترک نہ کرے اور جو چیز اس سے دوری کا باعث ہو اس سے گریز کرے۔ یہ کام ایسا شخص ہی کر سکتا ہے جو خدا کو دل سے دوست رکھتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایسے آدمی کو دیکھنا چاہتا ہے جو تمام کمال خدا کو دوست رکھتا ہو تو وہ سالم رضی اللہ عنہ کو جو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں' دیکھ لے۔

سوم یہ کہ اس کا دل ذکر الٰہی میں ہمیشہ مشغول ہو۔ اور بے تکلف وہ اس بات پر شائق رہے کیونکہ جو شخص کسی چیز کو دوست رکھتا ہے تو اس کو بہت یاد کرتا ہے۔ اگر دوستی کامل ہے تو کبھی اپنے دوست کو نہیں بھولے گا۔ اسی طرح دل کو اگر بہ تکلف ذکر میں مشغول رکھے گا تو اس بات کا خوف اور خدشہ ہے کہ کہیں اس شخص کا محبوب وہی تو نہیں جس کا ذکر اس کے دل پر غالب ہے۔ بے تکلف اس کو یاد کر رہا ہے اور خدا کی دوستی دل پر غالب نہیں بلکہ صرف اس کی دوستی کا شوق غالب ہے۔ کیونکہ اس کو دوست رکھنا چاہتا ہے۔ یوں سمجھ لو کہ دوستی اور چیز ہے اور دوستی کا شوق اور چیز ہے۔

چہارم۔ قرآن شریف کو جو اس کا کلام ہے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ہر اس چیز کو جو اس سے نسبت رکھتی ہے دوست رکھے۔

پنجم۔ یہ کہ خلوت اور مناجات پر حریص رہے اور رات کے آنے کا

منتظر رہے۔ تاکہ علائق دنیا کی زحمت دور ہو اور خلوت میں دوست کے ساتھ مناجات میں مشغول ہو سکے۔ اگر وہ گفتگو اور رات دن آرام اور سونے کو دوست رکھے گا تو پھر اس کی دوستی ناقص ہے۔

ششم یہ کہ عبادت کرنا اس پر گراں نہ ہو بلکہ بہت آسان ہو۔ کسی عابد نے کہا کہ میں بیس برس تک محنت اور تکلیف کے ساتھ نماز ادا کرتا رہا۔ پھر بیس برس آرام کے ساتھ۔ جب دوستی مستحکم ہو جاتی ہے تو کوئی لذت عبادت کی لذت سے بڑھ کر نہیں۔ پھر دوستی استوار کس طرح ہو سکتی ہے۔

ہفتم یہ کہ اللہ تعالیٰ کے تمام فرمانبردار بندوں کو دوست رکھے۔ سب پر مہربان رہے۔ البتہ عاصیوں اور کافروں سے عداوت رکھے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا۔ **اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔** کسی پیغمبر علیہ السلام نے خدا سے پوچھا کہ بار الہا! تیرے دوست کون ہیں؟ جواب ملا کہ وہ لوگ ہیں۔ جو مجھ پر اس طرح شیفتہ ہیں جیسے بچہ اپنی ماں کا والا و شیفتہ ہوتا ہے۔ اور جس طرح پرندہ اپنے گھونسلے میں پناہ لیتا ہے۔ وہ بھی میرے ذکر سے پناہ لے اور جس طرح غصہ میں بھرا ہوا شیر کسی سے نہیں ڈرتا تو وہ لوگ بھی جب کسی بندہ سے معصیت دیکھتے ہیں تو شیر کی مانند غصہ میں آ جاتے ہیں اور پھر کسی سے نہیں ڈرتے۔ الغرض اس قسم کی بہت سی علامتیں ہیں جس کی دوستی کامل ہے اس میں یہ سب باتیں پائی جاتی ہیں۔ اور جس میں ان علامتوں میں سے بعض علامتیں ہیں، ناقص دوستی ہے۔

معلوم ہونا چاہیئے کہ قضائے الٰہی پر قائم ہونا ایک بڑا مقام ہے۔ بلکہ کوئی مقام اس سے برتر نہیں کیونکہ محبت الٰہی کا جو بلند مقام ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ خدا کے کام سے راضی رہے۔ ہر ایک محبت کا ایسا ہی اثر ہوتا ہے بلکہ

جب محبت کامل ہو گی تو اس کا ثمرہ یہی ہو گا۔ اسی بناء پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "خداوند تعالیٰ کی بارگاہ کا باب عظیم اس کی قضا یعنی حکم پر راضی رہنا"۔ (کیمیائے سعادت)

حکایت

منقول ہے کہ ایک دن حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ و حضرت شفیق بلخی رحمتہ اللہ علیہ حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا کے ہاں تشریف لے گئے۔ بی بی صاحبہ اس وقت بیمار تھیں۔ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ "وہ شخص اپنے دعویٰ میں ہرگز سچا نہیں ہو سکتا جو اپنے مالک کے طمانچہ مارنے پر صبر نہیں کرتا"۔ حضرت شفیق رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ "وہ شخص اپنے دعویٰ میں کبھی سچا نہیں ہو سکتا جو اپنے مولیٰ کی مار پر شکر نہیں کرتا"۔ اور حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ "وہ شخص اپنے دعویٰ میں سچا نہیں ہو سکتا جو اپنے مولیٰ کے مارنے سے لذت محسوس نہیں کرتا"۔ مائی صاحبہ نے فرمایا۔ "وہ شخص اپنے دعویٰ میں سچا نہیں ہو سکتا جو مشاہدہ حق میں اپنے مولیٰ کی ضرب کو نہیں بھلاتا اور اس پر تعجب بھی نہیں کرتا۔ اس لئے مصر کی عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے مشاہدہ میں ہاتھ کاٹ لئے۔ لیکن درد محسوس نہ ہوا۔ اور اگر کوئی شخص ذات حق کے مشاہدہ پر درد محسوس کرتا ہو تو اس پر حیف ہے"۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اپنے دعویٰ یعنی طلب حق میں سچا ہے وہ اپنی تمام مصیبتوں سے نہیں گھبراتا۔ وہی چاہتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوتا رہے۔

صادق کی علامت یہ ہے کہ وہ دنیا میں نار مجاہدہ میں نفس کو عذاب میں

ڈالتا ہے بلکہ نار کبریٰ یعنی نار عشق میں بالکل جلا دے تو جس کا وجود نار عشق سے صاف ہو گیا وہ آخرت میں نار جہنم سے محفوظ ہو گیا۔ (پ ۲۶ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حدیث معراج شریف

معراج کی احادیث میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "اے میرے بندو! جسے تم اس لئے محبوب سمجھتے ہو کہ وہ تمہارا محسن ہے تو اس کا میں ہی سب سے زیادہ مستحق ہوں۔ اس لئے کہ میری تمہارے لئے بہت بڑی نعمتیں ہیں۔ اور آسمان اور زمین والوں میں سے تم جس سے بہت زیادہ خوفزدہ ہو اس کا بھی میں ہی مستحق ہوں۔ کیونکہ مال قدرت کا مالک میں ہوں۔ اگر تم کسی سے امیدیں وابستہ رکھتے ہو اس کا بھی میں ہی مستحق ہوں۔ کیونکہ مجھے اپنے بندوں سے بہت زیادہ پیار ہے۔ اگر تم کسی پر جفا کر کے اس پر شرمسار ہو تو بھی میں اس کا مستحق ہوں۔ کیونکہ تم جفا کرتے ہو اور میں وفا کرتا ہوں۔ اگر تم اپنے اموال و انفس سے کسی کو ترجیح دیتے ہو تو بھی میں ہی اس کا مستحق ہوں کیونکہ میں تمہارا محبوب ہوں۔ اگر تم کسی کے ساتھ وعدہ ایفا کرنے کا خیال رکھتے ہو تو بھی اس کا مستحق میں ہی ہوں کیونکہ میں صادق ہوں۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کے قلوب کے متعلق غیرت کھاتا ہے۔ جب دیکھتا ہے کہ کسی بندے کے قلب پر غیر کی محبت کا اثر ہے تو اس کو کسی ایسی آزمائش میں مبتلا کرتا ہے جو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف لائے۔

شیشے کی پیٹھ سے چہرہ نہیں دیکھا جا سکتا جب تیری توجہ مخلوق کی طرف ہے تو پھر تجھے اللہ تعالیٰ کی کیا خبر۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حدیث قدسی

جب میں اپنے بندے کو محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کی سمع بن جاتا ہوں تو وہ مجھ سے سنتا ہے۔ اور میں اس کی بصر ہوتا ہوں تو وہ میری قوت سے دیکھتا ہے اور میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں تو وہ میری قوت سے پکڑتا ہے۔ (رواۃ البخاری)

لوہا اگ وچ پے کے اگ ہووے
فیر کیوں نہ ولی وچ رب ہوئے

روحانی نسخے

○ ۱ دینی امور میں جدوجہد ○ ۲ ترک معاصی ○ ۳ نیک عمل پر مواظبت ○ ۴ استعمال مسواک ○ ۵ نیند بہت کم کرنا ○ ۶ رات کو اٹھ کر نوافل پڑھنا ○ ۷ قرآن مجید کو دیکھ کر پڑھنا ○ ۸ نہار منہ شکر کے ساتھ کندر ملا کر کھانا ○ ۹ شہد کھانا ○ ۱۰ نہار منہ سرخ انگور کھانا۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ کا مقام

حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ نے فرمایا۔ کہ میں نے حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ عرش الٰہی کے نیچے مدہوش پڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ملا ئکہ سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے عرض کی کہ یا الہ العالمین! تو ہی بہتر جانتا ہے۔ فرمایا کہ معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ یہ میرے عشق میں مستغرق ہیں۔ انہیں سوائے میرے دیدار کے کوئی شے ہوش میں نہیں لا سکتی۔ اسی کو عشق حقیقی کہتے ہیں۔

سرکار نے اپنے شاگرد حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کو فرمایا کہ اگر تمہارا کوئی کام اللہ تعالیٰ کے ہاں ہو اسے میری قسم دے دو، کر دے گا۔ (فیوض الرحمٰن پ ۲۲)

مائی صاحبہ جنابہ رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا کی شان کون بیان کر سکتا ہے؟

منقول ہے کہ بی بی صاحبہ مرحومہ سخت بیمار ہو گئیں۔ ان سے مرض کا اصلی سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں نے بہشت کو جھانک کر دیکھا تو میرا رب کریم مجھ سے ناراض ہو گیا کہ میں نے غیر اللہ کی طرف کیوں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ کی جھڑکی نے مجھے تپ کر دیا۔

جب بہشت کی طرف جھانکنے کی یہ سزا ہے حالانکہ بہشت اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام کی جگہ ہے۔ بلکہ اس کی تجلیات خاصہ بہشت میں نصیب ہوں گی۔ اس سے اندازہ کیجئے کہ ہمارا کیا حال ہو گا۔ جبکہ ہم ہر وقت دنیا اور اس کے نقش و نگار اور اس کی خواہشات میں مستغرق ہیں۔ دنیا فسق و فجور سے خالی نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جو اس دنیا سے آنکھیں بند کر کے نکل گیا۔ (فیوض الرحمٰن پ ۲۲)

بندے کے درمیان دو کشتیاں ہیں۔ شریعت اور طریقت۔ دو دریا مختلف ہیں۔ میٹھا (فرات) اور کھاری (اجاج)۔ ان دو دریاؤں کی مثال یہ ہے کہ جو اللہ اور اس کے بندے کے درمیان ہے۔ ہلاکت، نجات۔ دریائے ہلاکت میں پانچ کشتیاں رواں دواں ہیں۔ ○ ۱ حرص ○ ۲ ریاست ○ ۳ اصرار بر معاصی ○ ۴ غفلت ○ ۵ ناامیدی۔ (تفسیر نعیمی)

جو حرص کی کشتی میں بیٹھتا ہے وہ حسرت کے ملک میں جا پہنچتا ہے۔ جو ناامیدی کی کشتی میں سوار ہوتا ہے وہ کفر میں پہنچتا ہے۔ ہاں نجات کے دریا میں کنارے لگنے پر عطا ہی عطا نصیب ہوتی ہے۔ جو زہد کی کشتی میں بیٹھتا ہے اسے قرب الٰہی نصیب ہوتا ہے۔ جو معرفت کی کشتی میں بیٹھتا ہے وہ انس کے ساحل پر اترتا ہے۔ جو توحید کی کشتی پر بیٹھتا ہے وہ مشاہدہ کے ساحل پر پہنچتا ہے۔ اے دل! اگر تجھے عافیت چاہئے تو دنیا سے دل اٹھا لے۔

انا عند ظن عبدی بی

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ قرب کے کیا معنی ہیں۔ فرمایا اجتماع کے اعتبار سے قریب۔ باعتبار احتراق بعید ہے۔ آپ نے فرمایا۔ "قرب حیاء لاتا ہے۔ اس لئے بعض بزرگوں کو اہل مشاہدہ کی طرف اشارہ ہے۔ اس لئے کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادب ملحوظ رکھتے ہیں"۔

○ ۱۔ وہ اوقات بہتر ہیں جو دوست کے ساتھ بسر ہوئے اس کے سوا باقی اوقات بے حاصلی اور بے خبری کے سوا کچھ نہیں۔

○ ۲۔ عمر گرامی کا ہر لمحہ بے بدل خزانہ ہے۔ ہر لمحہ خزانہ برباد ہو رہا ہے۔ افسوس صد افسوس۔ عمر سے ایک ایک سانس گھٹ رہا ہے۔ جب میں نے غور کیا تو بہت سا وقت گزر گیا۔ عاقل وہ ہے جو زینت دنیا سے دھوکہ نہیں کھاتا' وہ اپنے مالک کی مرضی کے لئے جدوجہد کرتا رہتا ہے۔ (پ ۲۱ فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ روح البیان)

بندہ عاشق کی نو خصلتیں

○ ۱ سخاوت حضرت خلیل علیہ السلام کی طرح ○ ۲ رضا حضرت اسحاق علیہ

السلام کی طرح ○ ۳ صبر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرح ○ ۴ برداشت حضرت ایوب علیہ السلام مثل ○ ۵ فریاد و مناجات حضرت زکریا علیہ السلام کی مثل ○ ۶ غربت اور مسافرت حضرت یحییٰ علیہ السلام کی مثل ○ ۷ خرقہ پوشی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مثل ○ ۸ ترک دنیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثل ○ ۹ عطاء و فقیری آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل۔

دنیاوی لذات اور خواہشات سے دور اور مشاہدہ جمال سے قرب کرنے والی چیزیں یہ ہیں کہ بندہ ممنوعات شرعی سے احتراز کرے۔ تسلیم رضا کا پیکر بن جائے۔ ماسوا اللہ کی محبت اس دل سے ہٹا دو قبل اس سے کہ تمہیں اس دنیا سے رخصت ہونا پڑے۔

گدائے کوئے تو از بہشت خلد مستغنیست
اسیر عشق تو ازھر دو کون آزاد است

یعنی تیرے در کا گدا آٹھوں بہشتوں سے بے پروا ہے۔ تیرے عشق کا قیدی دونوں جہانوں سے آزاد ہے۔ (تفسیر نعیمی)

محب ہو کر ماسوی محبوب کے دوسروں کو اچھی نگاہ سے دیکھتا ہے بلکہ غیر محبوب کی طرف دیکھتا ہے

بیت (ترجمہ) جب میری آنکھ تمہارے غیر کو اچھا سمجھتی ہے تو میں اسے سزا کے طور پر آنسو بہانے کا حکم دیتا ہوں۔

حکایت

ایک شخص کسی دکان سے گزرا، اس پر ایک بندھنا لٹکا ہوا تھا۔ اسے اچھا لگا۔ جب وہ دکان سے دور گیا تو وہ بندھنا غائب ہو گیا۔ دوکاندار اس کے

پیچھے ہو لیا اور واویلا کیا کہ اس نے میرا بندھنا چرایا ہے۔ چنانچہ اس کی تلاشی لی گئی تو اس کی کمر میں بندھا ہوا تھا۔ یہ اسے اللہ تعالیٰ سے اس لئے سزا ہوئی کہ اس نے بندھنے سے کیوں دل لگایا۔ اس لئے اسے چوری کی تہمت سے سزا دی گئی۔ حضرت امام قشیری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا عشاق کی آنکھ کی خیانت یہ ہے کہ وہ مناجات کے وقت نیند کرے۔ جیسا کہ زبور شریف میں ہے کہ وہ محبت میں جھوٹا ہے کہ تو محبت کا مدعی ہو کر رات کو نیند کرتا ہے۔

(فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

من نام عینا نام وصالنا۔ جو آنکھ کو نیند میں لگا دیتا ہے وہ ہمارے وصال سے محروم ہے۔

نسخہ روحانی

سالک پر لازم ہے کہ ہجر کے کڑوے گھونٹ پی کر صبر کرے۔ ایک ایسا وقت بھی آئے گا' نصیب ہو گا بلاواسطہ جمال حق کا نقاب ہٹ جائے گا' جس سے سیر ہو کر سرشار ہو گا۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان پ ۲۴)

حدیث قدسی شریف

لا یسعنی ارضی ولا سمائی و انما یسعنی قلب عبدی المومن۔
نہ زمین نہ آسمان بلکہ میرا قلب مومن میں مرکز ہے۔

وحی داوٗد علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے حضرت داوٗد علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ اے داوٗد علیہ السلام! میرا گھر پاک و صاف رکھنا تاکہ میں قیام کروں۔ عرض کی یا اللہ تو تو قیام

سے منزہ ہے۔ تجھے گھر کی کیا ضرورت؟ فرمایا اپنے قلب کو میرے لئے کونین سے فارغ کر دے اور ہمارے نبی پاک اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم الم نشرح لک صدرک پھر فرمایا وثیابک فطھر اور اپنے قلب کو تعلقات کونین کی تلویث سے پاک کیجئے۔ (فیوض الرحمٰن پ ۲۳)

شیشے کی پیٹھ سے چہرہ نہیں دیکھا جا سکتا۔ جب تیری توجہ مخلوق کی طرف ہے پھر تجھے اللہ تعالیٰ کی کیا خبر۔

وہ اوقات بہتر ہیں جو دوست کے ساتھ بسر ہوئے۔ اس کے سوا باقی بے خبری اور بے حاصلی کے سوا کچھ نہیں۔

عمر گرامی کا ہر لمحہ بے بدل خزانہ ہے۔ برباد ہو رہا ہے ہے لمحہ خزانہ۔ افسوس صد افسوس! عمر سے ایک ایک سانس گھٹ رہا ہے۔ جب میں نے غور کیا تو بہت وقت گزر گیا۔

علامات محبت الٰہی

بعض مشائخ نے فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ اسے زندگی میں ہی معلوم ہو جائے کہ اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہے اور وہ اس کا سچا محب ہے تو اپنے اندر جھانکے کہ وہ رسول ﷺ اور آپ کے جانشینوں، صحابہ کرام، ائمہ مجتہدین کی اتباع میں ہے یا نہیں۔ اور ان کے عادات اخلاق، سیرت و اعمال، مثلاً زہد تقویٰ اور شب بیدار اور جمیع ماموراتِ شرعیہ اور جمیع منہیات پر کس قدر کاربند ہے۔ وہ بلاء مصیبت اور دکھ درد، تنگی معاش سے قلبی طور پر خوش ہے تو دنیا کی گوناگوں رنگینیوں اور اس کی چہل پہل سے روگرداں ہے یا نہیں۔ اگر اس کا حال ان کے عین مطابق ہے تو یقین کرے کہ اس پر خدا تعالیٰ راضی ہے

ورنہ سمجھے کہ اس سے ناراض ہے۔

ایمان کے شعبے

○ ۱ توحید کی شہادت ○ ۲ نماز ادا کرنا ○ ۳ زکوۃ دینا ○ ۴ روزہ رکھنا ○ ۵ حج کرنا ○ ۶ وضو کرنا ○ ۷ جنابت کا غسل ○ ۸ جمعہ کا غسل ○ ۹ صبر ○ ۱۰ شکر ○ ۱۱ پرہیز گاری ○ ۱۲ حیا ○ ۱۳ ایمان ○ ۱۴ نصیحت ○ ۱۵ اطاعت الٰہی ○ ۱۶ ذکر حق ○ ۱۷ خلق خدا سے دکھ درد ٹالنا ○ ۱۸ امانت ادا کرنا ○ ۱۹ ظلم کا ترک ○ ۲۰ کسی کی تذلیل نہ کرنا ○ ۲۱ مظلوم کی مدد کرنا ○ ۲۲ گناہ کا ترک کرنا ○ ۲۳ ترک غیبت ○ ۲۴ کھوٹ نہ کرنا ○ ۲۵ کسی کے گھر جانا ہو تو اس کے طریقہ کار کو مدنظر رکھنا ○ ۲۶ غصہ پینا ○ ۲۷ عبرت حاصل کرنا ○ ۲۸ اچھی بات کو غور سے سننا ○ ۲۹ بری بات کو نہ اچھالنا ○ ۳۰ اچھی بات بولنا ○ ۳۱ زنا سے بچنا ○ ۳۲ حفظ زبان ○ ۳۳ توبہ ○ ۳۴ توکل ○ ۳۵ ترک لغو ○ ۳۶ لایعنی گفتار کا ترک ○ ۳۷ حفظ عہد ○ ۳۸ تقویٰ پر مداومت ○ ۳۹ گناہ پر مدد نہ کرنا ○ ۴۰ ظالم کی مدد نہ کرنا ○ ۴۱ نیکی اور پرہیز گاری کے لئے مدد کرنا ○ ۴۲ سچائی اپنانا ○ ۴۳ برائی سے روکنا ○ ۴۴ دو مسلمانوں کے درمیان صلح و صفائی کرانا ○ ۴۵ خلق خدا کے لئے دعا و رحمت طلب کرنا ○ ۴۶ بڑوں اور بزرگوں کی تعظیم و تکریم ○ ۴۷ حدود اللہ کی پابندی ○ ۴۸ جہالت کی رسوم کا ترک ○ ۴۹ پیٹھ کے پیچھے کسی کو برا نہ کہنا ○ ۵۰ جھوٹی گواہی سے احتراز ○ ۵۱ جھوٹ سے پرہیز ○ ۵۲ منہ پر بڑا کہنے سے اجتناب ○ ۵۳ منہ پر عیب بیان کرنے سے بچنا ○ ۵۴ برے اشاروں سے بچنا ○ ۵۵ غائبانہ اور منہ پر کسی کو برا نہ کہنا ○ ۵۶ کسی کی غلط بات دوسرے سے نہ کہنا ○ ۵۷ نماز جماعت سے

پڑھنا ○ ۵۸ آنکھوں سے کسی کو برے اشارے نہ کرنا ○ ۵۹ نیک اجتماعات میں حاضر ہونا ○ ۶۰ ایک دوسرے کو ہدیہ دینا ○ ۶۱ السلام علیکم کہنے کی عادت ڈالنا ○ ۶۲ حسن خلق ○ ۶۳ حسن عہد ○ ۶۴ راز کی نگہداشت کرنا ○ ۶۵ نکاح کرنا ○ ۶۶ حب اہل بیت رسول کریم ﷺ ○ ۶۷ نکاح لینا ○ ۶۸ خوشبو سے محبت کرنا ○ ۶۹ اپنی عورت سے محبت ○ ۷۰ تعظیم شاعر ○ ۷۱ ترک عیش ○ ۷۲ اہل ایمان پر حملہ نہ کرنا ○ ۷۳ بیمار پرسی ○ ۷۴ کفرو زنا کے مرتکب کو قتل کرنا ○ ۷۵ بلیات و مصائب پر صبر ○ ۷۶ تقدیر پر رضا

اگر ایک انسان میں مذکورہ بالا شعبہ ہائے ایمان موجود نہ ہوں تو قرب الٰہی نہ صرف حاصل نہیں کر سکتا بلکہ ممکن ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا عشق اور قرب نصیب فرمائے۔ آمین (فیوض الرحمٰن پ ۱۹)

حضرت ابراہیم خواص رحمتہ اللہ علیہ سے محبت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا۔ "محبت یہ ہے کہ ارادے مٹ جائیں۔ تمام صفات و حاجات جل کر راکھ ہو جائیں اور بحر اشارات میں اپنے آپ کو غرق کر دے"۔

محبت کا مفہوم یہ ہے کہ طبیعت کا کسی بھی لذیذ چیز کی طرف مائل ہونا۔ اگر یہ میلان شدید اور سخت ہو جائے تو اس کو عشق کہا جاتا ہے۔ آخر معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ عاشق اپنے معشوق کا غلام بن جاتا ہے۔ اس کی خاطر ہر مملوکہ چیز خرچ کر دیتا ہے۔ دیکھئے زلیخا رضی اللہ عنہا کا کیا حال تھا۔ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں مبتلا ہوئیں تو ان کا مال و جمال سب چلا گیا۔ ان کے پاس ۷۰ اونٹ کے بوجھ کے برابر جواہرات اور ہار تھے' انہوں نے سب مال حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں لگا دیا۔

جو آدمی بتاتا کہ میں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا ہے تو وہ

اسے ایک ہار دے کر مالدار کر دیتیں۔ آخر ان کے پاس کچھ باقی نہیں بچا۔ ان کا نام ہی یہی پڑ گیا۔ ہر چیز بنام یوسف علیہ السلام وہ شدت میں' شوق میں سب کچھ بھلا بیٹھیں۔ آسمان کی طرف دیکھتیں تو ستاروں پر بھی حضرت یوسف علیہ السلام نام لکھا پاتیں۔ منقول ہے کہ جب وہ نور ایمان سے منور ہوئیں تو جب حضرت یوسف علیہ السلام سے نکاح کیا تو ان سے الگ ہو کر عبادت میں مصروف ہو گئیں۔ عبادت کی خاطر سب سے علیحدہ ہو گئیں۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام انہیں دن کو بلاتے تو وہ رات کا وعدہ کر دیتیں۔ جب رات کو بلاتے تو وہ دن پر ٹال دیتیں۔ ایک روز کہنے لگیں۔ "اے یوسف علیہ السلام! میں خدا تعالیٰ کی معرفت سے پہلے آپ سے محبت کرتی تھی۔ جب میں نے خدا تعالیٰ کو پہچان لیا تو اب اس کی محبت کے سوا سب کی محبت دل سے نکل گئی۔ اور میں اس کا بدل بھی نہیں چاہتی"۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے کہ تیرے بطن سے دو لڑکے پیدا ہوں گے اور انہیں اللہ تعالیٰ نبوت عطا فرمائے گا۔ حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور مجھے اس کا ذریعہ قرار دیا ہے تو میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتی ہوں۔ پھر خلوت لی۔ (مکاشفۃ القلوب)

یا الٰہی! صدقہ اپنے پیارے محبوب سید المرسلین' راحت العاشقین' مراد المشتاقین' سراج السالکین' شمس العارفین' انیس الغریبین' رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سچی محبت نصیب فرما۔ آمین بجاہ النبی المرسلین

فضیلت خوف خداوندی

کسی بزرگ سے سوال ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے خوف زدگان کو کیا انعام عطا فرمائے گا؟ فرمایا اگر خوف و غم و اندوہ محض رضائے الٰہی پر مبنی ہو تو ابھی حالت نزع میں ہو گا کہ رب تعالیٰ شرابا" طہورا" کا کاسہ اس کے ہاتھ میں رکھے گا جس پر لکھا ہو گا۔

ان لا تخافوا ولا لا تحزنوا وابشروا بالجنہ

یہ کہ خوف نہ کرو اور غم نہ کھاؤ اور تمہیں بہشت کی بشارت ہے۔

چار بہشت

غریبوں کے غم آخر ختم ہوں گے' غریبوں کے کام پر بھی کبھی نظر کرم ہو گی' غم زدگان اور خوفزدگان کو چار بہشت نصیب ہوں گے۔ دو چاندی کی اور دو سونے کی۔ جیسے سرکار دو عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ و بارک و سلم) نے فرمایا کہ دو جنتیں چاندی کی ہیں' اس کے برتن اور وہ جو اس میں ہے تمام چاندی کا ہے۔ دو جنتیں سونے کی ہیں' اس کے برتن اور جو اس میں ہے تمام سونے کا ہے۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

ملفوظ مالک بن دینار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

آپ نے فرمایا' جس دل میں خوف نہ ہو' وہ اس گھر کی مانند ہے جس کا

مالک گھر نہ ہو تو پھر گھر جیسے مالک کے بغیر جلد تر ویران ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی وہ دل جس میں خوف خدا نہ ہو جلد تر ویران ہو جاتا ہے۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

دل آباد کس کا؟

دل کی آبادی کی علامت یہ ہے کہ دل کو خوف خداوندی سے پر رکھا جائے۔ اخلاق، مہذب اور اطراب کو باادب بنایا جائے۔

بندے پر لازم ہے کہ وہ ہر وقت قضا اور قدر الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم رکھے۔ راحت و سرور ہو یا تکلیف و مصائب و فکر و فاقہ یا دولت مندی و تونگری۔ کیونکہ بسا اوقات وہ اپنے بندے کو اپنی حکمت سے دکھ دے کر ہی اپنی راہ دکھاتا ہے۔ اس کا بندے کو مراد سے باز رکھنا باوجویکہ اسے بہت بڑی قدرت ہے لیکن حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ (پ ۱۸ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

عشق سیدنا صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

سیدنا یار غار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے جگر سے دل کے جل جانے کی دھوئیں کی بو سونگھی جا سکتی تھی کہ وہ خوف خداوندی سے جل چکا تھا۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

خوف محبوب خدا (علیہ تحیتہ والسلام)

حضور نبی کریم (علیہ تحیتہ والسلام) جب نماز پڑھتے تو آپ کے قلب اطہر سے جوش مارنے والی ہانڈی کی آواز سنائی دیتی۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے خوف

سے گریہ فرماتے تھے۔

حضرت فضیل (قدس سرہ العزیز) فرماتے ہیں کہ جب تم سے سوال ہو کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہو؟ تو چپ رہو۔ اگر کہو گے نہیں؟ تو پھر تمہارے نامہ اعمال میں بہت بڑا گناہ لکھ دیا جائے گا۔ اگر کہو گے ہاں تو پھر بھی غلط ہے۔ کیونکہ جس حال پر زندگی بسر کر رہے ہو' یہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کی نہیں۔

دیکھئے جب سیدنا خلیل اللہ (علیٰ نبینا و علیہ تحیتہ والسلام) کو اپنا خلیل بنایا تو ان کے دل میں اپنا خوف ڈالا۔ کہ آپ کے دل کی دھڑکن کی آواز دور سے ایسے سنائی دیتی جیسا کہ پرندے کی بے وقت پرواز کی آواز اٹھتی ہے۔

حضرت فضیل (قدس سرہ العزیز) سے پوچھا گیا کہ آپ کو خوف کی دولت کیسے نصیب ہوئی؟ آپ نے فرمایا۔ "قلت ذنوب سے"۔ کیونکہ خوف کے اسباب میں سب سے پہلے عقل سلیم ہے۔ ترک عصیاں سے عقل سلیم کو کمال نصیب ہوتا ہے اور قلب کو رقت نصیب ہوتی ہے تو ترک عصیاں سے ہی اس میں پھر خوف میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ قلب جو سخت ہو اس میں خوف نہیں' پہلے عقل ضروری ہے پھر خوف خداوندی نصیب ہوتا ہے۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف

حضور (علیہ تحیتہ والسلام) نے فرمایا جسے صرف اس ایک ذات کا فکر ہے وہ اسے دنیا و آخرت کے تمام فکروں سے آزاد کر دے گا۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حکایت

منقول ہے کہ حضرت ذوالنون مصری (رحمتہ اللہ علیہ) کے ہاں ایک وزیر حاضر ہوا اور عرض کی دعا فرمائیے کہ میں بادشاہ سے گھبرایا ہوا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا کاش ایسے ہی میں اپنے پروردگار سے ڈرتا، تو میں صدیقین میں شمار ہوتا۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف

سرکار دو عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ و بارک وسلم) نے فرمایا کہ جس دن گرمی کا سخت دن ہو۔ اس دن یہ دعا پڑھیں۔

اللھم اجرنی من حر جھنم

اللہ تعالیٰ جہنم سے فرماتا ہے۔ میرا ایک بندہ تیری گرمی سے پناہ مانگ رہا ہے۔ تو تو گواہ ہو جا کہ میں نے اسے تیری گرمی سے نجات دی۔

"کشف الاسرار" میں ہے کہ جسے یقین ہو جائے کہ اس کا حساب ہونا ہے اور ہر نیکی و بدی کے مطابق سوال ہو گا اور برائی پر سزا ملے گی۔ تو اسے چاہئے کہ شب و روز بے قرار رہے۔ اور ہمہ وقت نیکی میں مشغول رہے اور اپنے تمام امور کا محاسبہ کرتا رہے۔ اور اپنے عیوب پر نگاہ رکھے۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف

حضور (علیہ تحیتہ والسلام) نے فرمایا کہ حساب ہونے سے پہلے ہی اپنا حساب چکا لو۔ اور بہت بڑی پیشگی کی تیاری کر لو۔ (پ ۲۴ فیوض الرحمٰن ترجمہ

روح البیان)

حکایت

کسی ایک بزرگ کی رہائش عارین (کرائے) کے مکان میں تھی۔ انہیں خیال گزرا کہ اسے توڑوں پھوڑوں۔ پھر خیال آیا کہ بیگانہ گھر ہے۔ اگر میں نے نقصان کر دیا تو کل اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دوں گا۔ ان کے اس خیال پر ہاتف نے آواز دی۔ جو آج اپنے اعمال کا محاسبہ نہیں کرتا اور برائی کو کچھ نہیں سمجھتا تو کل اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھائے گا اور کس طرح حاضر ہو گا۔ جو مکان کے گرانے کا خیال کر رہا ہے وہ سوچ لے کہ اللہ کے ہاں کس طرح حساب دے گا۔

جس نے زندگی گنوا دی اور سستی میں وقت ضائع کر دیا۔ وہ اس بچے کی طرح ہے جو بچپن میں مر گیا' جو کمالات اور سعادت کے زیور سے مزین نہ ہو سکا۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

فرمان جناب شیر خدا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

آپ نے فرمایا۔ "زندگی کے جو لمحات گزر گئے سو گزر گئے۔ لیکن جو باقی ہیں ان کو غنیمت سمجھو۔ اگر ان کو بھی اعمال صالحہ پر صرف کیا جائے تو ضائع شدہ لمحات کی قیمت بھی ادا ہو سکتی ہے"۔ (پ ۲۴ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حضرت داؤد (علی نبینا وعلیہ تحیتہ والسلام) کے بتائے ہوئے کامیابی کے گر

سرکار نے فرمایا۔ "جس میں یہ تین امور ہوں وہ کامیاب ہے"۔

○ ۱۔ فقر اور غنا میں میانہ روی۔

○ ۲۔ خوشی اور غضب میں عدل و انصاف۔

○ ۳۔ ظاہراً" اور باطناً" خشیت الٰہی۔

تین امور ایسے ہیں جن میں یہ ہوں تباہ و برباد ہے۔

○ ۱۔ بخل ○ ۲۔ خواہشات نفسانی ○ ۳۔ اپنے آپ کو اونچا سمجھنا۔

چار امور ایسے ہیں جن کے ہاں ہوں انہوں نے گویا دنیا و آخرت کی بھلائی و خیر و برکت حاصل کرلی۔

○ ۱۔ زبان ذاکر ○ ۲۔ قلب شاکر ○ ۳۔ بدن صابر ○ ۴۔ زوجہ مومنہ۔

اللہ تعالٰی کے بڑے سمجھدار بندے ایسے ہیں جنہوں نے دنیا کو تین طلاقیں دے رکھی ہیں۔ اس کے فتنوں کے خوف سے۔ کیونکہ انہوں نے اس میں غور کر کے دیکھ لیا کہ یہ کسی کا وطن نہیں۔ (پ ۲۵ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف

حضرت ابوذر غفاری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ و آلہ و اصحابہ و بارک و سلم) اللہ تعالٰی نے کتنی کتابیں نازل فرمائیں؟ فرمایا۔ ایک سو چالیس۔ ان میں سے دس صحیفے حضرت آدم (علی نبینا و علیہ تحیتہ والسلام) پر۔ پچاس صحیفے حضرت شیث (علی نبینا و علیہ تحیتہ والسلام پر)' تین حضرت ادریس (علی نبینا و علیہ تحیتہ والسلام) پر اور دس حضرت ابراہیم (علی نبینا و علیہ تحیتہ والسلام) پر۔ اور چار کتابیں' قرآن

پاک، تورات، انجیل اور زبور ہیں۔ میں نے عرض کی۔ "حضرت ابراہیم (علی نبینا و علیہ تحیتہ والسلام) کے صحیفوں میں کیا تھا؟" فرمایا امثال۔ ان میں ایک یہ کہ ایسے فریب خوردہ مغرور! میں نے تمہیں اس لئے نہیں پیدا کیا کہ تو مال جمع کرتا رہے۔ بلکہ اس لئے پیدا کیا کہ تو مظلوم کی دعوت کو مدد کے لئے رد نہ کر۔ میں بھی رد نہیں کرتا اگرچہ کافر ہو۔ اور ان امثال میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عاقل پر لازم ہے کہ وہ اپنی عقل سے مغلوب نہ ہو۔ اور وہ اپنی ساعت کو تقسیم کرے۔ ایک ساعت اللہ تعالیٰ کے ساتھ مناجات کے لئے۔ اور صنع الٰہی میں غور و فکر کے لئے۔ ایک ساعت اپنے نفس کے محاسبہ کے لئے کیا کیا گزارا اور آئندہ کیا پروگرام ہے۔ ایک ساعت اپنی خوراک حلال کمائی سے حاصل کرنے کے لئے۔ اور عاقل پر لازم ہے کہ وہ اپنے قدر کو خوب سمجھے۔ اپنے حالات پر کنٹرول کرے۔ اپنی زبان قابو میں رکھے۔ جسے معلوم ہے کہ اس کی باتوں کو لکھا جا رہا ہے سوائے ضروری امر کے کوئی بات نہ کرے۔ (پ ۲۷ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

صحیفہ موسیٰ (علی نبینا و علیہ التحیتہ والسلام) کا مضمون

حضرت موسیٰ (علی نبینا و علیہ تحیتہ والسلام) کے صحیفہ میں لکھا ہے کہ اے ابن آدم! اپنے لئے نیک عمل کر۔ نزول موت سے پہلے اور تجھے مہلت دھوکہ نہ دے۔ اس لئے کہ اس آثار میں تیرا سفر ہے۔ اور تجھے توبہ سے زندگی اور طول امل (لمی امیدیں) غافل نہ کریں۔ اس تاخیر پر تو ندامت اٹھائے گا۔ جب تجھے ندامت فائدہ نہ دے گی۔ اے ابن آدم! اگر تو نے میرا حق نہ دیا اور اسے فقراء سے روک لیا۔ تو میں تجھ پر جبار مسلط کروں گا۔ جو تجھ سے میرے

حق چھین لے گا۔ اس پر میری طرف سے کچھ ثواب نہ ہو گا۔ نیز یہ بھی ہے کہ اس کے جمال کے شوق میں سرمست ہو۔ تعریف الصفات کے وقوف مقامات پر ندامت ہو۔ جیسے فرمایا۔

انی تبت الیک وانا اول المومنین

بے شک میں نے تیری طرف توبہ کی اور میں پہلا مومنوں سے ہوں۔ (پ ۳۰ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حکایت

محبوب کبریا عاشق مصطفیٰ (علیہ تحیتہ والسلام) خواجہ حضرت اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کے حق میں ایسے رہو۔ گویا تم نے تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا۔ ہر وقت خوفزدہ اور مغموم۔ (پ ۲۰ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

نصیحت خضر (علیٰ نبینا وعلیہ التحیتہ والسلام)

آپ نے چند نصیحتیں فرمائیں۔

○ ۱۔ مخلوق کے سامنے حاجت نہ کرو۔

○ ۲۔ بلا ضرورت کہیں مت جاؤ۔

○ ۳۔ زیادہ نہ ہنسو کہ اس سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔

○ ۴۔ اپنی خطاؤں پر روؤ کہ آنسوؤں سے دوزخ کی آگ بجھتی ہے۔

○ ۵۔ خوف خدا کا ایک آنسو ہزار دینار صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ اس آنسو کو کپڑے سے صاف نہ کرو بلکہ ہاتھ سے مل لو۔ (تفسیر نعیمی)

حکایت

خواجہ حضرت حسن بصری (رحمتہ اللہ علیہ) ایک نوجوان پر سے گزرے۔ جو خوب ہنس رہا تھا۔ فرمایا۔ "اے نوجوان! کیا تو بخیریت ایمان لے کر دنیا سے نکل گیا ہے؟" اس نے کہا۔ "نہیں"۔ فرمایا کیا تو قبر کے امتحان سے کامیاب ہو گیا ہے۔ بولا نہیں۔ فرمایا! کیا تو بخیریت پل صراط پر سے گزر گیا؟ بولا نہیں۔ فرمایا کیا تو نے اپنے جنتی ہونے اور دوزخ سے بچنے کا یقین کر لیا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا پھر کس چیز پر ہنستا ہے؟ وہ نوجوان مرتے دم تک نہ ہنسا۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

ملفوظ سیدنا فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

سرکار فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) خوف خدا کے باعث گر پڑتے اور جب کبھی قرآن پاک کی آیت سنتے تو انہیں غشی آجاتی۔ ایک روز انہوں نے ایک تنکا اٹھایا اور فرمایا۔ "کاش میں ایک تنکا ہوتا اور قابل ذکر چیز نہ ہوتا۔ کاش میری ماں مجھے نہ جنتی" اور اس قدر روتے کہ آنسو جاری رہتے۔ آپ کے چہرہ مبارک پر آنسوؤں کے باعث دو سیاہ لکیریں پڑ گئیں تھیں۔
فرمایا۔ "خوف الٰہی بقدر علم ہوتا ہے اور بے خوفی جہالت کے سبب"۔ (مکاشفتہ القلوب)

حکایت

حضرت عیسیٰ (علی نبینا و علیہ تحیتہ والسلام) سے سوال ہوا کہ مخلوق میں آپ جیسا بھی کوئی ہے؟ آپ نے فرمایا۔ "ہاں! جس کا دیکھنا عبرت کے طور پر ہو اور خاموشی غور و فکر ہے۔ اور اس کی گفتگو ذکر الٰہی سے ہو۔ دوسرا باطنا"

اس کا دیکھنا یوں ہو۔ کہ وہ ہر وقت اس تصور میں مستغرق رہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔ اور اس کی باتیں سن رہا ہے۔ ایسا عمل نہ کرے جس سے اس کی نگاہ سے گر جائے۔ اور ایسا کام اس سے سرزد نہ ہو۔ جس کی اسے اطلاع ہو۔ تو وہ ناراض ہو جائے۔ اگر بندوں سے چھپ کر کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ سے کہاں چھپے گا۔ اس پر لازم ہے کہ وہ ایسا قول و فعل و عمل نہ کرے جس کی وجہ سے نگاہ حق سے دور ہو جائے۔ یہ تصور ایمان کے نتائج اور تصورات سے ایک ہے۔ جو شخص گناہ کرتے وقت یہ خیال کرے گا کہ اللہ کو کیا خبر؟ تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اس لئے یہ نکتہ ہر سالک کے لئے یاد رکھنے کا ہے"۔

حکایت میں اشارہ اس طرف ہے کہ مرد مولیٰ وہ ہے جو اپنی جملہ فردات کو دبا لے۔ اس لئے کہ نفس کی جب تک مرادیں پوری ہوتی رہیں گے' اس وقت تک وہ اوصاف ذمیمہ اور اخلاق قبیحہ سے باز نہیں آ سکتا۔ اگرچہ رحمت خداوندی کا فیض ہر وقت جاری رہے۔ لیکن جب تک نفس اپنی بری عادات سے منہمک رہتا ہے' اس وقت تک اسے یہ فیض نصیب نہیں ہوتا۔ نفس کو اس وقت رحمت نصیب ہوتی ہے جب وہ رذائل سے پاک ہو جائے۔ یہ اہل سلوک کے لئے کیمیائی نسخہ ہے۔ باقی رہے عوام تو وہ کالا نعام ہیں۔ ان کے نفوس امارہ ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ ہر وقت نفس کی مرادیں پوری کرتے رہتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو نعمتوں سے نوازے اور دولت مند بنائے۔ تو یہ دراصل اس کی حکمت عظیمہ ہے لیکن درحقیقت اس طرح سے وہ اپنے بندوں کو آزماتا ہے۔ بالخصوص طالبان راہ حق کے لئے تو بہت بڑا امتحان ہوتا ہے۔ اس لئے وہ بہت بڑی ذمہ داری کے مالک ہوتے ہیں۔ ان کے لئے

لازم ہے کہ وہ ایسے مواقع پر صبرو سکون اور حوصلہ و بردباری سے کام لیں۔ وہی سب کا مددگار ہے اس پر ہم سب کا سہارا ہے۔ (پ ۱۸ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

اللہ تعالیٰ کے ہاں خیر و شر کے خزینے ہیں۔ ان کی چابیاں انسان خود ہیں۔ وہ انسان بڑا خوش قسمت ہے جو خیر اور بھلائی کی کنجی ہے اور وہ انسان بڑا بدبخت ہے جو برائیوں کی کنجی ہے۔ (پ ۲۵ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حکایت

حضرت رابعہ عدویہ (رضی اللہ عنہا) نے حضرت سفیان ثوری (رحمتہ اللہ علیہ) سے فرمایا تو نے دنیا میں چند روز رہنا ہے۔ جب زندگی کا ایک یوم گزر جائے تو سمجھ لے کہ عمر کا بعض حصہ گزر گیا۔ جب عمر کا بعض حصہ گزرا تو سمجھ لے کہ اسی طرح تمام گزر جائے گی۔ اس کا سبب علم ہے۔ جب کیفیت ہے تو ہمیں نیک عمل کرنے چاہئیں۔ اس کا تو ہرگز افسوس نہ کرنا چاہئے۔ کہ میرے پاس مال و جاہ و درہم و دینار ہیں۔ بلکہ اس کا افسوس کرنا چاہئے کہ جو دن گزر گیا اس میں میں نے کون سا عمل کیا۔ کیونکہ دن گزرنے سے عمر بسر ہوتی ہے۔ (پ ا فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

یہ جہاں تمہاری ارواح کا قید خانہ ہے۔ چلو، چلو اس طرف جو تمہارا اصل ملک ہے۔ مومن کو خوف و رجاء کے درمیان رہنا چاہئے۔ امید میں بھی اور قیامت سے خوفزدہ بھی۔ اور دل میں یہ خیال کہ جب ہم قیامت میں جائیں گے تو نامعلوم ہمارا کیا حشر ہو گا؟

اس لئے بندے پر لازم ہے کہ وہ ہر آن اللہ تعالیٰ عزوجل کی اطاعت

و عبادت میں وقت بسر کرے۔ تاکہ ان کی برکت سے گناہ جھڑ جائیں۔ اور قاعدہ ہے کہ جب بندہ دل سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی طرف رجوع کر کے طاعت اور نیک عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ خدایا ہمیں ایسا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین!

فضائل اتباع رسول ﷺ

○ ۱۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں کوئی بھی مومن نہیں جب تک اس کی خواہش اس کے تابع نہ ہو جائے جسے میں لایا ہوں۔

○ ۲۔ فرمایا کہ جس نے میری سنت کو ضائع کیا یعنی میری سنت کی عمل نہ کیا یا اس نے میری سنت کو ضائع کر دیا اسے یاد رکھنا چاہئے کہ وہ میری شفاعت سے محروم ہو گیا۔

○ ۳۔ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میری سنت پر محافظت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے چار خصلتوں سے نوازے گا۔

○ ۱۔ نیک لوگوں کے دلوں میں اس کے متعلق محبت پیدا کر دے گا۔

○ ۲۔ فجار کے دلوں میں ہیبت۔

○ ۳۔ رزق میں وسعت۔

○ ۴۔ دین میں وثوق۔

نکتہ

حضور ﷺ کا حقیقی امتی وہی ہے جو آپ کی تابعداری کرتا ہے۔

نکتہ

آپ کی تابعداری اسے نصیب ہوتی ہے جو دنیا سے روگردانی کرتا ہے۔ اس لئے کہ حضور ﷺ کی دعوت کا خلاصہ یہی ہے کہ بندے اللہ تعالیٰ کے ہو کر ہر وقت آخرت کی فکر میں رہیں اور دنیا کو سہ طلاق دے دیں اور خطوظ نفسانیہ سے دور رہیں۔ پھر جتنا قدر کسی کو اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور آخرت سے دل لگی ہو گی اتنا قدر اسے راہ حق کا سلوک نصیب ہو گا اور اتنا قدر اسے اتباع نبوی ﷺ حاصل ہو گی اور یہ قاعدہ ہے کہ جتنا قدر کسی کو اتباع نصیب ہو گی اتنا وہ امت حبیب خدا ﷺ ہونے کا حقدار سمجھا جائے گا۔ (پ ۵ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حضرت خثیمہ رضی اللہ عنہ کا عشق

جب غزوہ تبوک ہوا تو سخت گرمی کا موسم تھا۔ حضرت خثیمہ کسی وجہ سے اس غزوہ میں شریک نہ ہو سکے۔ ایک دن وہ گھر میں آئے تو دیکھا کہ ان کی بیبیوں نے ان کی راحت و آسائش کے لئے بالا خانے پر چھڑکاؤ کیا ہے۔ پانی سرد کیا ہوا ہے اور عمدہ کھانا تیار کر رکھا ہے۔ یہ سب سروسامان دیکھ کر کہنے لگے، رسول خدا ﷺ تو اس لو اور شدت گرمی میں کھلے میدان میں ہوں اور میں سرد پانی، عمدہ غذا سے لطف اندوز ہوں۔ خدا کی قسم یہ نہیں ہو سکتا۔ میں ہرگز بالا خانے پر نہ جاؤں گا۔ چنانچہ اسی وقت زاد راہ لیا اور غروہ تبوک کی طرف روانہ ہو گئے۔

سنت کا عاشق

ایک دفعہ دو صحابی کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں نالا آگیا۔ ایک

صحابی گزر گئے لیکن دوسرے ابھی کھڑے تھے۔ پہلے نے پوچھا کہ نالے کو عبور کیوں نہیں کرتے۔ وہ کہنے لگے کہ ایک دفعہ میں حضور سید عالم ﷺ کے ساتھ اس نالہ سے گزرا تھا۔ میں سوچ رہا ہوں کہ حضور ﷺ نے پہلے دایاں پاؤں اٹھایا تھا یا کہ بایاں تاکہ میں سنت پر عمل پیرا ہو سکوں۔

خاتون کا عشق رسول ﷺ

جنگ احد میں ایک خاتون کا باپ' بھائی اور شوہر شہید ہو گئے۔ وہ مدینہ سے چل کر میدان جنگ میں آئی اور اپنے اعزہ کی شہادت کی خبر کے باوجود صرف حضور ﷺ کی خیریت کا پتہ پوچھتی رہی اور حضور ﷺ کے جمال جہاں آرا کو دیکھا تو جوش محبت میں بول اٹھی۔۔

میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شہ دین تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم
سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھ کو مانگ کر
اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

ایک صحابی کا نرالا عشق

ایک دفعہ ایک صحابی رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جوش محبت سے بے تاب ہو گئے۔ آگے بڑھے' آپ ﷺ کی قمیض جو آپ ﷺ نے زیب تن کر رکھی تھی' الٹ دی۔ خود اس کے اندر گھس گئے اور آپ ﷺ سے لپٹ گئے اور جسم اطہر کو چوما۔

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا عشق و ادب

قال ابن الاعرابی روئی ان اعرابیا جاء الی ابی بکر فقال انت خلیفتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا قال فما انت قال الخالفہ بعدہ

ترجمہ :۔ روایت ہے کہ ایک اعرابی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ رسول ﷺ کے خلیفہ ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ "نہیں، بلکہ میں خالفہ ہوں حضرت کے بعد"۔

فائدہ

خالفہ اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی گھر میں تمام لوگوں میں ایسا ہو جس میں کوئی صلاحیت نہ ہو۔ چونکہ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ادب و احترام نے اس کی اجازت نہ دی کہ اپنے کو اس لفظ کا مصداق سمجھیں۔ اس کو اپنے طور سے بدلا کہ خلافت کا مادہ بھی باقی رہا اور ادب بھی قائم رہا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا عشق

عن عبداللہ ابن عباس قال قیل للعباس انت اکبر او رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ھو اکبر منی و انا ولدت قبلہ (کنز العمال)

ترجمہ :۔ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ بڑے ہیں یا رسول خدا ﷺ۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ حضرت بڑے ہیں مگر میں آپ سے پہلے پیدا ہوا۔

فائدہ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سرکار دو عالم ﷺ کے حقیقی چچا تھے۔ خود آنحضرت ﷺ ان کا احترام کرتے تھے لیکن حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو احترام نبوی ﷺ نے اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ سے اکبر کہنے کی اجازت نہ دی بلکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں آپ ﷺ سے پہلے پیدا ہوا۔

ام المومنین رضی اللہ عنہا کا عشق

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے پردہ فرمانے کے بعد کی بات ہے کہ جب کبھی مسجد نبوی کے گرد کسی مکان میں میخ وغیرہ ٹھونکی جاتی تو اس کی آواز سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فوراً" کہلا بھیجتیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اذیت نہ دو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عشق

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں کواڑ مدینہ منورہ سے باہر مناصع کے مقام پر تیار کروائے تاکہ ان پر کام کرنے سے اوزاروں کی آواز مسجد نبوی میں نہ جائے۔ اور اس سے حضور ﷺ کو اذیت نہ پہنچے۔ (وفا الوفا)
(حوالہ سب فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان پ ۹)

اصحاب کہف مصطفیٰ کریم ﷺ کی غلامی میں

امام ثعلبی کی تفسیر میں مرقوم ہے کہ اصحاب کہف کی ملاقات کا حضور

سرور عالم ﷺ کو خیال ہوا۔ آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا۔ انہوں نے عرض کی کہ آپ انہیں اس عالم میں نہیں دیکھیں گے البتہ آپ اپنے پسندیدہ اصحاب کو بھیج کر دعوت اسلام سے نواز سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں اپنے اصحاب کو ان کے ہاں کس طرح اور کن کو بھیجوں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ آپ اپنی چادر مبارک بچھائیں اور حضرت صدیق و فاروق اور علی المرتضی رضی اللہ عنہم اور ابودرداء رضی اللہ عنہ کو فرمایئے کہ وہ ہر ایک اس چادر کے ایک ایک کونہ پر بیٹھ جائیں اور ہوا کو حکم فرمائیں کہ انہیں اڑا کر غار تک پہنچا دے۔ اور ہوا آپ کی فرمانبردار ہے۔ جیسے تخت سلیمانی کو اڑا کر چلتی تھی۔ آپ کے غلاموں کو بھی لے جائے گی۔ حضور علیہ السلام نے دعا کی۔ چنانچہ ہوا صحابہ کرام کو اڑا کر غار تک لے گئی۔ انہوں نے غار سے ایک پتھر ہٹایا۔ کتے نے جونہی روشنی دیکھی' اول تو شور مچایا اور حملہ آور ہونے کی کوشش کی۔ اس کے بعد جب صحابہ کرام کی شخصیت پر نگاہ ڈالی تو دم ہلا کر اصحاب کہف کے ہاں جانے کا اشارہ کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اصحاب کہف کے قریب ہوئے اور کہا۔ "السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ"۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو ان کے اجسام میں واپس لوٹایا تو انہوں نے ان کے سلام کا جواب دیا۔ صحابہ کرام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی حضرت محمد بن عبداللہ ﷺ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور دعوت اسلام بھی دی ہے۔ ان حضرات نے دعوت اسلام قبول کی اور عرض کہ بارگاہ رسالت میں ہمارا بھی سلام عرض کر دیں۔ یہ کہہ کر پھر آرام گاہ میں چلے گئے۔ حضرت امام مہدی جو حضور علیہ السلام کے اہل بیت سے ہوں گے' ظہور کے وقت امام مہدی ان پر سلام کہیں گے اور وہ سلام کا جواب دیں گے۔ اس کے بعد بدستور

آرام گاہ میں آرام فرمائیں گے اور قیامت کو ہی اٹھیں گے۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان پ ۱۵)

اقرب محبوب کی ہدایت پانے کے لئے ان راستوں کی مسافات میں تصوف کی بتیس منزلیں ہیں۔ ہر منزل کا ایک دروازہ ہے۔

۱ پہلا دروازہ ریاضت نفس ۲ صبر جمیل ۳ طلب مولیٰ ۴ مصائب پر تحمل ۵ جہد مسلسل ۶ علم دینی کے حصول میں مگن ۷ فقراء کی مجلس اور ہم نشینی ۸ امراء اور بادشاہوں اور وزیروں سے اجتناب ۹ اغنیاء سے دوری ۱۰ شریعت کی مکمل سر تاپا پابندی ۱۱ اللہ تعالیٰ سے ہر وقت فریاد اور التجا ۱۲ مکر شیطانی سے ہر وقت استغفار اور توبہ ۱۳ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی ہر وقت امید ۱۴ دل میں رقت و ہیبت الٰہی کا خوف ۱۵ فقر باطن میں مشغولیت ۱۶ اخوت و مروت ۱۷ امساکین پر رحم ۱۸ جود و سخا ۱۹ بخل سے پرہیز ۲۰ ہر کام میں میانہ روی ۲۱ فحش لوگوں اور فحاشی سے بچنا ۲۲ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کے لئے محبت و عداوت ۲۳ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم کرنا اور اپنے تعلق داروں سے کرانا ۲۴ دینی معاملات میں سخت گیری ۲۵ مناظروں، مکالموں اور زیادہ کلام سے بچنا ۲۶ حکم تقدیر رضائے الٰہی پر سر تسلیم خم کرنا ۲۷ احوال و کرامات کا تبرک کرنا کرامتوں کی خواہش نہ کی جائے ۲۸ منظور بارگاہ ہونے کی خواہش اور طلب میں لگے رہنے ۲۹ محبت شیخ مرشد میں فنا ہونا ۳۰ تصور شیخ میں متوجہ رہنا ۳۱ ہر حال میں جمعیت قلبی اختیار کرنا ۳۲ دنیا سے بے نیاز ہو جانا۔

ہر چیز کو مشاہدہ حق میں کرنا۔ جسم انسانی میں ۳۲ جوڑ ہیں اور ہر جوڑ پر یہی لباس پہناؤ ولایت صغریٰ سے ولایت کبریٰ تک پہنچنے کے لئے یہی منزلیں ہیں۔

محبت اور عشق کا صلہ

مروی ہے کہ ایک شخص حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور پوچھا (متی الساعتہ) یعنی قیامت کب آئے گی۔ آپ نے فرمایا (ما اعلدت لھا) تو نے اس کے لئے کیا تیار کیا؟ عرض کی **لا شی الا انی احب اللہ و رسولہ** (ترجمہ) کچھ نہیں تیار کیا سوائے اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی محبت کے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ "**انت مع من احبت**" یعنی قیامت میں تو اس کے ساتھ ہو گا جس کے ساتھ تیری محبت ہے۔ (روح البیان پ ۱۴)

شرط یہ ہے کہ جسے جس سے محبت ہو وہ اس کے ساتھ دین میں بھی شریک ہو یعنی محبوب اور محب آپس میں متحد ہوں۔ محبت کا تقاضا یہ ہے کہ محبوب کے جملہ ماموراتِ اور مخطورات پر پابندی سے عمل کرے۔ اس لئے محبت کاملہ اس کے سوا نہیں ہو سکتی جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے اوامر کی مخالفت کرتا ہے اس کا محبت کا دعویٰ خالی ہے کیونکہ محبت کے دعوے کے ساتھ مخالفت کیسی؟

حضرت شیخ سعدی قدس سرہ نے فرمایا۔

نظر دوست نارد کند سوے تو
چو در روے دشمن بود روے تو

ندانی کہ کمتر آید دوست پائے
چو بیند کہ دشمن بود در سرائے

ترجمہ :۔ دوست تیری جانب نظر ہرگز نہیں فرمائے گا جب تیری توجہ

اس کے دشمن کی طرف ہو۔ تجھے معلوم ہے کہ اس گھر میں دوست نہیں آیا
جس گھر میں دشمن کا قیام ہو۔ (پ ۱۴۔ ص ۲۷۲ روح البیان)

حضرت حافظ قدس سرہ نے فرمایا۔

عاشقاں را گردر آتش می پسند و لطف یار
تنگ چشم گر نظر در چشمہ کوثر کنم

ترجمہ:۔ عاشقوں کو لطف محبوب اگر آگ میں ڈالنا پسند کرتا ہے تو پھر وہ
عاشق بڑا بدبخت ہے جو چشمہ کوثر کو دیکھے۔ (روح البیان پ ۱۳)

حدیث شریف

طالب الدنیا مخنث و طالب العاقب مونث و طالب المولی مذکو

ترجمہ:۔ دنیا کا طالب مخنث ہے اور عاقبت کا طالب مونث ہے اور مولی
کا طالب مذکر ہے۔

کھجور کے خشک تنے کا آپ کے فراق میں آہ و زاری کرنا

واقعہ استن حنانہ

حضرت جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ حبیب خدا (ﷺ) مسجد میں ایک ستون کا سہارا لے کر خطبہ دیتے تھے۔ ایک انصار
عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرا ایک غلام بڑھئی
ہے۔ کیا میں اس کو یہ حکم نہ دے دوں کہ وہ آپ کے لئے منبر تیار کرے۔ جس
پر تشریف فرما کر آپ خطبہ دیں؟ آپ نے فرمایا ہاں کیوں نہیں؟ اس غلام نے

منبر تیار کیا۔ جب جمعہ کا دن آیا تو حبیب کریم (علیہ الصلوۃ والتسلیم) نے منبر پر تشریف ارزانی فرمائی اور خطبہ دیا تو وہ ستون جس کے ساتھ سہارا لگا کر آپ کھڑے ہوتے اور خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ وہ اس طرح رویا جس طرح بچہ روتا ہے۔ تو نبی مکرم (ﷺ) نے فرمایا یہ ستون اس لئے رویا ہے وہ ذکر جو میرے منہ (مبارک) سے قریب ہو کر سنتا تھا اس سے محروم ہو گیا ہے اور اس قرب کو گنوا بیٹھا ہے۔

حضرت حسن بصری (رحمتہ علیہ تعالیٰ اللہ) جب یہ حدیث بیان فرماتے تو رو دیتے اور پھر فرماتے۔۔ اے اللہ کے بندو! خشک لکڑی اپنے شوق و ذوق اور محبت و عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے محبوب پاک (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ و بارک و سلم) سے قلبی تعلق دلی رغبت کا اس انداز میں اظہار کرے اور ان کے قریب خداوندی اور منصب محبوبیت کی قدر کرے۔ تو تم اس امر کے زیادہ حقدار ہو کہ ان کی ملاقات سے مشرف ہونے اور جمال جہاں آرا کو دیکھنے کی تمنا کرو۔ اور قسمت یاوری نہ کرے اور بخت مدد نہ کرے تو اس حسرت میں آنکھوں سے آنسوؤں کے دریا بہاؤ (سیرت سید الانبیاء ترجمہ الوفا)

عاشق رسول (صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ و بارک و سلم) کے عشق کی داستان

مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کو ۔عفور خیبر میں حاصل ہوا تھا۔ گدھے نے حاضر ہو کر عرض کی کہ میرا نام زیاد بن شہاب ہے اور میرے آباؤ اجداد کے ساتھ ساٹھ افراد کو یہ شرف ملا کہ ان پر انبیاء کرام علیہم السلام سوار ہوئے۔ آپ بھی اللہ کے پاک نبی ہیں۔ آپ مجھے اپنی سواری کے لئے مشرف

فرمائیے۔ یہ گدھا زندگی بھر سرکار کی خدمت میں حاضر رہا۔ جب حضور ﷺ کا وصال ہوا تو آپ کے وصال کی تاب نہ لا کر کنویں میں چھلانگ لگا کر مر گیا۔

اعجوبہ

مروی ہے کہ حضور ﷺ کو جب کسی صحابی (رضی اللہ عنہ) کو اس کے گھر سے بلانا ہوتا تو اس گدھے کو بھیج دیتے۔ جب وہ اس صحابی کے گھر پہنچتا تو سر مار کر اس کا دروازہ کھٹکھٹاتا۔ اسے سر کے اشارے سے کہتا کہ آپ کو آقا مولائے کل ﷺ یاد فرما رہے ہیں۔ چنانچہ اس صحابی کو لے کر بارگاہ رسالت میں پہنچ جاتا۔ (پ ۱۴ فیوض الرحمن ترجمہ روح البیان)

حکایت

حضرت ابراھیم بن ادہم رحمتہ اللہ تعالیٰ نے کسی سے فرمایا کہ کیا تیرا دل چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کا ولی ہو جائے اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا دل سے دنیا و آخرت کی ہر شے کی رغبت ہٹا دینے کا نام ولایت ہے اور اپنے دل کو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے فارغ کر دے اور دل کو اس کی طرف متوجہ کر دے۔ اسی طرح سے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی طرف توجہ فرما کر ولی بنا دیتا ہے۔

سبق

اس سے معلوم ہوا کہ جس کا مطمع نظر (خواہش) نفس پروری اور شہوت رانی ہو تو اسے حق کا ملنا محال ہے۔ اور نہ ہی اس کی دوستی نصیب ہو گی اور نہ ہی کسی حال و مقام پر اللہ تعالیٰ کی اس کو توجہ حاصل ہو گی (حوالہ۔ روح البیان فیوض الرحمٰن پ ۹)

ذکر کا بیان

ذکر کے معنی ہیں یاد کرنا۔ جس چیز سے رب تعالیٰ یاد آ جائے وہی ذکر ہے۔ خیال رہے سب سے پہلے ذکر اللہ چہرہ نبی کریم سید المرسلین (علیہ التحیتہ والتسلیم) پھر قرآن پاک' پھر حدیث پاک' پھر نماز' پھر روزہ' پھر ذکر اذکار' تمہید' تسبیح' پھر مراقبہ' پھر مکاشفہ۔ جس عبادت میں رب تعالیٰ یاد نہ آئے وہ عبادت بھی ذکر اللہ نہیں۔ اطمینان کامل دماغ کی آٹھ حالتوں سے ملتا ہے۔

○ (۱) اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ۔

○ (۲) دنیا سے بے پرواہی۔

○ (۳) وسواس شیطانی سے نجات۔

○ (۴) عبادت میں لذت۔

○ (۵) اولیاء سے محبت۔

○ (۶) پریشانیوں' الجھنوں سے دوری۔

○ (۷) دامن مصطفیٰ (ﷺ) سے قربت۔

○ (۸) رب تعالیٰ (جل مجدہ الکریم) کی طرف سے اطمینان۔

اطمینان رب کی طرف سے ہے اور بے اطمینانی شیطان کی طرف سے۔ معجزوں کے طالب نہ بنو۔ ہدایت کے طالب بنو۔ ترک دنیا کے عادی ہو جاؤ۔ یہ زندگی تلاش یار کے لئے بنی ہے۔ نہ کہ میٹھی نیند سونے کے لئے۔ ہر سہارے' ہر بھروسے' تمام اسباب سے منہ موڑ کر ذرا اللہ تعالیٰ (جل شانہ) کی رحمت کے ساتھ لگ جاؤ پھر دیکھو رحمت رب تعالیٰ کس طرح تمہاری فریاد سنتی

ہے۔ سب سے مایوس ہو کر اس کی رحمت سے امید لگالو۔ اس سے مایوس مت ہونا۔ کیونکہ اس سے مایوس وہی ہوتا ہے جو راہ ایمان پر چلنے والا مومن نہیں۔

جب یہ حالت ہو کہ ہر انعام کو معبود کا اکرام اور ہر فضل کو صدقہ سمجھے تو سمجھ لے کہ یار کی منزل قریب ہے۔ یہ قاعدہ فطرت ہے کہ جس کو جب تک دیدار انور سے اور مشاہدات و تجلیات سے محروم رکھنا ہو تو اسے ناز و نعم میں پالا جاتا ہے۔ جب اس کو نظارہ جمال کے لائق بنانا ہو تو اس کو سختی' تنگی' غصہ' جھڑک کے کانٹوں پر گھسیٹا جاتا ہے۔ یہی سرد ہوائیں ہیں جو بہار کا پتہ دیتی ہیں۔ (تفسیر نعیمی)

یاد خداوندی سب عبادتوں کی جان ہے کیونکہ فرمان خداوندی ہے:

فاذکرونی اذکرکم

تم مجھے یاد کرو تاکہ میں تمہیں یاد کروں۔

خدا کو ہمیشہ یاد کرنا چاہئے۔ اگر ہمیشہ نہ ہو تو اکثر اوقات میں تو ہو۔ آدمی کی فلاح اسی کے ساتھ وابستہ ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

واذکرو اللہ کثیرا" لعلکم تفلحون

اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو تاکہ فلاح پاؤ۔

یعنی فلاح کی امید رکھتے ہو تو کثرت ذکر اس کی کنجی ہے۔ بہت ذکر کرو تھوڑا سا نہیں۔ اکثر اوقات کرو کبھی کبھی نہیں۔

جناب رسول خدا (علیہ التحیتہ والسلام) سے لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ وبارک وسلم) سب کاموں میں سے افضل کون سا کام ہے؟ آپ نے فرمایا: مرتے وقت ذکر الٰہی سے تر زبان۔

صاحب لولاک (علیہ التحیہ والسلام) نے فرمایا۔

"خداوند کریم کے نزدیک جو کام بہترین عمل اور مقبول ترین ہے اور تمہارے لئے بزرگ ترین درجہ ہے۔ سونا' چاندی' صدقہ دینے سے بہتر اور خدا کے دشمنوں کے ساتھ اس طرح جہاد کرنے سے بھی بڑھ کر کہ تم ان کی گردنیں مارو۔ وہ تمہاری گردنیں کاٹیں۔ اس کام سے میں تمہیں آگاہ کروں؟ جانثاروں نے عرض کی۔ "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ و بارک و سلم) ارشاد فرمائیے وہ کون سا کام ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔ "ذکر الٰہی یعنی خدا کو یاد کرنا"۔

آپ نے فرمایا۔ "ذکر الٰہی تمام عبادتوں کی جان ہے"۔ آپ نے فرمایا۔ "جس کو میرا ذکر دعا مانگنے سے باز رکھے میرے نزدیک اس کا انعام اور عطا کرنا مانگنے والوں کے عطا کرنے سے بہتر ہے"۔ فرمایا۔ "خدا کو یاد کرنے والا غافلوں میں ایسا ہے جیسے مردوں میں زندہ۔ جیسے سوکھی گھاس میں ہرا درخت اور جہاد سے بھاگ جانے والوں میں ثابت قدم"۔

حضرت معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) کا قول ہے کہ اہل جنت کو کسی امر پر حسرت نہ ہو گی مگر دنیا میں جو ساعت یاد الٰہی سے غفلت میں گزاری ہو گی۔ اس پر حسرت ہو گی۔ جو دم غافل سو دم کافر۔ (کیمیائے سعادت)

حدیث شریف

جب مسلمان کہتا ہے **لا الہ الا اللہ** تو ساتوں آسمانوں کو چیرتا یہ کلمہ اللہ تعالٰی کے ہاں پیش ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالٰی اسے فرماتا ہے۔ "ٹھہر جا' ٹھہر

جا"۔ تو عرض کرے گا کیسے ٹھہروں تو نے کہنے والے کو بخشا ہی نہیں۔ اسے اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ "وہ تو ابھی تجھے لایا ہی تھا کہ میں نے بخش دیا"۔

مسئلہ

دوسرے مسلمان مردوں یا عورتوں کے لئے مغفرت کی طلب سے اپنی نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ (پ ۲۶ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف

سید المتقین شفیع المذنبین (علیہ التحیتہ والتسلیم) نے فرمایا۔ "جس نے اہل ایمان مردوں' عورتوں کے لئے استغفار کی اس کے لئے اللہ تعالیٰ ہر مرد و عورت کی تعداد پر نیکیاں لکھتا ہے"۔ (پ ۲۶ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف

جس کے پاس مال نہ ہو کہ اسے صدقہ کرے تو اسے چاہئے کہ اہل ایمان کے لئے استغفار کرے۔ کیونکہ وہی اس کا صدقہ ہے۔ (ص ۲۶ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

بہشت کی کنجی

حضرت بایزید بسطامی (قدس سرہ العزیز) کو کسی نے کہا کہ بہشت کی کنجی لا الہ الا اللہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ "کنجی کے دندانے ضروری ہیں۔ اور اس کے دندانے چار ہیں۔

☆ (۱) زبان جھوٹ' بہتان اور غیبت سے دور رہے۔

☆ (۲) دل مکرو فریب اور خیانت سے پاک ہو۔
☆ (۳) پیٹ حرام خوری بلکہ مشتبہ طعام سے پاک ہو۔
☆ (۴) عمل خواہش نفسانی اور بدعت سیئہ سے خالی ہو۔
(پ۲۶ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

اعجوبہ

بعض نے کہا کہ ہم سے پہلے لوگ دن میں اور رات میں صرف ایک بار کلمہ شریف کہہ سکتے تھے اس سے زیادہ کہنے کا انہیں امکان نہ تھا۔ ہم سے پہلے لوگوں سے جو اس کلمہ کو پڑھتا تو اس کی برکت اور فضیلت کی وجہ سے آواز کھنچتا تو یہاں تک کہ سانس ختم ہو جاتی۔

حکایت

کسی کو مرنے کے بعد بہتر صورت میں پا کر کسی نے سبب پوچھا تو جواب ملا کہ میں **لا الہ الا اللہ** کی کثرت کرتا تھا۔

حضرت حسن بصری (رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا۔ ”قلوب پر ذکر کا جھاڑو دو“۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

امت مصطفویہ کی خوش نصیبی اور خوش بختی ہے کہ یہ کلمہ جتنا چاہیں بلاحساب اور روک ٹوک وقت کی پابندی کے بغیر پڑھ سکتے ہیں۔

تین امور ایسے ہیں جنہیں اللہ کی ذات تک پہنچنے کی کوئی روک ٹوک نہیں۔

☆ (۱) مومن کے دل سے نکلا ہوا کلمہ
☆ (۲) والدین کی دعا

☆ (۳) مظلوم کی بددعا

(پ ۲۶ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف

ایمان کی تجدید کرو صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم) نے عرض کی۔ "یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ و بارک وسلم) کیسے ایمان کی تجدید کریں؟" فرمایا۔ "کلمہ شریف کی کثرت کرو۔ کیونکہ سرکار دو عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ و بارک وسلم) نے فرمایا۔ "لا الہ الا اللہ قلوب کی کنجیاں ہیں"۔ (پ ۲۶ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف

اگر بادشاہ' صدر' وزیر اعظم کو پتہ ہو کہ ذکر اللہ کے کیا فوائد ہیں تو وہ فوائد حاصل کرنے کے لئے کرسی چھوڑ دے۔ اگر تسبیح کا ثواب اہل ارض پر تقسیم کیا جائے تو اہل دنیا کے ہر فرد کو علیحدہ علیحدہ دنیا کے ہر فرد سے دس گنا زیادہ ثواب حاصل ہو گا۔ (پ ۲۶ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حدیث قدسی شریف

"جو میرا ہے میں اس کا ہوں اور جس کا میں ہوں تو جو میرا ہے وہ سارا اسی کا ہے"۔ (پ ۲۶ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

دونوں جہان میں تجھے ایک نعمت کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا تیرا کوئی سانس ضائع نہ ہو۔ اگر تو انفاس کی حفاظت کرے گا تو وہ تجھے سلطان یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچا دے گا۔

حضرت سہیل (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ رجوع کرنے والا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف دل سے رجوع کرے کہ قلب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکون ہو۔ معمولی وسوسہ بھی اس کے دل میں نہ گھسنے پائے۔ (پ ۲۶ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

تم پر مراقبہ لازم ہے اور ہر امر بالخصوص گفتگو کرتے وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرنا لازم ہے اور جہنم میں لوگ اوندھے منہ گرائے جائیں گے۔ تو سب سے زیادہ اسباب اسی زبان کے کرتوت ہوں گے۔

حدیث شریف

تین ایسے امور ہیں جن سے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے۔

☆ (۱) کسی ملامت گر کی ملامت سے اللہ کے بارے میں خوف۔

☆ (۲) اپنے عمل میں ریاء نہ ہو۔

☆ (۳) جس کے سامنے دنیا و آخرت کے امور آتے ہیں تو آخرت کے امور کو ترجیح دیتا ہو دنیا پر۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

نکتہ

مداومت پر اعمال میں ایک راز یہی ہے کہ نفس اس عمل کا عادی بن جاتا ہے۔ اس سبب سے وہ اس عمل کی ادائیگی کی طرف راغب ہو کر متوجہ الی اللہ ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے اولیاء کرام صوفیائے عظام جیسے ترک فرائض کو برا سمجھتے ہیں۔ ایسے ہی مستحاب یعنی اوراد وغیرہ کے ترک کو محسوس فرماتے ہیں۔

حدیث قدسی

اللہ تعالیٰ قیامت میں اپنے بندوں سے فرمائے گا بہشت میں میری رحمت سے داخل ہو جاؤ اس کے مراتب اپنے اعمال کے مطابق حاصل کرو۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

نکتہ

ورد کی پابندی سے مراتب وافر و کاثر (بہت زیادہ) نصیب ہوں گے۔ جس سے جتنے اوراد وظائف ناغہ ہو جائیں گے اسی قدر اس کے مراتب و درجات کم ہوں گے۔ اس لئے بہشت کے ثواب کا رتبہ (درجہ) انہی اعمال یعنی اوراد و وظائف پر تھا۔ لیکن یہ نکتہ وہ سمجھتے ہیں جنہیں عقل اور دانش سے کچھ حصہ نصیب ہو۔ لیکن جو عقل و دانش سے محروم ہوں وہ الٹا اس سے اعراض کرتے ہیں۔ (کالو ھابیہ وھم قوم جاعلون) (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

فضائل

لا الہ الا اللہ

حدیث شریف

حدیث شریف میں ہے کہ لا الہ الا اللہ اور استغفار کی کثرت کرو۔ اس لئے کہ شیطان نے کہا کہ میں نے لوگوں کو گناہوں سے ہلاک کیا۔ لیکن لوگوں نے مجھے لا الہ الا اللہ اور استغفار سے ہلاک کر ڈالا۔ جب میں نے ان کی یہ کارروائی دیکھی تو میں نے انہیں خواہشات سے ہلاک کر دیا۔ یہاں تک کہ

انہوں نے سمجھا کہ وہ ہدایت والے ہیں۔ اس لئے پھر وہ استغفار نہیں کرتے۔
(پ ۲۶ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف

حدیث شریف میں ہے کہ ایمان کی تجدید کرو۔ صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے پوچھا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ و آلہ واصحابہ و ازواجہ و ذریتہ واھل بیتہ و بارک وسلم) ہم کیسے ایمان کی تجدید کریں۔ فرمایا **لا الٰہ الا اللہ** کی کثرت کرو۔ (فیوض الرحمٰن پ ۲۶)

کلمہ توحید و رسالت کے نقطے ہی نقطے

(۱) دونوں کلموں کو خط کے اعتبار سے دیکھا جائے تو بارہ حروف بنتے ہیں۔ سال کے مہینوں کی تعداد پر اس میں اشارہ ہے کہ اس کا ایک ایک حرف مہینے کے گناہ معاف کراتا ہے۔
(۲) اگر دونوں کلموں کو نطق کے لحاظ سے دیکھا جائے تو چودہ حروف بنتے ہیں۔ جس میں اشارہ ہے کہ کلمہ چودہ طبق کو نور سے پر کر دیتا ہے۔
(۳) اگر خط اور نطق دونوں کا اعتبار ہو تو پندرہ حروف بنتے ہیں۔ اس میں اشارہ ہے کہ اس کے اسرار جو عرش والے نے مخفی رکھے ہیں' ان سے کوئی واقف نہیں۔ سوائے اس کہ جسے وہ توفیق بخشے اور یہ کلمہ ایک عجیب و غریب راز ہے۔
(۴) یہ حکم شرعی کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔ یہ دونوں کلمے ایسے ہیں کہ دوسرے سے ان کی جدائی ناممکن ہے۔ جو شخص ان دونوں (توحید حق اور رسالت سرکار دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ و آلہ واصحابہ و ازواجہ و ذریتہ و اہل

یٹہ وبارک وسلم) پر اعتقاد و ایمان نہیں رکھتا۔ اس کا اسلام پر ایمان قبول نہیں۔ (فیوض الرحمٰن پ ۲۶)

نفس بیدار کرنے کا طریقہ

حضرت شیخ القتادہ قدس سرہ نے فرمایا کہ جب نفس کو خواطر کا غلبہ ہو تو ذکر الٰہی کریں۔ لیکن اس کا طریقہ یہ ہے کہ نفی لا الہ کو جہر سے اور اثبات الا اللہ آہستہ جب اطمینان ہو جائے اور اثبات کا نفی پر غلبہ محسوس ہونے لگے تو پھر نفی لا الہ کو آہستہ اور اثبات الا اللہ کو جہر سے پڑھیں کیونکہ مقصود اصلی تو یہی ہے۔ (فیوض الرحمٰن پ ۲۶)

عرش کی سیر اور اس کی غذا

جو شخص ہر روز نیند سے پہلے اور ہزار بار کلمہ شریف پڑھ کر سوئے گا تو اس کی روح عرش کے نیچے رات گزارے گی اور وہاں کی غذا اپنی قوت کے مطابق حاصل کرے گی۔ (شیطان قلوب) جو شخص کلمہ شریف (لا الہ اللہ) دوپہر کے وقت سو بار پڑے گا اس کے لئے باطنی شیطانی قوت کمزور پڑ جائے گی۔ (پ ۲۶ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

آداب الذکر

ذکر کے آداب سے ہے کہ اندھیرے گھر میں ہو اور دل کی آنکھ سے ہی دو آبرو کو دیکھے اور یہ وہ راز ہے جو اس کے سامنے منکشف ہوتا ہے۔ جس نے اس کا ذائقہ چکھا۔ فیوض الرحمٰن پ ۲۶)

ذکر کا فائدہ

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قلوب پر ذکر اللہ سے جھاڑو دو اس لئے کہ سب سے زیادہ زنگ قلوب پر چڑھتا ہے۔ (فیوض الرحمٰن پ ۴۶)

حدیث شریف

اہل ایمان کے تین مضبوط قلعے ہیں۔

○ (۱) ذکر اللہ

○ (۲) تلاوت قرآن

○ (۳) مسجد

مسجد سے مراد اس کی اپنی عبادت گاہ مراد ہے۔ وہ گھر ہو یا گھر کے باہر۔ (ایسے ہی اکابر مشائخ نے تاویل کی ہے) (فیوض الرحمٰن پ ۴۶)

عمل میں اخلاص ضروری ہے

مروی ہے کہ ملائکہ بندے کے اعمال لے کر اوپر جاتے ہیں۔ سمجھتے ہیں یہ تو کچھ نہیں لیکن جب اوپر کو جاتے ہیں۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ اپنی سلطنت میں انہیں اللہ تعالیٰ وحی فرماتا ہے۔ تم میرے بندے کے نگران تھے۔ میں اس کے قلب کا رقیب ہوں۔ چونکہ اس نے خلوص سے عمل کیا۔ اس لئے اسے علیین میں پہنچا دو اور میں نے اسے بخش دیا۔

ایک دوسرے بندے کے اعمال لے کر اوپر جاتے ہیں۔ یہ اس کا بہتر عمل ہے۔ جب وہ وہاں تک پہنچتے ہیں جہاں تک اللہ چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو وحی فرماتا ہے۔ "تم میرے بندے کے نگران ہو اور میں اس سے دل کا

رقیب۔ اس نے چونکہ عمل میں خلوص نہیں کیا اس لئے اسے سجین میں پھینک دو"۔(پ ۳۰ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

کراما" کا تبین کا علم دو قسم پر ہے

○ (۱) وہ جو ظاہر ہے۔ یعنی قول یا حرکت جوارح انہیں وہ کراما" کا تبین جانتے ہیں۔ اس کے ظاہر کی وجہ سے اور لکھتے بھی اس کے ظاہر کی حیثیت سے ہیں۔

○ (۲) وہ جو باطن ہے دل میں، بعض علماء فرماتے ہیں کہ انہیں باطن کے نیک عمل کی خوشبو اور باطن کی برائی کی بو محسوس ہوتی ہے تو عمل صالح کو اور برائی کو مطلق لکھ دیتے ہیں۔(پ ۳۰ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

دل کا روحانی علاج

جو چاہے کہ اس کے دل پر قسوت نہ ہو یعنی دل سخت نہ ہو تو وہ روزوں پر مداومت کرے۔ اگر اس کے باوجود بھی قسوۃ نہ جائے تو سالن چھوڑ دے۔ (پ ۳۰ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

روحانی دل کیا ہے؟

بعض اکابر صوفیائے کرام (رحمتہ اللہ علیہم اجمعین) نے فرمایا۔ "دل سارے کا سارا شیشہ ہے۔ وہ ہمیشہ زنگ آلود رہتا ہے۔ حدیث شریف میں مطلقا" فرمایا گیا کہ قلوب زنگ آلود ہو جاتے ہیں جیسے لوہا۔ اس کی روشنی ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن پاک سے ہوتی ہے"۔(پ ۳۰ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

نسخہ روحانی

بعض بزرگوں نے فرمایا۔ "سلوک الی اللہ ہوتا ہی تبتل" (علیحدگی اختیار کرنا) ہے۔ مطلب یہ کہ خواہشات نفسانی کے خلاف کرنا غیر اللہ سے روگردانی کرنا۔ اور دائمی ذکر کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف مکمل طور پر متوجہ ہونا۔ یہ صرف حرکت معنوی سے طے ہوتا ہے جو ایک مسافر دوسرے مسافر کی طرف جانا چاہے تو یہ سفر یونہی طے ہوتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ بندے کو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے اور طالب اور مطلوب کی مثال اس صورت کی ہے جو آئینہ میں ہے لیکن گرد آلود آئینہ میں صورت نظر نہیں آتی۔ اس لئے کہ آئینہ زنگ آلود ہے۔ جب آئینہ کی زنگ ہٹالی جائے تو صاف صورت نظر آئے گی نہ کہ اس طرح سے کہ وہ صورت آئینہ میں کوچ کر آئی ہے۔ جو آئینہ اس کی طرف گیا ہے بلکہ اس حجاب کو دور کرنے سے جو آئینہ پر تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حجاب خود بندے میں ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تو اہل بصیرت کے لئے ہر وقت اپنے نور سے جلوہ گر ہے۔ اگرچہ موقع محل اور تجلی میں فرق ہے۔
(پ ۲۹ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

طریقہ ذکر

مشائخ عظام فرماتے ہیں۔ "طالب کو (سالک) ابتداء لا الہ الا اللہ کی مشغولی ضروری ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ذکر کی ابتدا سینے کے دائیں پہلو سے شروع کرے۔ پھر سینہ کے اعلیٰ کے بائیں طرف ذکر کی ضرب لگائے۔ تاکہ اس سے وہ لوتھڑا ٹوٹے جو شیطان کا اور نفسانی خواہشات کا حصہ ہے۔ کافی مقدار میں یہ ضرب جاری رکھے۔ یہاں تک کہ وہ جگر لوتھڑے سے خالی ہو کر نور سے بھر جائے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ اندر سے پتلا سیاہ خون قے کی شکل میں

خارج ہو۔ کیونکہ ذکر کی گرمی اور نار سے جل کر پگھلے گا۔ یہ اولیائے کاملین کی علامت ہے اور ایسے دوامی ذکر سے انشراح صدور و افتتاح قلوب ہوتا ہے۔
(پ ۳۰ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

ارشاد حضرت عیسیٰ (علی نبینا وعلیہ تحیتہ والسلام)

فرمایا۔ "ذکر الٰہی کے بغیر زیادہ نہ بولو۔ دل سخت ہو جائیں گے۔ کیونکہ سخت دل اللہ تعالیٰ سے بعید ہے۔ غلاموں کے جرائم اس طور نہ دیکھو کہ تم ان کے آقا ہو۔ بلکہ ان کے جرائم اس طور دیکھو گویا تم کسی کے غلام ہو۔ (پ ۱۸ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حضرت موسیٰ (علی نبینا وعلیہ تحیتہ والسلام)

نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا۔ "الہ العالمین! میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟"۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "میں ان قلوب میں ہوتا ہوں جو محض میری وجہ سے منکسر و خاشع ہیں"۔ (پ ۱۸ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

اوقات خوش آں بود کہ با دوست بسر
باقی ہمہ بے حاصل و بے خبری بود

"بہتر اوقات وہی ہیں جو دوست کے ساتھ بسر ہوں ورنہ جملہ اوقات بے سود اور بے خبری پر مبنی ہیں"۔

حضرت سیدنا شیر خدا (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا

"زندگی کے جو لحات گزر گئے وہ ضائع گئے۔ لیکن جو باقی ہیں ان کو غنیمت سمجھو۔ اگر ان کو بھی اعمال صالحہ پر صرف کیا جائے تو ضائع شدہ لحات کی

قیمت بھی حاصل ہو سکتی ہے"۔ (پ ۱۸ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف

ہر وہ گھڑی جسے انسان ذکر الٰہی کے بغیر گزارتا ہے وہ قیامت میں اس کے لئے باعث حسرت ہو گی۔ (پ ۱۸ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

جو شخص اللہ تعالیٰ سے چالیس روز مسلسل خلوص رکھے تو اس کے قلب اور زبان پر حکمت کے چشمے ابلنے لگیں۔ مجاہدہ کی مقدار پر انسان کو مراتب حاصل ہوتے ہیں مثلاً جو شریعت پر عمل کرتا ہے تو اسے بہشت نصیب ہو گی۔ جو طریقت کا پابند ہو گا اسے ہدایت حق نصیب ہو گی اور جو معرفت حاصل کرے گا ماسوائے انقطاع پائے گا۔ اسے ذات عین اور بقا سے نوازا جائے گا۔

حضرت سیدنا سلیمان (علی نبینا وعلیہ تحیتہ والسلام) نے فرمایا

کہ مومن کے نامہ اعمال کی ایک تسبیح ابن داؤد (علی نبینا و علیہم السلام) یعنی میری شاہی سے بہتر ہے اس لئے کہ شاہی کو فنا ہے' مومن کی تسبیح کو بقا۔ بعد موت انسان کے ساتھ صرف تین چیزیں رہتی ہیں۔

○ (۱) صفائے قلب کہ بعض دنیوی کدورت سے قلب کو خالی رکھنا۔

○ (۲) ذکر الٰہی کے ساتھ سانس۔

○ (۳) محبت حق۔

دنیا محض خواب خیال یا ڈھلنے والے سائے کی طرح ہے۔ سمجھدار ایسی شے سے دھوکہ نہیں کھاتا۔ ہر لحظہ زندگی کا ایک لمحہ جا رہا ہے۔ جب میں نگاہ کرتا ہوں تو یقین ہوتا ہے کہ بہت زندگی بیت گئی۔ انسان کے ایک دن میں

بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) سانس نکلتے ہیں۔ اسے ہی ہر رات کو قیامت میں ہر سانس کا حساب ہو گا کہ کون سا سانس ذکر سے غفلت میں گزرا۔ پھر اس کی بدقسمتی کا کیا کہنا؟ جس کی ساری زندگی ہی غفلت میں گزری ہو۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف

رسول پاک (علیہ التحیتہ والسلام) نے فرمایا۔ ""کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے حضرت ابراہیم (علی نبینا و علیہ تحیتہ والسلام) کو خلیل کیوں بنایا؟ اس لئے کہ انہوں نے کامل وفا کی۔ وہ ہر صبح و شام کو سات بار سورہ روم کی آیت نمبر ۲۶ تا ۱۹ کو پڑھا کرتے تھے۔

سوال

اس وقت تو عربی زبان کا وجود ہی نہیں تھا۔ پھر وہ یہ آیات کیسے پڑھتے تھے؟

جواب

ان آیات کا مفہوم سریانی زبان میں پڑھا کرتے تھے۔ (پ ۲۱ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

جو زبان اور قلب محفوظ نہ ہوں۔ اس ذکر کی مثال ایسی ہے یعنی کوئی شخص کسی کے دروازے پر خواہ مخواہ شور مچاتا پھرے۔ ذکر کرنے میں اشارہ ہے کہ انسان کی اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا لازمی ہے۔ ذکر فکر کو حرکت میں لاتا ہے۔ الٰہ العالمین ہمیں ایسے ہی ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (پ ۲۱ فیوض

الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حدیث قدسی شریف

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا۔ "مجھے بنو آدم سے تعجب ہے کہ اس کے منہ کے دونوں کناروں پر دو فرشتے ہر وقت بیٹھے ہیں' ان کی لکھائی کے لئے۔ انسان کی زبان ان کا قلم ہے اور تھوک سیاہی۔ پھر وہ لایعنی بات کیوں کرتا ہے؟" (پ ۷ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

دیگر نسخہ

حضرت الشیخ ابو عبداللہ محمد بن علی الترمذی الحکیم (قدس سرہ العزیز) نے فرمایا کہ "ذکر الٰہی دل کو تر و تازہ اور نرمی بخشتا ہے۔ جب ذکر الٰہی سے فارغ ہو تو قلب پر نفس کی حرارت اور شہوات کی گرمی پہنچتی ہے۔ اس سے قلب سخت اور خشک ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے پھر دیگر اعضاء طاعت الٰہی سے رک جاتے ہیں۔ جب یہ بیماری طول پکڑ لے تو دل خشک ہو کر ٹوٹ جاتا ہے۔ جیسے درخت کو پانی نہ ملے تو خشک ہو جاتا ہے پھر سوائے ٹوٹنے کے کوئی چارہ نہیں رہتا۔ ایسے ہی خشک اور سخت قلب وغیرہ سوائے جہنم کے ایندھن کے اور کسی کام کا نہیں ہوتا"۔

ذکر تنہائی میں کرنا چاہئے۔ غلط قسم کی اور مکروہ باتوں سے پرہیز کرے کہ دنیوی باتیں عمل صالحہ کو باطل کرتی ہیں۔ اور شرافت اور وقت کی برکت ضائع ہو جاتی ہے۔ زبان کو غیر ذکر الٰہی سے بچانا ضروری ہے۔ ایسے ہی قلب کو ہر فکر حق سے محفوظ کرنا لازم ہے۔

عمل

جس شخص کو وسوسوں کی یا زیادہ اور بے جا غصہ کی بیماری ہو یا نماز میں، ذکر میں دل نہ لگتا ہو، اسے چاہئے کہ وہ روزانہ بعد نماز فجر اور بعد نماز مغرب گیارہ مرتبہ تعوذ اور گیارہ مرتبہ لاحول پڑھ کر پانی پر دم کرے اول و آخر گیارہ مرتبہ درود شریف بھی پڑھ لے، پانی پی لے اور کچھ دماغ اور دل پر چھڑکے۔ اور نماز شروع کرتے وقت بائیں طرف تین دفعہ کندھے پر تھنکارے۔ انشاء اللہ افاقہ ہو گا۔ (پ ۱۴ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

شیطان کی کہانی

حدیث شریف میں ہے کہ جب مومن شیطان پر لعنت کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے تو نے میری کمر توڑ دی۔ (پ ۱۴ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف

جو شخص دن میں دس مرتبہ شیطان سے پناہ مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے جو اس نیک سے شیطان کو دور رکھتا ہے۔

حضرت شیرازی قدس سرہ العزیز نے فرمایا۔

درروازہ عشق وسوسہ اھرمن

ہش وار و گوش دل بہ پیام سروش کن

راہ عشق میں شیطان بہت ہیں۔ ہوش رکھ اور دل کے کان غیبی فرشتے کی طرف کر دے۔ (پ ۱۴ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

مسئلہ

تلاوت کلام پاک کے وقت تعوذ پڑھنا واجب ہے خواہ ابتدائے سورت سے شروع کیا جائے یا درمیان میں کسی آیت سے۔

مسئلہ

شاگرد کو استاد کے سامنے تعوذ نہیں پڑھنا چاہئے خواہ قرآن پاک کا سبق شروع کرے یا کسی اور کتاب کا۔ (پ ۱۴ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

صوفیانہ نسخہ

اوراد وظائف وغیرہا کی مداومت وارد کی مداومت کا موجب ہے اور وارد کی مداومت وصال یار سے ہمکنار کرتی ہے۔ مثلاً وہ دریا سمندر تک پہنچ سکتا ہے۔ جیسے پہاڑوں سے پانی مسلسل ملتا ہے۔ اگر درمیان میں کئی روز سلسلہ منقطع ہو جائے تو وہ کبھی سمندر تک نہیں پہنچ سکتا۔ (پ ۱۹ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حقیقی ذکر کیا ہے؟

حقیقی ذکر یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر زبان پر جاری ہو تو اس کے قلب اور روح حاضر ہوں' اسی طرح جمیع اعضاء و قویٰ یہاں تک کہ ذکر کے وقت بندہ بالکل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو۔ اور توجہ بھی ایسی کہ دل کے خطرات اور نفس کے غلط خیالات بالکل مٹ جائیں۔ اسے ذکر پر مداومت کرنے سے زبانی ذکر سے قلبی ذکر نصیب ہو گا۔ اسی طرح ترقی کرتے ہوئے اس

کے تمام پردے اٹھ جائیں گے اور وہ بلا حجات تجلیات حق سے سرشار ہو گا۔
اس مرتبہ کے حصول کے بعد نورانیت نصیب ہوتی ہے۔ بلکہ اس کے دل کی
زمین سب کی سب چمک اٹھے گی۔ پھر اسے صفاتیہ و اسمائیہ پھر ذاتیہ حاصل ہوں
گے۔ جن کی برکت سے بندہ فانی فی اللہ و باقی باللہ ہو جائے گا۔ اس وقت ذات
حق خود ذاکر ہو گی اور خود بندہ مذکور جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے۔ لیکن یہ
مقام منتہیانہ ہے کہ دوئی دور کرنے (کے لئے) اور حقیقت احدیت کے منکشف
پر یہ مرتبہ نصیب ہوتا ہے۔ (شرح الفوص لداؤد القیصیری فی الحکمتہ النبوتیہ)

قاعدہ صوفیانہ

جو کسی ورد کا عامل نہیں اسے واردات سے محرومی ہو گی۔ یہی وجہ ہے
کہ صوفی اپنے ورد کا پابند ہوتا ہے۔ جس سے حضر' صحت اور جوانی میں کوئی ورد
قضا ہو جائے تو سمجھو محروم' اللہ تعالیٰ سے بعید اور رسوا شدہ انسان ہے۔ مگر
بیماری' موت' سفر' بڑھاپا مستثنیٰ ہیں۔ ان اوقات میں اگر قضا ہو جائے تو کوئی
مضائقہ نہیں۔ لیکن ان کو ادا کرنے کی حتی الامکان ہمت کرے۔

جو کسی ورد کا عامل ہو اس پر لازم ہے کہ وہ اس پر مداومت کرے۔
اگر کسی مجبوری سے فوت ہو جائے تو اس کی قضا کرے۔ یعنی اس کو پورا
کرے۔ اگرچہ ہفتہ کے بعد ہی سہی۔ یہی وجہ ہے کہ اگر صوفیائے کرام سے
تہجد قضا ہو جائے تو بھی اس کی پوری قضا کرتے ہیں اگرچہ تہجد فرضوں سے
نہیں۔

نکتہ

اس میں راز یہ ہے کہ اورادوں یا کوئی اور اعمال صالحہ ان کی ادائیگی

صفات بالخیر کو جلا اور قلب کے زوال جڑ سے اکھاڑ دیتی ہے۔ پھر احاد اعمال سے اس کے آثار مرتب نہیں ہوتے بلکہ محسوس تک بھی نہیں ہوتا۔ البتہ ان کے آثار کا مرتب مجموعہ اعمال سے ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب عمل اول کا اثر ہو۔ تو اس کے بعد ثانی اور ثالث پڑے گا۔ لیکن جب وہ راستہ ختم ہو گیا تو وہ آثار ختم ہو جاتے ہیں۔ جیسے کھیت میں مسلسل پانی چلے پہنچتا ہے ورنہ راستہ میں گم ہو کر کھیت خشک ہو جائے گا۔

حدیث شریف

اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین اعمال وہ ہیں جن پر مداومت (ہمیشگی) ہو۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حکایت

حضرت داؤد (علی نبینا و علیہ تحیتہ والسلام) اپنے حجرہ میں بیٹھے زبور شریف تلاوت فرما رہے تھے۔ دیکھا کہ مٹی میں سے ایک سرخ کیڑا نکلا۔ انہوں نے اپنے دل میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کس بات کے لئے بنایا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کیڑے کو حکم دیا اور وہ بول اٹھا اور کہا۔ "اے اللہ کے نبی! میرا دن ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں بات ڈال دی کہ ہر روز ایک ہزار بار یہ پڑھو۔

سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ○

میری ہر شب اس طرح گزرتی ہے کہ رات کو اللہ تعالیٰ نے میرے اندر یہ بات ڈال دی کہ ہر شب کو ایک ہزار بار پڑھوں۔

اللھم صل علی محمد النبی الامی و علی الہ واصحابہ وسلم ○

اب آپ کیا کہتے ہیں کہ میں آپ سے استفادہ کروں؟ آپ اس کیڑے کے حقیر

جاننے پر شرمندہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے ڈر کر توبہ کی اور اسی پر بھروسہ کیا۔ (مکاشفتہ القلوب)

حدیث شریف

وقال صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی صلت علیہ الملئکتہ ما دام یصلی علی فلیقلل عند ذالک او لیکثر ○

اور فرمایا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے جو کوئی درود بھیجے اوپر میرے درود بھیجتے ہیں اوپر اس کے فرشتے جب تک وہ درود بھیجتا رہتا ہے۔ اوپر میرے پھر اس فضیلت کو جان کر چاہے کم بھیجے یا زیادہ۔ (دلائل الخیرات)

درود شریف پڑھنے سے بے شمار خصوصی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور خدا کی رضا اور قرب حاصل ہوتا ہے۔ رحمتہ للعالمین کی خوشنودی' محبت اور قرب حاصل ہوتا ہے۔ شفاعت نصیب ہوگی۔ مشائخ صوفیا کرام نے فرمایا ہے کہ ساری عبادتوں ان میں مقبول اور مردود ہونے کا احتمال ہے۔ لیکن سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف قبول ہوتا ہی ہے۔ ویسے تو سب ہی درود شریف مقبول ہیں اور ہر درود شریف اپنے اندر ایک الگ ہی رحمتوں کا سمندر سمیٹے ہوئے ہے لیکن دلائل الخیرات شریف' سب پر حاوی تو نہیں۔ سب ہی اپنی جگہ ایک دوسرے سے برتر ہیں لیکن کچھ بہتر۔

حکایت

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ دلائل الخیرات کے مصنف سیدی ابو عبداللہ محمد بن سلیمان جزولی (رضی اللہ عنہ) ایک بار اتفاقاً" شہر فاس کے گاؤں میں تشریف فرما ہوئے۔ نماز ظہر کا آخری وقت ہو چکا تھا اور پانی موجود نہ تھا۔ تلاش و

جستجو کے بعد ایک کنواں نظر آیا۔ لیکن رسی اور ڈول ندارد۔ شیخ صاحب کنویں کے چاروں جانب چکر لگاتے اور پریشان رہے لیکن اس دشواری کا کوئی حل نظر نہ آیا۔ تو اتفاقاً سامنے کے ایک مکان سے آٹھ یا نو سالہ ایک لڑکی یہ ماجرا دیکھ رہی تھی۔ وہ قریب آئی اور کہا۔ "اے شیخ! تیری پریشان کا باعث کیا ہے؟" انہوں نے جواب دیا کہ میں محمد بن سلیمان جزولی ہوں' ظہر کا وقت تنگ ہو چکا ہے اور پانی کا کوئی ذریعہ نہیں۔ اس لئے پریشان ہوں تم ہی کوئی حل بتا دو۔

لڑکی نے کہا کہ تم اتنی معروف و مشہور ہستی ہو۔ لیکن ایک معمولی کام انجام نہیں دے سکتے۔ یہ کہہ کر اس نے کنویں میں تھوک دیا۔ اس کے تھوکتے ہی کنواں جوش مارنے لگا اور پانی باہر بہنا شروع ہو گیا۔ سب لوگوں نے وضو کیا اور نماز سے فراغت پائی۔ شیخ صاحب نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس لڑکی کے مکان پر گئے اور دستک دی۔ جب لڑکی باہر آئی تو شیخ نے اس سے کہا کہ تمہیں اس خدا کی قسم جس نے تمہیں پیدا کیا اور سیدھا راستہ دکھایا۔ اور تمام پیغمبروں اور سرکار کائنات (ﷺ) کی ذات کا واسطہ دیتا ہوں جن کی شفاعت کی تم امیدوار ہو۔ للہ یہ تو بتاؤ کہ تم اس مرتبہ کو کیسے پہنچیں۔ اس نے کہا۔ "اگر تم اتنا بڑا واسطہ اور اتنی بڑی قسم نہ دیتے تو میں ہرگز نہ بتاتی۔ دراصل مجھے یہ مرتبہ فلاں درود شریف پڑھنے سے حاصل ہوا۔ جس کا میں ہمیشہ ورد کرتی ہوں"۔ شیخ موصوف نے اس سے وہ درود شریف سیکھا اور اس کی اجازت حاصل کی۔ اس کے بعد شیخ صاحب کے دل میں اشتیاق پیدا ہوا کہ ایسی کتاب تحریر میں لائی جائے جس میں تمام درود شریف جمع ہوں اور اس کے درود شریف کے الفاظ پر بھی مشتمل ہوں جو اس لڑکی سے حاصل کیا تھا۔ چنانچہ کتاب تحریر

فرمائی۔ احادیث میں جو درود شریف مروی تھے وہ اس میں نقل فرمائے اور وہ درود بھی اس میں شامل کیا اور اس کتاب کو دلائل الخیرات کے نام سے موسوم کیا۔

حکایت

حضرت عیسیٰ (علی نبینا و علیہ تحیتہ والسلام) ایسے لوگوں میں سے گزرے جن کے اجسام عبادت سے کمزور پڑ چکے تھے۔ وہ بہشت کی طمع پر اور دوزخ کے ڈر کی وجہ سے عبادت کر رہے تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا۔ "تم بہشت کے لئے پیدا کئے گئے اور دوزخ سے ڈرتے ہو تو تمہاری آرزو پوری ہو گی"۔ اس کے بعد ایک اور قوم پر گزرے وہ بھی عبادت میں مشغول تھی۔ آپ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا۔ "ہم صرف اللہ تعالیٰ کی محبت میں عبادت کر رہے ہیں اور اس کی جلالت شان کی تعظیم ہماری عبادت کا مطمع نظر ہے"۔ آپ نے فرمایا۔ "تم ہی اللہ تعالیٰ کے دوست ہو۔ مجھے حکم ہے کہ میں تمہارے ساتھ رہوں"۔ (پ ۱۵ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

فوائد

حضرت حسن بصری (رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ آخرت میں **لا الہ الا اللہ** کی لذت ایسے محسوس ہو گی جیسے ٹھنڈے پانی کی لذت محسوس ہوتی ہے۔

وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کسی طمع اور لالچ میں کرتے ہیں وہ مردود ہیں۔ جو صرف اسی کی محبت اور وفا کے ارادہ پر عبادت کرتے ہیں' وہ عارف ہیں۔ (پ ۲۵ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

وحی داؤد (علیٰ نبینا و علیہ تحیتہ والسلام)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے داؤد (علیٰ نبینا و علیہ تحیتہ والسلام) مجھے تمام محبوبوں سے وہ محبوب ترین ہے۔ جو کسی عطا و انعام کے بغیر میری عبادت کرتا ہے اور عبادت میں ربوبیت کے مکمل طور حق ادا کرتا ہے اور وہ الٹا میرے اوپر ظلم کر رہا ہے جو بہشت کے لالچ میں یا دوزخ کے ڈر سے میری عبادت کرتا ہے۔ (پ ۲۵ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف

تاجدار مدینہ (علیہ التحیتہ والسلام) نے ارشاد فرمایا۔ "جب کوئی بندہ میرے اوپر درود پاک بھیجتا ہے تو وہ درود شریف فوراً" اس کے منہ سے نکل کر مشرق و مغرب کی طرف نکل جاتا ہے اور دنیا کا کوئی میدان اور دریا ایسا نہیں رہتا جس پر سے یہ درود شریف نہیں گزرتا اور کہتا جاتا ہے کہ میں فلاں بن فلاں کا درود شریف ہوں کہ جس نے تمام کائنات سے بہتر جناب مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ و بارک و سلم) پر بھیجا ہے۔ پس کوئی چیز ایسی باقی نہیں رہتی جو اس پڑھنے والے پر درود شریف نہ بھیجے اور اس درود شریف سے ایک پرندہ پیدا کیا جاتا ہے جس پر ستر ہزار (۷۰۰۰۰) بازو ہوتے ہیں۔ ہر بازو میں ستر ہزار (۷۰۰۰۰) پر ہیں۔ ستر ہزار (۷۰۰۰۰) سر' ہر سر میں ستر ہزار (۷۰۰۰۰) چہرے اور ہر چہرہ میں ستر ہزار (۷۰۰۰۰) منہ' ہر منہ میں ستر ہزار (۷۰۰۰۰) زبانیں' ہر زبان سے وہ ستر ہزار (۷۰۰۰۰) قسم کی بولیوں میں اللہ کی تسبیح کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان تمام تسبیحات کا ثواب اس درود پڑھنے والے کے لئے لکھ دیتا ہے۔

سبحان اللہ۔ مدنی آقا (علیہ تحیتہ والسلام) کے دیوانو! جھوم جاؤ' اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب کے صدقے میں کس قدر رحمت کی بارش برسا رہا ہے۔ (دلائل الخیرات)

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشاہ دیکھے

بزرگان دین فرماتے ہیں کہ جب بھی ذکر رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کیا جائے تو سرکار ﷺ کا تصور باندھ کر کیا جائے۔ چنانچہ مدارج النبوۃ کے تکملہ میں حضرت شیخ لوم عبدالحق حضرت عبدالکریم حبلی کے حوالے کے طور پر فرماتے ہیں۔ "ذکر رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم) فرماتے وقت اپنے آپ کو بارگاہ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم) میں حاضر خیال کر کے گویا کہ تو ان کی ظاہری حیات طیبہ میں ان کے سامنے حاضر ہے۔ نہایت ہی ادب و تعظیم اور ہیبت و حیا کے ساتھ ذکر مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم) کر۔ پس یقیناً سرکار مدینہ (علیہ التحیتہ والسلام) تجھے دیکھتے ہیں اور تیرے کلام کو سنتے ہیں۔ کیونکہ محبوب کبریا (علیہ التحیتہ وعلیہ سلام) اوصاف الہیہ کا مظہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک یہ بھی صفت ہے۔

مدنی تاجدار کو بھی اس صفت عظمیٰ کا مظہر بنایا گیا ہے۔ چنانچہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم) بھی اپنے یاد کرنے والوں کے ہم نشین ہیں۔ یہی شیخ صاحب آگے فرماتے ہیں' اے بھائی! میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ ہمیشہ محبوب خدا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم) کی صورت مبارکہ اور سیرت مبارکہ کو ملحوظ رکھا کر۔ اگر با تکلف ہی اس

صورت پاک و سیرت پاک کو پیش نظر رکھنا پڑے۔ بہت ہی قلیل عرصے میں تیری روح اس تصور کی بدولت ذات پاک مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ و بارک وسلم) سے مانوس ہو جائے گی۔ پس ذات نبی پاک (علیہ التحیہ والتسلیم) تیرے سامنے موجود ہو گی اور تو ان کا مشاہدہ کرے گا اور ان سے کلام بھی کرے گا۔ اور شرف خطاب سے لطف اندوز بھی ہو گا۔ (مدارج النبوۃ)

بارگاہ کرم سید اکرم (علیہ التحیہ والتسلیم) سے حضور پرنور سیدنا اعلحضرت قبلہ (رحمتہ اللہ علیہ) کے ذریعے جو مبارک دعائیں ہمیں پہنچیں اور اذکار و اشغال درِ مکنون کی طرح خاندان عالیہ میں مخزون تھے۔ برادران اہلسنت و خواجہ شان قادریت رضویت کے لئے شائع کرتے اور دعوے سے کہتے ہیں کہ ان کا عامل دین و دنیا کی نعمتوں سے مالا مال ہو گا۔ ہر بلا و آفت سے محفوظ رہے گا۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی برکت سے تمام اہلسنت کو مستفیض فرمائے۔ آمین۔

اگر کوئی یہ چاہے کہ سرکار دو عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ و بارک وسلم) سے منقول وظیفے پڑھوں تو وہ وظیفتہ الکریم کا ورد کرے۔

نام نامی رہے ان کا ورد زباں
ذکر ہوتا رہے سانس چلتا رہے

آخری وقت ہو ان کے قدموں پہ سر
دم نکلتا رہے دید ہوتی رہے

مصنف دلائل الخیرات کی وفات

آپ کی وفات سن ۸۷۰ھ یکم ربیع الاول کے دن نماز صبح کی پہلی رکعت

کے سجدہ میں بمقام سوس ملک بربر میں ہوئی۔ ظہر کے وقت مسجد کے قریب مدفون ہوئے۔ آپ کے کوئی اولاد ذکور نہ تھی۔ ستر سال بعد شاہ مراکش نے آپ کی نعش مبارک کو سوس سے نکلوا کر مراکش کے مشہور قبرستان "ریاض الفردوس" میں دفن کروایا۔ اس پر ایک عالیشان قبہ بنوایا۔ جب آپ کی نعش برآمد ہوئی' بالکل تازہ معلوم ہوتی تھی۔ گویا کہ اس پر زمین نے کوئی اثر ہی نہیں کیا۔ بلکہ ڈاڑھی مبارک کے خط کے نشان بھی علی حالہ باقی تھے اور جب آپ کی نعش کو انگلی سے دبایا گیا تو خون اپنے مقام سے سرکتا نظر آیا اور جب انگلی اٹھائی گئی تو خون اپنی جگہ پہنچ گیا۔

آخر میں فقیر اپنے پیرو مرشد کا بتایا ہوا درود شریف تحریر کرتا ہے جو کہ درود خضری کے نام سے منسوب ہے اور نقشبندیوں کا ہمیشہ سے یہی وظیفہ رہا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

صلی اللہ علی حبیبہ سیدنا ومحمد والہ واصحابہ وبارک وسلم

نہرجوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اس بندے کے متعلق محبت حق کی علامت سمجھو جو اپنی ہر عبادت میں کوتاہی اور اخلاص میں کمی تصور کرے اور خیال رکھے کہ میں نے کبھی اللہ تعالیٰ عزوجل کو بھی یاد کیا ہی نہیں اور صداقت سے مجھے حصہ نصیب ہوا ہی نہیں۔ اور مجاہدہ میں کوتاہی رکھتا ہوں اور فقر کی میں کچھ رعایت نہیں کی غرضیکہ وہ اپنے احوال اللہ تعالیٰ عزوجل کے ہاں غیر پسندیدہ کہتا ہے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کے فقر اور محتاجی کے اظہار میں بڑھتا رہتا ہے ماسوا تمام کو فانی دیکھتا ہے۔ (پ ۱۹ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ ذکر و اذکار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

نماز کا بیان

اقیموا الصلوٰۃ ولا تکونوا من المشرکین ○

کدے پڑھیں محبت دے لاگ لا کے ایہہ نماز سب راز بتا دیوے
فحش بے حیائی نوں دور کرے ایہہ نماز توڑ اپڑا دیوے

الصلوٰۃ عماد الدین

نماز دین کا ستون ہے

عزیزم! اگر یہ بات معلوم ہو کہ نماز دین کا ستون ہے۔ دین کی بنیاد اور بناء ہے اور تمام عبادتوں کی سردار اور پیشوا ہے۔ جو شخص پانچوں فرض مع شرائط ادا کرنے کا پابند ہے۔ اس کے لئے وعدہ کیا گیا ہے کہ خدا کی حفاظت اور امان میں رہے گا۔ گناہ کبیرہ سے جب آدمی بچا رہا تو گناہ صغیرہ اس سے سرزد ہوں گے۔ یہ پانچوں نمازیں اس کا کفارہ ہوں گی۔ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ پانچوں نمازوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کے دروازے پر شفاف پانی بہتا ہے۔ اور وہ پانچ بار دن میں اس کے اندر نہاتا ہے۔ یہ فرما کر آپ ﷺ نے پوچھا جو شخص روزانہ پانچ بار نہاتا ہے' اس کے بدن میں کچھ میل رہنا ممکن ہے؟ لوگوں نے عرض کی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس طرح پانی میل کو دور کرتا ہے اسی طرح یہ پانچ نمازیں گناہوں کو دور کرتی ہیں۔ پھر سرکار ﷺ نے فرمایا نماز دین کا ستون ہے جس نے اسے چھوڑا اس نے دین کو ویران کیا۔ آپ ﷺ سے لوگوں نے پوچھا کہ کون سا کام تمام کاموں سے افضل ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا' وقت پر نماز پڑھنا جنت کی کنجی ہے۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا حق تعالیٰ سبحانہ نے توحید کے بعد اپنے بندوں پر نماز سے زیادہ پیاری کوئی چیز فرض نہیں۔ اگر کسی چیز کو نماز سے زیادہ دوست رکھتا تو فرشتے ہمیشہ نماز ہی میں نہ لگے رہتے۔ کچھ فرشتے رکوع میں رہتے ہیں' کچھ سجود میں' کچھ قیام میں' کچھ قعود میں' اور سرکار پرنور ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ "**من ترک الصلوۃ معتمدا**" **فقد کفر**" جس نے جان بوجھ کر ایک نماز بھی ترک کردی وہ کافر ہوگیا۔ یعنی کافروں والا کیا۔ اس بات کے قریب ہوگیا۔ اس کے اصل ایمان میں خلل آیا۔ جیسے لوگ کہتے ہیں کہ جنگل میں جس کا پانی ضائع ہوا وہ ہلاک ہوا' یعنی خطرے میں پڑنے کے قریب ہوگیا۔

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا۔

"قیامت کے دن نماز کو دیکھیں گے۔ اگر شرائط کے ساتھ پوری نکلی تو قبول کریں گے۔ باقی اعمال اس کے تابع ہوں گے جیسے کیسے ہوں گے قبول ہو جائیں گے۔ اگر معاذ اللہ نماز ناقص ہے تو باقی اعمال اس کے منہ پر ماریں گے"۔

سرکار ﷺ نے فرمایا۔

"جو شخص اچھی طرح طہارت کر کے نماز پڑھتا ہے' پورا رکوع و سجود بجا لاتا ہے۔ اور دل میں عاجزی و فروتنی (خاکساری) کرتا ہے' اس کی نماز سفید اور روشن شکل میں عرش تک جاتی ہے اور نمازی سے کہتی ہے جیسی تو نے میری حفاظت کی ہے اسی طرح خدا تعالیٰ تیری حفاظت کرے اور جو شخص وقت پر نماز نہ پڑھے اور اچھی طرح

طہارت نہ کرے، رکوع و سجود میں کمال اور عاجزی اختیار نہ کرے تو یہ نماز سیاہ ہو کر آسمان تک جاتی ہے اور نمازی سے کہتی ہے جیسا تو نے مجھے ضائع کیا خدا تجھے بھی ضائع کرے جب تک خدا کو منظور ہوتا ہے نماز یہی کہتی رہتی ہے۔ پھر اس کی نماز کو پرانے کپڑے میں لپیٹ کر اس کے منہ پر مار دیتے ہیں"۔ (کیمیائے سعادت)

سرکار مدینہ سرور قلب و سینہ ﷺ نے فرمایا سب چوروں سے بدتر چور وہ ہے جو نماز میں چوری کرے۔

حدیث شریف

حضور ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ نماز دین کا ستون ہے۔ اس میں دس باتیں پوشیدہ ہیں۔

○ (۱) چہرہ کا حسن ○ (۲) دل کا نور ○ (۳) بدن کی راحت ○ (۴) قبر میں انس ○ (۵) رحمت کا نزول ○ (۶) آسمان کی کنجی ○ (۷) میزان کا وزن ○ (۸) رب عزوجل کی رضا ○ (۹) جنت کی قیمت ○ (۱۰) جہنم سے حجاب

حدیث قدسی

سرکار دو عالم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے روایت فرمائی کہ:

"میری نمازیوں کے ساتھ تین شرطیں ہیں ☆ ۱۔ آسمان کے عنان سے اس کی چوٹی (سر) پر رحمت کی بارش کا نزول جب تک نماز میں رہے ☆ ۲۔ اسے ملائکہ اپنے پروں سے گھیر لیں ☆ ۳۔ میں خود اس سے گفتگو کروں کہ جب کہے یا

رب میں کہوں لبیک"۔

اس لئے سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا اگر نمازی کو معلوم ہو جائے کہ وہ کس سے گفتگو کر رہا ہے تو وہ کسی طرف توجہ نہ کرے۔ (فیوض الرحمٰن پ ۳۰)

سبق

رب کریم نے ہماری خاطر ہمارے گھر یعنی جنت سے ابلیس کو نکالا ہے۔ تو بے انصافی ہے کہ ہم اس کے گھر یعنی دل میں ابلیس لعین کو بسائیں۔ ہر نماز کے وقت توجہ اللہ تعالیٰ سبحانہ اور رسول کریم ﷺ کی طرف رکھے تاکہ اس وقت دل کا تعلق دنیاوی چیز سے نہ رہے۔ تاکہ ہم تم سب مل کر زندگی میں ہی ترک دنیا کے عادی ہو جائیں۔ نماز میں سر تو کعبہ کی طرف رہے لیکن دل کعبہ والے کی طرف تب نماز کا مزہ ہے (تفسیر نعیمی)

سبحان ربی الاعلی کے ثواب کا بیان

حضور صاحب لولاک ﷺ نے فرمایا:

"اے جبریل (علیہ السلام) مجھے **سبحان ربی الاعلی** کے ثواب کے بارے میں خبر دیجئے؟ یعنی نماز اور غیر نماز میں اس کے پڑھنے کا کتنا ثواب ہے؟ عرض کی۔ یا محبوب رب العالمین جو مرد یا عورت سجدے یا غیر سجدے میں کہے گا اس کا ترازو عرش و کرسی اور دنیا کے پہاڑوں سے زیادہ بوجھل ہو گا اور اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے۔ میرا بندہ سچ کہتا ہے میں اعلیٰ اور ہر شے سے بلند ہوں۔ اے میرے

فرشتو! گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اپنے اس بندے کو بخش دیا
ہے۔ اسے جنت میں داخل کر دیا۔ (یعنی داخلے کا مستحق بنا
دیا) جب وہ شخص مرے گا تو حضرت میکائیل علیہ السلام
اس کی زیارت کے لئے تشریف لایا کریں گے۔ جب
قیامت کا دن ہو گا اسے اپنے پروں پر بٹھا کر رب کائنات
کے سامنے لائیں گے۔ اور عرض کریں گے یا مولیٰ! اس
کے بارے میں میری سفارش قبول فرما۔ مولائے کریم
فرمائے گا۔ اے میکائیل (علیہ السلام) میں نے تیری
سفارش قبول کی، اسے بہشت میں لے جا" (تذکرہ ابن
الشیخ فی حواشیر) فیوض الرحمن روح البیان پ ۳۰

سبحان ربی الاعلیٰ سب سے پہلے کس نے کہا

سب سے پہلے میکائیل علیہ السلام نے کہا اس لئے کہ ان کے دل میں
اللہ تعالیٰ عزوجل کی عظمت آئی تو عرض کی یا رب کریم! مجھے ایسی قوت دے کہ
میں تیری عظمت و سلطنت کو دیکھ سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "میں نے تمام
آسمانوں کی قوت اس اکیلے کو دی تو آپ پانچ ہزار سال اڑتے رہے۔ اس پر ان
کے پر جل گئے۔ نور عرش سے پھر قوت کا سوال کیا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے
اس سے دوگنی طاقت عطا فرمائی۔ پھر اڑنا شروع کر دیا۔ دس ہزار سال اڑتے
رہے۔ پھر پر جل گئے۔ یہاں تک کہ چوزہ نما ہو گئے۔ اگر وہاں سے دیکھا تو
حجابات اور عرش کو اسی حال میں دیکھا جیسے ابتداء میں دیکھا تھا۔ یہ کیفیت دیکھ کر
سر سجدہ میں رکھ دیا اور کہا سبحان ربی الاعلیٰ۔ اس کے بعد سوال کیا کہ مجھے

میری پہلی حالت اور اپنے مکان میں لوٹا دے"۔ (ذکرہ ابو اللیث رحمتہ اللہ علیہ فی تفسیر) پ ۳۰

بعض بزرگوں نے فرمایا کہ پل صراط پر نماز کے بارے میں فرشتہ سوال کرے گا۔ اگر رکوع و سجود صحیح اور صحیح اوقات میں ادا کئے گئے تو نجات پائے گا ورنہ جہنم میں دھکیلا جائے گا (پ ۳۰ فیوض الرحمن ترجمہ روح البیان)

بے نمازی کے لئے حکم

جان بجھ جو نماز ترک کردا رب نے کافراں نال جلا دیوے
توں منگ نماز شبیر والی جو تھلے تیغ دے فرض نبھا دیوے

۱۔ جنہوں نے نماز کا ضائع کیا وہ عنقریب جہنم کے ایک خاص طبقے میں ڈالے جائیں گے۔ (القرآن)

۲۔ جمعہ کی پہلی اذان کہی جائے تو خرید و فروخت چھوڑی دی جائے۔ (القرآن)

۳۔ جو شخص تین جمعہ کی نماز میں غفلت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ (الحدیث)

۴۔ جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والا کافر ہے۔ (الحدیث)

۵۔ بے نمازی جب مرے گا تو ذلیل ہو کر مرے گا۔ (الحدیث)

۶۔ بے نمازی کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ (الحدیث)

۷۔ بے نمازی کی روزی اور عمر میں برکت نہ ہو گی۔ (الحدیث)

۸ - بے نمازی کی قبر تنگ کر دی جائے گی اور اسے آگ
سے بھر دیا جائے گا۔ (الحدیث)
۹ - بے نمازی کا حشر فرعون' ہامان اور ابی بن خلف کے
ساتھ ہو گا۔ (الحدیث)
۱۰ - بے نمازی کو قید میں ڈالا جائے تاوقتیکہ توبہ نہ کرے۔
(حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ)
۱۱ - بے نمازی واجب القتل ہے۔ (امام شافعی رضی اللہ
عنہ)
۱۲ - ترک نماز کفر ہے۔ (امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ)
۱۳ - سلطان اسلام بے نمازی کے لئے قتل کا حکم دے۔
(امام مالک رضی اللہ عنہ)
۱۴ - بے نمازی کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا
جائے۔ (غوث الاعظم رضی اللہ عنہ)
۱۵ - بے نمازی سے خنزیر بھی پناہ مانگتا ہے۔ (حضرت سخی
سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ)

ہر دکھ کا علاج نماز سے

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جملہ ضروریات طلب کرنے کے لئے نماز جیسا کوئی نسخہ نہیں۔ اگلے لوگ ہر دکھ درد کے وقت نماز پڑھتے تو ان کے تمام دکھ درد ٹل جاتے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے حضرت یونس علیہ السلام کے قصے میں فرمایا **فلولا انہ کان من المسجعین** اس میں المسجین

سے مراد المصلین ہے۔ کذا قال ابن عباس رضی اللہ عنہا یعنی اگر نماز پڑھنے والوں میں سے نہ ہوتے تو وہ قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے۔

جسم کی نماز فرائض اور نوافل ہیں اور نفس کی نماز یہ ہے کہ وہ بشریت کے گڑھے سے نکل کر روحانیت کی چوٹی تک پہنچے۔ یعنی اپنے اوصاف رذیلہ سے نکل کر اس جنگ تک پہنچے جو حضرت الیہ کا دروازہ ہے۔ **کما قال تعالی اللہ فی القران الکریم۔ الذین ھم فی صلوتھم خاشعون** اور سر کی نماز ماسوی اللہ سے توجہ ہٹا کر بحر مشاہدہ میں مستغرق ہو جانا' **کما قال تعالی اللہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ** کیونکہ ایسا انسان اپنے نفس کو فانی کر کے باقی باللہ ہو جاتا ہے۔ جو شخص ایسی نماز پڑھتا ہے۔ اسے اللہ تعالی ان اشیا سے بے پرواہ کر دیتا ہے۔ جن کی لوگوں کو محتاجی ہے۔ ہے۔ ایسے شخص کا رزق اللہ تعالی اپنے ذمہ لگا لیتا ہے۔

حکایت

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ کا طریقہ تھا کہ نماز پڑھتے وقت جب **ایاک نعبد و ایاک نستعین** پڑھتے تو فوراً" بے ہوش ہو جاتے۔ آپ سے وجہ دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا۔ "وہ اس لئے کہ ادھر میں **ایاک نعبد** عرض کرتا ہوں اور ادھر نفس کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہوں۔ ادھر **ایاک نستعین** کہتا ہوں پھر غیروں کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہوں۔

دنیا میں خدمت تو غیروں کی کرتا ہے اور دعویدار ہے کہ میں اللہ تعالی کا بندہ ہوں۔ حق تعالی کا بندہ وہی ہے جو صرف اللہ تعالی کے دروازے پر اخلاص و اعتقاد مستقیم کے ساتھ پڑا رہتا ہے۔

فضائل صلوۃ العصر

حدیث شریف میں ہے۔ "جس نے عصر کی نماز قضا کی گویا اس کا اہل اور مال تباہ ہو گیا"۔ انسان جیسے اہل اور مال ضائع ہونے سے ڈرتا ہے ایسے ہی عصر کی نماز ضائع ہونے سے بھی خطرہ محسوس کرے۔ (فیوض الرحمٰن پ ۳۰)

حکایت

ایہہ نماز نیاز کمال تحفہ لکھاں عیباں تے پردے پا دیوے
ایہہ نماز منہ کالیاں گندیاں نوں دھو مانج کے صاف بنا دیوے

ایک عورت مدینہ طیبہ کی گلیوں میں چیخ پکار رہی تھی۔ کہ مجھے رسول اکرم ﷺ تک پہنچا دو جب سرکار ﷺ نے اسے دیکھا تو پوچھا: "تجھے کیا پریشانی ہے؟" عرض کی سرکار ﷺ! مجھ سے میرا شوہر دور چلا گیا تو مجھ سے زنا ہو گیا اور اس سے بچہ پیدا ہوا۔ پھر میں نے خوف سے وہ بچہ سرکہ کے مٹکے میں ڈال دیا۔ یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ پھر ہم نے اس سرکہ کو بیچ ڈالا۔ کیا اتنے بڑے گناہوں کی توبہ قبول ہو گی؟ سرکار ﷺ نے فرمایا: "زنا پر تجھے سنگساری ہو گی۔ بچے کے قتل کرنے پر سزا جہنم ہے اور سرکہ بیچنے میں تو نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا۔ لیکن میرا گمان ہے کہ تجھ سے عصر کی نماز فوت ہوئی۔ یہ تمام نحوست اسی کی وجہ سے ہے۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان پ ۳)

ومن الیل فتہجد بہ نافلۃ لک

اور رات کے کچھ حصے ہیں تہجد ادا کریں یہ خاص آپ کے لئے زیادہ ہے۔

آیہ کریمہ کی تفسیر میں آئمہ کرام نے فرمایا کہ نماز تہجد سید دو عالم ﷺ پر فرض تھی۔ جمہور کا یہی قول ہے کہ آپ کی امت کے لئے یہ نماز

سنت ہے۔

تتجا فی جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفا" وطمعا"

اور کروٹیں جدا ہوتی ہیں' ان کی خواب گاہوں سے اور اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ ڈرتے اور امید کرتے ہیں۔

یہ تہجد ادا کرنے والوں کی حالت کا بیان ہے۔

یعنی بہ نسبت دن کی نماز کے رات کی نماز زیادہ فضل و کمال رکھتی ہے۔ کیونکہ وہ وقت سکون و اطمینان کا ہوتا ہے۔ شور و شغب سے امن ہوتی ہے۔ اخلاص تام و کامل ہوتا ہے۔ ریا و نمائش کا موقع رات کا عمل پوشیدہ اور ریا سے بہت دور ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ دنیا کے کاروبار بند ہو جاتے ہیں۔ اس لیے قلب بہ نسبت دن کے بہت فارغ ہوتا ہے۔ اور توجہ الی اللہ اور خشوع دن سے زیادہ رات میں میسر ہوتا ہے۔ تیسرے رات کو چونکہ راحت و خواب کا وقت ہوتا ہے اس لئے اس میں بیدار رہنا نفس کو بہت مشقت اور تعصب میں ڈالتا ہے۔ تو ثواب بھی اس کا زیادہ ہو گا۔

رب عزوجل ہر رات میں جب پچھلی تہائی باقی رہتی ہے۔ آسمان دنیا پر تجلی خاص فرماتا ہے (الحدیث)

اور یہ کہ رات میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اس میں بندہ مومن کی ہر دعا جو دنیا و آخرت کی بھلائی کے لئے مانگی جائے' قبول ہوتی ہے۔

مولائے رومی فرماتے ہیں۔

"آسمان سے ندا آتی ہے کہ اے مانگنے والے آ! ہماری بخشش و عطا مانگنے والوں کی تلاش میں ہے' جیسے کوئی مانگنے والا سخی کی جستجو میں"۔

ہماری عنایت و سخاوت فقیروں اور طلبگاروں کی ایسی ہی مشتاق ہے جیسے کوئی خوبرو کسی آئینہ کا طلبگار ہو۔

اللھم وفقنا لما تحب و ترضی

حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ فرماتے ہیں کہ:

○ (۱) اعمال میں سب سے زیادہ پسند اللہ عزوجل کو وہ ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ تھوڑا ہو (بخاری و مسلم وغیرھما)

○ (۲) اے عبداللہ! تو فلاں کی طرح نہ ہو کہ وہ رات کو اٹھا کرتا تھا' چھوڑ دیا۔ (کتاب الصلوۃ)

اقوال

کسی عمل کی محافظت اور اس کو ہمیشہ بجا لاتے رہنا اس امر کی دلیل ہے کہ عامل کو اس عمل میں رغبت ہے۔ اور آدمی اس عمل کو فراغت قلبی اور طمانیت سے ادا کر رہا ہے۔ لہٰذا اس عبادت و اطاعت کا اثر نفس پر پڑتا ہے۔ اور نفس عبادت و (سکون) و ریاضت کی مشقت کو رضا مند سے بطیب خاطر قبول کرتا ہے۔ اور ان اعمال کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتا اور اپنی آنکھوں ان اعمال کے اثرات کو دیکھ لیتا۔ لیکن آدمی جب ایک آدھ بار نفس پر مشقت ڈال کر ریاضت شبانہ میں مصروف ہو' پھر اس میں کمی کر دے یا بالکل ہی ترک کر دے تو پھر اس میں اور نفس کی پاکیزگی و طہارت میں ایک حجاب حائل ہوتا ہے۔ قلب و دماغ پر ایک قسم کی تاریکی چھا جاتی ہے۔ خواہشات نفسانیہ غلبہ پاتے اور وسواس شیطانیہ ڈیرا جماتے ہیں۔ اور وہی عمل جو انسان نے بہ نیت خیر ثواب و فلاح کے لئے شروع کیا تھا۔ جس سے نفس کی پاکیزگی مقصود

تھی۔ اب تقصیر و ترک کے باعث فی الجملہ محرومی و دوری کا سبب بن جاتا ہے۔ اس کی عبادت و ریاضت شاقہ جس سے وہ منہ موٹ چکا ہوتا ہے۔ اس کے حق میں مضر اور باعث ظلمت بن جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بار بار بہ تاکید شدید اس کی طرف توجہ دلائی۔

حدیث شریف

آپ ﷺ نے فرمایا: "اعمال میں سے اس قدر اختیار کرو جس کی تم طاقت رکھتے ہو۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ عطائے ثواب پر ملول نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ تم خود دل تنگ ہو جاؤ۔ اس سے نیند کے غلبے کے وقت جگہ بدل لے اور یوں بھی نہ جائے تو وضو کر لے' یوں بھی نہ جائے تو موقوف کرے۔

صحیح حدیث شریف میں اس کی وصیت فرمائی کہ مبادا' استغفار کرنا چاہیے۔ اور زبان سے اپنے لئے بددعا نکل جائے۔ عرض بات وہ ہے جو ایک خدانخواستہ اور حدیث شریف میں ارشاد فرمائی کہ (فسددوا) یعنی تم راہ راست اختیار کرو۔ میانہ روی کا خیال رکھو۔ (وقاربوا) یعنی خدا سے قریب ہو جاؤ۔ اور یہ نہ سمجھو کہ اعمال بغیر شاقہ کے اس کی بارگاہ کی رسائی میسر ہی نہیں بلکہ (وابشروا) تم خوش رہو فرحت و سرور کیسا تو دائم العمل رہو۔

واستعینوا بالغدوہ والروحتہ وشی من اللالجتہ۔

صبح شام تھوڑی سی رات گزرے' سے مدد حاصل کرو۔ یہ اوقات مخصوصہ ہیں اور ان میں رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔

فائدہ نفسیہ

غنیتہ الطالبین شریف میں ہے کہ جو شخص رات کو سو کر رات کے کسی

حصہ میں تہجد و قیام الیل غرض شب بیداری کی نیت سے اٹھنا چاہے تو سوتے وقت یہ کلمے کرے جو سرور کائنات سرکار دو عالم ﷺ سے منقول ہیں۔

اللھم البعثنی من مضجعی لذکرک و شکرک وصلوتک و استغفارک و تلاوۃ کتبک و حسن عبادتک۔

الٰہی مجھے میرے بستر سے جگا دے' اپنے ذکر کے لئے اور اپنے شکر' اپنی نماز اور اپنے استغفار اور اپنی کتاب کی تلاوت اور حسن عبادت کے لئے۔

اللھم ایقظنی فی احب الساعات الیک و استعملنی با حب الاعمال للیک التی تقربنی الیک زلفی و تبعبلنی من سخطک بعدا" اسئلک فتعطینی و اتغفرک فتغفرلی وا دعوک فتستجب لی اللھم لا تومنی مکرک ولا تولنی غیرک ولا توفع عنی سترک ولا تنسنی ذکرک و لا تجعلنی من الغفلین ○

الٰہی تو مجھے ایسے وقت جگا جو تجھے محبوب تر ہے۔ اور مجھ سے وہ کام لے جو تجھے بہت پسند ہے۔ وہ کہ مجھے تیری بارگاہ سے قریب اور تیرے عذاب سے دور کردے۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں' مجھے عطا فرما۔ تیری مغفرت چاہتا ہوں۔ مجھے بخش دے' تجھے پکارتا ہوں میری سن لے۔ الٰہی مجھے اپنی تدبیروں سے بے خوف نہ رکھ اور مجھ پر کسی اور کو والی نہ بنا۔ اور اپنا پردہ مجھ سے نہ اٹھا۔ اور اپنا ذکر مجھ سے نہ بھلا اور مجھے غافلوں میں نہ بنا۔

صوفیائے کرام نے فرمایا: "جو شخص سوتے وقت یہ کلمے پڑھ کر سو جائے تو اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے حکم سے تین فرشتوں کو نازل فرماتا ہے۔ جو اسے نماز تہجد کے لئے اٹھاتے ہیں۔ اب اگر کوئی مسلمان بندہ پھر اٹھ کر نماز ادا کرتا ہے۔ اور پھر دعا مانگتا ہے تو فرشتے اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔ اور اگر وہ

بیدار ہونے سے رہ جاتا ہے تو فرشتے قضا میں عبادت کرتے ہیں۔ اور ان کی عبادت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ واللہ ذوالفضل العظیم۔

تنبیہہ ضروری

احیاء العلوم میں فرمایا: طالب کو چاہیے کہ کھانا سیر ہو کر نہ کھانا چاہیے ورنہ پانی زیادہ پیئے گا اور نیند زیادہ آئے گی۔ اور قیام الیل پر گراں گزرے گی اس لیے بعض مشائخ کرام کا معمول تھا۔ کہ کھانے کے وقت دسترخوان پر کھڑے ہو جاتے اور فرماتے کہ اے لوگو! زیادہ مت کھانا پھر تمہیں نیند بھی زیادہ آئے گی۔ اور موت کے وقت حسرت بھی زیادہ ہو گی۔ (کتاب الصلوۃ)

ان الذین امنوا سے لے کر آخر تک سورہ کہف کی چار آئتیں شب میں یا صبح جو وقت جاگنے کی نیت کرے آنکھ کھلے گی انشاء اللہ۔ (وظیفہ الکریمہ۔)

حدیث شریف

من کثر صلاتہ باللیل حسن وجھہ بالنھار

جو رات کو سجدے بکثرت کرتا ہے دن کو اس کو چہرہ نورانی ہوتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی عزت و عظمت بڑھ جاتی ہے۔ اشیاء کے ظاہر میں بہتر شے سجدہ ہے انسان کا چہرہ اس سے مزین ہے۔ (فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ روح البیان پ ۱۹)

حکایت:

حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا ساری رات عبادت میں گزارتیں۔ پھر جب سحر قریب ہوتی تو تھوڑی دیر سو جاتیں۔ اور پھر اپنے آپ کو کہتیں کہ اے نفس! کتنی دیر سوئے گا۔ کتنی دیر ٹھہرے گا۔ ابھی تیری نیند کا وقت آرہا ہے۔ تو ایسا سوئے گا کہ پھر اٹھے گا نہیں۔ (فیوض ارحمن اردو ترجمہ روح البیان پ ۱۹)

حدیث شریف

قم من الیل ولو قدر حلب شاۃ

رات کو عبادت کے لئے اٹھو اگرچہ بکری کے دودھ دوہنے کی دیر تک۔ سازوں میں وہ نماز افضل ہے جس میں قیام طویل ہو۔ جو بوجہ سستی اور غفلت ! اسے معمولی عمل سمجھ کر یا کسی اور خیال سے دھوکہ کھا کر رات کو عبادت کے لئے نہیں اٹھتا۔ وہ اپنی محرومی کا ماتم کرے۔ کیونکہ اس نے اپنا بہت بڑا نقصان کیا۔ جو شخص امور دنیا کے مشاغل' دیگر کاروبار کے اہتمام' اعضاء کی تھکان' بسیار خوری' دیر تک باتوں میں لگے رہنے' لہو ولعب میں وقت گذارنے' اور دن کے قیلولہ نہ کرنے کی وجہ سے رات کو عبادت کے لئے نہیں اٹھتا۔ اس جیسا محروم اور کون ہو گا؟

چند حکایات ملاحظہ ہوں۔ اس امر میں۔ (فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ روح البیان پ ۱۹)

حکایت نمبرا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کسی کو نماز میں طویل قیام

کرتے دیکھ کر فرمایا: اگر میں اسے جانتا ہوتا تو کہتا کہ رکوع اور سجود کی کثرت کیجئے۔ کیونکہ سرکار دو عالم ﷺ سے میں نے ایسے ہی سنا ہے۔ فرمایا' بندہ جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو گناہ اس کے سر اور کاندھوں پر رکھے جاتے ہیں۔ جب وہ رکوع اور سجود کرتا ہے تو تمام گناہ گر جاتے ہیں۔ (فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ روح البیان پ ۱۹)

حکایت نمبر ۲

حضرت معدان بن طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ غلام رسول ﷺ کو ملا اور عرض کی کہ مجھے ایسا عمل بتائیے جس سے بہشت کا داخلہ نصیب ہو۔ فرمایا کہ میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق عرض کیا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کثرت سجود پر التزام کیجئے۔ اس لیے کہ ایک سجدہ سے ایک مرتبہ بلند ہوتا ہے۔ اور گناہ معاف ہوتا ہے۔ ہر نیک کام میں اچھی نیت اور خلوص کامل ضروری ہے۔
(فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ روح البیان پ ۱۹)

حدیث قدسی:

میرے قرب کے متلاشی میرے فرائض کی ادائیگی اور نوافل کی کثرت کرتے ہیں تو میں ان سے محبت کرتا ہوں۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تفکر کے ساتھ دو رکعت پڑھنا بلا توجہ ساری رات کے نوافل سے بہتر ہے۔ سر تو کعبہ کی طرف ہو لیکن دل کعبہ والے کی طرف۔
حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: جو شخص ایک رات غافل سوتا

ہے۔ آخرت کی ہزار برس کی مسافت سے پیچھے رہ جاتا ہے۔ (فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ روح البیان پ ۱۹)

راہ سلوک کی سڑک

سالک کی منزل کا پہلا مرحلہ گناہوں کی قباحت اور اللہ تعالیٰ عزوجل کے عذاب کی شدت کا تصور دل میں لائے۔ جب یہ سبق حاصل ہو جائے۔ پھر دیکھے کہ بندہ کتنا ضعیف و نحیف اور سفر بڑا دور دراز اور زاد راہ بالکل باطل قلیل ہے بندے کے ضعف کا حال تو یہ ہے کہ ایک چیونٹی کے کانٹے سے چیختا ہے۔ اور سورج کی گرمی سے روتا ہے۔ پھر وہ جہنم کی آگ اور جہنم کے اژدھاؤں کے ڈس کس طرح برداشت کر سکتا ہے۔ بندے پر لازم ہے کہ گناہوں سے بچنے کی کوشش کرے۔ حقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے۔ کسی کو ستایا ہے یا کسی کا مال کھایا ہے۔ تمام بخشوائے۔ اس طرح حقوق اللہ میں کوتاہی کی ہے۔ مثلا نماز میں قضا کی۔ یا روزے ترک کیے۔ اور زکوۃ نہ ادا کی تو مرنے سے پہلے سب کے سب ادا کرے۔ بطو کفارہ یا توجہ استغفار۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی مثلا شراب پی' ناجائز گانے باجے سنے' اور سود کھایا۔ ان سب سے توبہ کرے۔ اور دل کو مضبوط رکھے۔ تاکہ آئندہ اس سے اپنے گناہوں کا صدور نہ ہو۔ حب حسب امکان حقوق العباد کی ادائیگی ہو جائے۔ اور حقوق اللہ قضامافات کر چکے تو آئندہ کے لئے دل پر گناہوں کا خیال تک نہ آنے دے۔ اس کے بعد بارگاہ حق میں عجزو انکساری سے رہے تاکہ رحمت اور فضل و کرم اس کی طرف متوجہ ہوں سالک کو لازم ہے کہ وہ اس راستہ کو اختیار کرے۔ جس میں اس کی کامیابی اور نجات

ہو۔ اور سوچ کر قدم رکھے۔ اس راستہ پر کہ کئی تباہ و برباد ہوئے۔ اللہ والوں کے نقش قدم پر چلے۔ تو منزل مقصود پر پہنچ جائیگا۔ راہ سلوک کی پہلی منزل توبہ استغفار ہے۔(پ ۷ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

صوفی کی نماز

قیام الصلوۃ میں تقدیر ازلی کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی اپنے جملہ امور اللہ تعالٰی کی طرف سپرد کردے۔ اور رکوع میں تقدیر ابدی یعنی تسلیم و رضا کی طرف اشارہ ہے۔ سجدہ میں فنا کلی کی طرف اس لیے کہ جیسے سالک پر لازم ہے کہ وہ جیسے ان صفات کی عادت ڈالے ایسے ہی پورے طور پر فنائیت بھی حاصل کرے۔(پ ۸ فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف

تفکر ساعت خیر من عبادۃ سبعین سنتہ

فکر کی ایک ساعت ستر (۷۰) سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (راوہ البخاری) (پ ۱۴ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

تورات شریف کے احکام مبارکہ:

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے تورات شریف سے مندرجہ ذیل احکام نقل فرمائے۔

○ (۱) اے ابن آدم! میں نے تجھے اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا۔ لہٰذا دنیا میں کھیل کود کو چھوڑ صرف میری عبادت میں مصروف ہو جا۔

○ (۲) میں نے تیرا رزق ازل میں لکھا ہے۔ اس لیے اس کی جدوجہد میں دکھ

سر پر نہ رکھ اور نہ ہی اپنی قسمت سے زائد پر امید رکھ۔ اور نہ ہی اس سے کمی کی گھبراہٹ میں رہ اگر تو اپنی ازلی تقسیم پر راضی ہے۔ تو اس سے تیرا دل خوشی میں رہے گا بلکہ تو سرور ہو کر زندگی بسر کریگا۔ اور میرے ہاں ابھی تو پسندیدہ ہو گا۔ اگر تو اس پر راضی نہیں مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم میں تیرے اوپر دنیا کو ایسے مسلط کروں گا کہ رات دن جنگل میں جانوروں کی طرح ذلیل و خوار ہو کر زندگی بسر کریگا۔ لیکن ملے گا وہی جو میں نے تیرے لئے ازل میں لکھا ہے۔ اور تو میرے لیے مذموم اور ذلیل ترین انسان ہو گا۔

○ (۳) اے ابن آدم! میں نے آسمان اور زمین تیرے لیے بنائے ہیں۔ مجھے پھر بھی تھکاوٹ نہیں ہوئی کیا تیری ایک دو روٹیوں سے میں تھک جاؤں گا میں تیرا محب ہوں تجھے بھی لازم ہے کہ تو میری محبت کی قدر پہچان کر صرف میرے ساتھ محبت کر۔

○ (۴) تو مجھ سے کل کا رزق طلب مت کر جیسا کہ میں تجھ سے کل کا عمل نہیں مانگتا۔ جب میں نا فرمان کا رزق نہیں بھولتا تو فرمانبردار کا رزق کیسے بھول جاؤں گا۔ حدیث شریف میں ہے کہ بندہ نماز میں رب رحمن کے سامنے ہوتا ہے نماز میں جب بندہ ادھر پھر دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے کہ اے میرے بندے تو کدھر دیکھ رہا ہے کیا مجھ سے بہتر تجھے اور کوئی نظر آتا ہے جسے تو دیکھتا ہے میری طرف دیکھو اس لئے کہ میں سب سے بہتر ہوں جن کی طرف دیکھتا ہے۔ (فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ روح البیان پ ۱۸)

حدیث قدسی

نفلی عبادات بکثرت کرنا محبت الٰہی کی تمہید ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ

اللہ تعالٰی سے بیان کرتے ہیں۔ میرے قرب کے متلاشی میرے فرائض کی ادائیگی اور نوافل کی کثرت کرتے ہیں۔ تو میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

عبادت الٰہی کی بہترین ترتیب و تدبیر

جب تک انسان کا دل لگا رہے' نماز پڑھتا رہے۔ جب اس سے طبعیت اکتائے تو تلاوت میں مشغول ہو جائے۔ نفس پر بہ نیت نوافل کے تلاوت آسان ہے۔ اگر تلاوت سے بھی دل بھر جائے تو ذکر الٰہی میں لگ جائے۔ اور زبان اور قلب دونوں سے۔ کیوں کہ یہ نیت تلاوت سے زیادہ آسان ہے۔ اگر اس سے دل چل جائے تو مراقبہ قلب میں مشغول ہو جائے۔ اور مراقبہ قلب یہ ہے کہ دل کو خدا کے خیال میں مستغرق کر دے۔ جب تک دل اسی تصور میں ہو گا مراقبہ کہلائے گا۔ اور مراقبہ بھی ذکر ہے بلکہ لسانی ذکر سے افضل ہے۔ اگر اس سے بھی عاجز ہو۔ اور اس پر شیطانی وسوسوں کا غلبہ ہو جائے تو اس کے قلب پر خطرات نفسانیہ کا ہجوم ہو تو سو جائے کیونکہ سالک کو نیند میں بھی سلامتی ہے۔ ورنہ کثرت وسواس و خطرات نفسانی کثرت کلام فضول کی طرف قلب کو زنگ آلود کر دیتا ہے۔ اس لئے کہ زبان کی گفتگو کے بغیر بھی کلام کے حکم میں ہے اس سے انسان کو بچنا لازم ہے

اعمال صالحہ کی برکت

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ میں نے ایک امتی کو دیکھا کہ وہ اپنے سے آگ کے شعلوں اور چنگاریوں کو ہٹا رہا ہے لیکن وہ اس سے نہیں ہٹ رہے پھر اس کا صدقہ آیا اور اس کے لیے آگ کے آگے پردہ بن کر اسے

جہنم سے بچالیا۔ پھر ایک کو دیکھا جو گھٹنوں کے بل پڑا ہے۔ اللہ تعالٰی اور اس کے درمیان حجاب ہے۔ جس سے زیارت کے مشرف سے محروم پڑا ہے۔ تو اس کے حسن خلق نے ہاتھ پکڑا اللہ تعالٰی کے نزدیک کر دیا یعنی حجابات اٹھ گئے۔ پھر ایک اور کو دیکھا اس کے اوپر ابو اب جنت نہیں کھل رہی۔ تو کلمہ شہادت نے اسے بہشت میں پہنچا دیا۔ اللہ عزوجل ہم سب کو اچھے اخلاق و اقوال اور اعمال والا بجائے آمین (پ۲۵ فیوض الرحمٰن) حدیث شریف جس شخص کو نماز برائیوں سے نہیں روکتی اسے اللہ تعالٰی کے بعد کے سوا کچھ حاصل نہیں ہو گا سبق قیامت میں ہر شے کی حقیقت کھلے گی تو اہل ایمان کے اکثر اعمال بے کار جائیں گے اور قابل قبول نہ ہونے کی وجہ سے لاشی ہونگے جب اہل ایمان کا یہ حال ہے تو پھر مشرکوں گنہگاروں کے کردار کا کیا حال ہو گا (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان پ ۲۴)

سبق سالک پر لازم ہے کہ نیند کی عادت کا ترک کرے اگرچہ اللہ تعالٰی نے بندوں کو نیند کی اجازت بخشی ہے۔ بلکہ نیند اس کا فضل ہے۔ لیکن کثرت النوم بطالت ہے۔ اللہ تعالٰی بطال ان کے کو محبوب نہیں بناتا۔

نسخہ کیمیا

حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ نے فرمایا: کہ مجھ پر واردات ولائیت اس وقت نصیب ہو جبکہ میں نے رات کو دن بنا دیا۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

سر آنکہ ببالیں نہد ہوشمند

کہ خوابش بقہر آورد کمند

ترجمہ: جو بھی سرہانہ سر کے نیچے رکھے گا۔ اس پر لازماً" نیند کا حملہ ہو گا۔

حکایت

ایک شخص نے لونڈی خریدی جب رات ہوئی تو لونڈی سے کہا میرا بستر بچھا دو۔ لونڈی نے پوچھا جناب آپ کا بھی کوئی مولی ہے؟ لونڈی نے کہا۔ اس نے کہا ہاں۔ لونڈی نے عرض کیا: کیا وہ بھی سوتا ہے؟ اس نے کہا نہیں! تجھے شرم نہیں آتی تو سوتا ہے اور تیرا مالک بیدار ہوتا ہے۔

موذن رسول ﷺ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے چند ناصی نہ

اشعار:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سحر کو اٹھ کر مندرجہ ذیل اشعار پڑھتے تھے۔

یا ذالذی استغرق فی نومہ

ما نومہ عبدربہ لاینام

اھل فقول اننی مذھب

مشتغل الیل بطیب المنام

ترجمہ: "اے! وہ شخص جو سراسر نیند میں ڈوبا رہتا ہے۔ اس عبد کی کیا نیند ہے جس کا آقا بیدار ہے۔ کیا صرف یہی عذر کافی ہو جائے گا جبکہ تو کہتا ہے کہ گناہ گار ہوں۔ حالانکہ ساری رات میٹھی نیند کے مزے لوٹتا ہے"۔ (فیض الرحمٰن ترجمہ روح البیان پ ۳)

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔ ؎

اٹھ فریدا ستیاتوں جھاڑو دے مسیت
توں ستا رب جاگدا تیری ڈاہڈے نال پریت

اے عزیز! آج جاگ لے کہ موت کے بعد سکھ چین اور اطمینان کی نیند سوتا رہے۔ فرشتہ تجھ سے کہے نم کنومۃ العروس (مشکوۃ شریف ص ۲۵) دلہن کی طرح سوجا۔

مسئلہ: جو رات کے اکثر حصہ یا نصف میں بیدار رہتا ہو وہ تمام رات جاگنے والوں میں شمار ہو گا اور جو باقی حصہ نہیں جاگ سکا اس کے لئے صدقہ خیرات کرے۔ (قوۃ القلوب) (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان پ ۲۹)

سن، سن، سن!

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سائے تلے
حشر تک سوتا رہے رہے خاک کے سائے تلے

اے عزیز! دنیا پر مت فریفتہ ہو۔ دنیا پر حد سے زیادہ شیدا ہونا ہی خدا سے غافل ہونا ہے دنیا خدا سے غفلت ہی کا نام ہے۔

بے اعتبار دنیا پر مت کر اعتبار
تو اچانک موت کا ہو گا شکار

حکایت

ایک شخص رات کو نفل دوگانہ و دیگر اوراد پڑھنے کے لئے اٹھا۔ تو اسے سردی سے سخت تکلیف ہوئی۔ اس وجہ سے وہ رو پڑا۔ اسی اثنا میں اسے نیند آگئی۔ خواب میں دیکھتا ہے۔ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے۔ کہ اس بندے کی کیا سزا ہے۔ جسے ہم اپنی عبادت کے لئے اٹھنے کی توفیق بخشیں اور دوسروں کو

غفلت کی نیند سلائے رکھیں۔ اس پر بیدا ہوا تو اللہ کے حضور میں معافی مانگی اور استغفار کی۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان پ ۱۳)

طلوع شمس سے پہلے وقت کی فضیلت

حدیث شریف: من استطاع منکم ان لا یغلب علی صلاۃ قبل طلوع الشمس ولا غروبھا فلیفعل۔

(تم پر واجب ہے کہ تم اپنی نماز قبل طلوع شمس اور قبل غروب الشمس پر غالب رہو)

زمین چند امور سے تھرتھراتی ہے۔

○ (۱) خون حرام سے

○ (۲) زنا کے غسل سے

○ (۳) طلوع شمس سے پہلے نیند کرنے سے

اللہ تعالیٰ طلوع فجر صادق و طلوع شمس کے درمیان رزق تقسیم فرماتا ہے۔ اور برکات نازل فرماتا ہے۔ اور دعائیں قبول فرماتا ہے۔ انسان پر لازم ہے کہ اس مبارک گھڑی میں غفلت کو چھوڑ دے۔

حدیث شریف: من صلی الفجر فی جماعت ثم قعد یذکر اللہ تعالی حتی تطلع الشمس ثم صلی رکعتین کانت لہ کاجر حجہ و عمرۃ تامہ تامہ تامہ

(جو صبح کی نماز پڑھ کر پھر وہاں بیٹھ کر ذکر الٰہی میں مصروف رہے۔ یہاں تک کہ سورج نیزے کے برابر ہو جائے اور دوگانہ پڑھ کر اٹھے اسے دو رکعت کے بدلہ حج و عمرہ کا ثواب ہو گا)۔ یہ تین مرتبہ فرمایا۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ

روح البیان پ ۲۲)

صوفیاء فرماتے ہیں کہ خلوص چار چیزوں سے ملتا ہے۔

○(۱) عجز سے بندہ سمجھے کہ میں کچھ نہیں۔

(۲) کہ ہمہ وقت اپنے سامنے ذات باری کو اپنے پیچھے ملک الموت اپنے دائیں شریعت کو اس پر پابندی کرنا ہمارا فرض ہے کہ ہم عبد ناکارہ ہیں اور اپنے بائیں اپنے رب کی نعمتوں کو جانیں۔

○(۳) اپنے اعمال صالحہ کو اس کا کرم اور توفیق جانے۔

○(۴) ہر عبادت ظاہری مراقبہ میں کرے سجدہ رکوع کی حالت میں مراقبہ قائم رہے۔

حکایت

(نزھتہ المجالس جلد اول ص ۹۰) پر ایک حکایت درج ہے۔ ایک مرتبہ خدا کے برگزیدہ بندے آہنگ مسافرت تھے۔ منازل طے کرتے ہوئے۔ برلب دریا پہنچے۔ ملاحظہ ہوا کہ دریا کی مچھلیاں ایک دوسرے کو اپنی غذا بنا رہی تھیں۔ بزرگ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ دریا میں بھی قحط سالی کا اثر سرایت کر گیا۔ اس وقت ہاتف غیبی سے ندا آئی۔ اے عبد! اس دریا کی مچھلیاں ایک دوسرے کو کھا رہی ہیں اس کی وجہ قحط سالی نہیں بلکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ یہاں سے ایک بے نمازی گزرا تھا۔ سفر کی وجہ سے پیاس محسوس کر رہا تھا۔ پانی دیکھ کر پینے کا ارداہ کیا اور چلو بھر کر منہ میں ڈال دیا۔ پانی چونکہ کھاری تھا۔ اس لیے اس نے منہ کا پانی واپس دریا میں پھینک دیا۔ اور اس بے نمازی کے جھوٹے کی وجہ سے دریا میں قحط کی کیفیت پیدا ہو گی۔

حکایت:

زواجہ جلد اول ص ۱۱۲ پر مرقوم ہے۔ جس کا مفہوم یوں ہے۔ ایک مرتبہ ایک شخص کی ہمشیرہ کی وفات ہو گئی تو اتفاقاً غلطی سے روپوں کی تھیلی مردے کے ساتھ قبر میں دفنا دی گئی جب یاد آیا۔ تو وہ شخص واپس لوٹا اور اپنی بہن کی آخری اور اصلی منزل قبر سے مٹی ہٹائی تو اس کو پتہ چلا کہ اس کی ہمشیرہ کی قبر میں شعلے بھڑک رہے ہیں۔ بدن کو جلا رہے ہیں وہ شخص خوفزدہ ہو گیا۔ اور قبر پر مٹی ڈال دی۔ روتا ہوا گھر واپس آیا اور اپنی والدہ سے پوچھنے لگا کہ اماں جان! میری ہمشیرہ کیا عمل کیا کرتی تھی؟ والدہ کی آنکھوں سے آنسو آ گئے اور کہنے لگی بیٹے تیری بہن میں یہ عیب تھا کہ وہ نماز میں سستی کرتی تھی اور بے وقت نماز پڑھتی تھی۔

بے نمازیوں کے لیے خرابی ہے

نماز نہ پڑھنا از حد خطرناک اور خوفناک ہے۔ اگر کوئی نماز کی قضا کر بھی لے تو بھی اسے شخص کے لئے سخت وعید رب تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔
نمازوں سے غافل ہیں۔ ویل کے لفظی معنی تباہی و بربادی کے ہیں۔ یعنی نماز سے غفلت برتنے والے کے لئے تباہی اور بربادی ہوتی ہے جہنم میں ایک ایسی وادی ہے جس کی سختی سے جہنم بھی توبہ کرتی ہے۔ اس سخت وادی کا نام "ویل" ہے۔ جان بوجھ کر نماز قضا کرنے والوں کے لئے یہی ٹھکانا ہے۔ نماز نہ پڑھنا از حد ہلاکت خیز ہے۔

تذکرہ واعظین میں ہے کہ آنحضرت ﷺ و اصحابہ وازوجہ و ذریتہ واھل بیتہ و بارک وسلم نے فرمایا جو شخص جان بوجھ کر نماز چھوڑتا ہے۔ اللہ

تعالیٰ اس کو تین بلاؤں میں مبتلا فرماتا ہے۔
○ (۱) چہرہ کا نور اٹھ جاتا ہے۔
○ (۲) مرنے کی وقت اس کی زبان لڑکھڑا جائے گی۔
(۳) مرنے کے وقت زبان پر کلمہ شہادت نہیں آئے گا۔ لہٰذا بے ایمان مرے گا۔

مجالس الابرار میں آنحضور ﷺ واصحابہ و بارک وسلم سے مروی ہے کہ جس شخص نے نماز سے غفلت برتی۔ یہاں تک کہ نماز کا وقت جاتا رہا اس شخص کو کئی حقبہ تک دوزخ میں جلنا پڑے گا۔ ایک حقبہ اسی (۸۰) برس کا اور ہر برس تین سو ساٹھ دن (۳۶۰) کا ہو گا اور ہر دن ہزار ۱۰۰۰ سال کے برابر ہو گا۔ گویا دنیاوی حساب سے ایک نماز چھوڑنے والے کو ایک حقبہ کے لئے دس عرب چھتیس کروڑ اور اسی لاکھ دن تک دو کروڑ چھیاسی لاکھ اٹھاسی ہزار آٹھ سو اٹھاسی سال اور تین سو بیس دن تک یعنی تقریبا دو کروڑ چھیاسی لاکھ اٹھاسی ہزار آٹھ سو ننانوے سال جہنم میں جلنا ہو گا۔ یہ صرف ایک حقبہ ہے۔ خدا جانے کتنے حقبے سزا ملے گی۔ اور پھر یہ سزا ایک نماز چھوڑنے کی ہے۔ جس نے ۵ پانچ نمازیں چھوڑیں۔ اس کا کیا حال ہو گا۔ اور کیا آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ جو شخص ساری زندگی نماز نہ پڑ ہے۔ اس کا کیا حشر ہو گا۔ **قدافلح المومنون الذین ہم فی صلا تھم خشعون** بے شک ان ایمان والوں نے فلاح پائی جو نماز میں عاجزی کرتے ہیں۔ اور ڈرتے ہیں۔

تذکرہ واعظین ۱۸ پر موقوم ہے کہ حدیث نبوی ﷺ میں وارد ہے۔ کہ جس نے نماز کا کوئی وقت اپنی غفلت سے گنوا دیا۔ اس نے خود کو بن چھری کے ہلاک کر دیا اور جس نے دو وقت کی نماز سے غفلت برتی وہ رحمت الٰہی سے

دور ہو گیا۔ اور جس نے تین وقت کی نماز ترک کر دی اس نے سرکار کی روح کو گور میں تکلیف دی۔ اور جس نے چار وقت کی نماز چھوڑی اس نے گویا تمام آسمانی کتابوں کی تکفیر کی اور جو شخص پانچوں وقت کی نماز چھوڑتا ہے۔ خدا تعالیٰ نہائیت غیض و غضب کے عالم میں ندا کرتا ہے۔ اے نافرمان باغی میں تجھ سے بیزار ہوں اور تو مجھ سے الگ ہے۔ بس میرے آسمان و زمین سے دور ہو جا اور اپنا کوئی اور ٹھکانہ ڈھونڈ ایسا شخص دنیا سے توبہ کرنے سے قبل ہی مرجاتا ہے۔ (مواعظ رضویہ حصہ اول)

بعض مشائخ فرماتے ابیں کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ خیرات اور نوافل نیز سنت اور واجبات کے خندق میں ست ہوتے ہیں اور یہ حالت عام مخلوق میں ہے مگر جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے چنانچہ تم خود ہی تجربہ کرلو کہ بعض صاحبان ایسے ہوتے ہیں کہ نوافل و اوراد غیرواجبہ (جو سخت سے سخت تر ہوتے ہیں) کی ادائیگی میں بڑے چست و چالاک ہونگے مگر ضروری فرض کی ادا گی میں کماحقہ' دل چسپی نہیں ہو گی۔ عاقل کو چاہیے کہ اولا راس المال کو حاصل کرے پھر اس نفع کے حصول میں کوشش کرے جو کہ اصل راس المال سے حاصل ہو' اور یہ عمل اختیاری ہے نہ کہ اضطرازی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے معاملہ میں ست و کمزور دیکھ کر اپنی طاعت و عبادت فرض فرمائی ہے کیونکہ انھیں اس کی اطاعت و عبادت کی طرف لے آنے والی کوئی ایسی شے نہیں جو انھیں مجبور کر کے لے آئے لیکن یہ حال اکثر مخلوق کا ہے ہاں اہل اللہ و اولیاء اکرام اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان پ۱)

اللہ تعالیٰ ہمیں پنجگانہ نمازیں اور نوافل پڑھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین!

علم و تعلیم کا بیان

علم ایسی چیز نہیں کہ جس کی فضیلت اور خوبیوں کے بیان کرنے کی حاجت ہو۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ علم بہت بہتر چیز ہے۔ اس کا حاصل کرنا طرہ امتیاز ہے۔ یہی وہ چیز ہے کہ اس سے انسانی زندگی کامیاب اور خوشگوار ہو جاتی ہے اور اسی سے دنیا و آخرت سدھرتی ہے۔ مگر ہماری مراد اس علم سے وہ علم نہیں جو فلاسفہ سے حاصل ہوا ہو۔ اور جس کو انسانی دماغ نے اختراع کیا ہو۔ جس علم سے دنیا کی تحصیل مقصود ہو۔ ایسے علم کی قرآن مجید نے مذمت کی۔ بلکہ وہ علم مراد ہے جو قرآن و حدیث سے حاصل ہو کہ یہی وہ علم ہے جس سے دنیا و آخرت سنورتی ہے اور یہی علم ذریعہ نجات ہے۔ اور اسی کی قرآن و حدیث میں تعریفیں آئی ہیں اور اس کی تعلیم کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ قرآن مجید میں بہت سارے مواقع پر اس کی خوبیاں صراحۃ "یا اشارۃ" بیان فرمائی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے۔۔ **انما یخشی اللہ من عبادہ العلموء** اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہوں۔ اور فرماتا ہے۔ **یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتو العلم درجت** اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا ہے' درجے بلند فرمائے گا اور فرماتا ہے۔ **فلولا نفر من کل فرقتہ منھم طائفتہ لیتفقھوا الی الذین و ینذر واقومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون** ○ کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک

جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کرے اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائے۔ اس امید پر کہ وہ بچیں اور فرماتا ہے۔ **قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون انما يتذكر اولو الالباب** تم فرماؤ کیا جاننے والے اور انجان برابر ہیں۔ نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

حدیث شریف

انسان جب مرجاتا ہے اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں مرنے کے بعد بھی ان کا عمل ختم نہیں ہوتا۔ اس کے اعمال نامے میں لکھے جاتے ہیں۔ ○ ۱۔ صدقہ جاریہ اور علم ○ ۲۔ جس سے نفع حاصل کیا جاتا ہو ○ ۳۔ اولاد صالحہ جو ان کے لئے دعا کرتی رہتی ہے۔ (مسلم)

حدیث شریف

مسجد دمشق میں ایک شخص ابو درداء (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ میں مدینہ الرسول (ﷺ) سے آپ کے پاس ایک حدیث سننے آیا ہوں۔ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ اسے بیان کرتے ہیں، کسی اور کام کے لئے نہیں آیا ہوں۔ حضرت ابودرداء (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص علم کی طلب میں کسی راستہ پر چلے۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے راستہ پر لے جاتا ہے اور طالب علم کی خوشنودی کے لئے فرشتے اپنے بازو بچھا دیتے ہیں اور عالم کے لئے آسمان والے اور زمین پر بسنے والے اور پانی کے اندر مچھلیاں یہ سب استغفار کرتے ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کو تمام ستاروں پر۔ اور بے شک علماء وارث انبیاء ہیں۔ (انبیاء علیہم السلام نے اشرفی اور روپے کا

وارث نہیں کہا۔ انہوں نے علم کا وارث کہا پس جس نے علم کو لیا اس نے پورا حصہ لیا) (احمد۔ ترمذی۔ ابو داؤد۔ ابن ماجہ۔ دارمی)

حدیث شریف

ایک فقیہ ہزار عابد سے زیادہ شیطان پر سخت ہے (ترمذی۔ ابن ماجہ)

حدیث شریف

علم کی طلب ہر مسلمان پر فرض ہے اور علم کو نااہل کے پاس رکھنے والا ایسا ہے جیسے سور کے گلے میں جواہر' موتی اور سونے کا ہار ڈالنے والا (ابن ماجہ)

حدیث شریف

جو شخص علم کی راہ میں نکلا تو جب تک گھر نہ پہنچا وہ اللہ کی راہ میں ہے۔ (ترمذی' دارمی)

حدیث شریف

جس علم سے نفع حاصل نہ کیا جائے اس خزانہ کی مثل ہے جس میں سے خرچ راہ خدا نہیں کیا جاتا (احمد)

حدیث شریف

سب سے زیادہ حسرت قیامت کے دن اسے ہو گی جسے دنیا میں طلب علم کا موقع ملا مگر اس نے طلب نہیں کیا۔ اور اس شخص کو ہو گی جس نے علم حاصل کیا اور اس سے سن کر دوسروں نے نفع نہ اٹھایا۔ اور خود اس سے نفع

نہیں اٹھایا۔ (ابن عساکر)

حدیث شریف

علماء کی سیاہی شہید کے خون سے تولی جائے گی اور اس پر غالب ہو جائے گی۔ (خطیب)

حدیث شریف

علم تین ہیں۔ آیت محکمہ یا سنت قائمہ یا فریضہ دلہ اور ان کے سوا جو کچھ ہے وہ زاید ہے۔ (ابن ماجہ۔ ابوداؤد)

حدیث شریف

جس کو موت آگئی اور وہ علم کو اس لئے طلب کر رہا تھا کہ وہ اسلام کو زندہ کرے اس کے اور انبیاء کے درمیان جنت میں ایک درجے کا فرق ہو گا۔ (دارمی)

حدیث شریف

جس نے میری امت کے دین کے متعلق چالیس حدیثیں حفظ کیں اس کو اللہ تعالیٰ فقیہ اٹھائے گا اور میں اس کا شافع اور گواہ ہوں گا (بیہقی)

حدیث شریف

قیامت کے دن اللہ کے ہاں سب سے بڑا درجہ اس عالم کا ہو گا جو علم سے منقطع نہ ہو۔ (دارمی)

مسئلہ

معلم اگر ثواب کو پانا چاہتا ہے تو پانچ باتیں اس پر لازم ہیں۔

○ ۱۔ تعلیم پر اجرت لینا شرط نہ کرے۔ اگر خود کوئی دے دے تو لے لے ورنہ کچھ نہ لے۔

○ ۲۔ باوضو رہے۔

○ ۳۔ خیر خواہانہ تعلیم دے۔ توجہ کے ساتھ پڑھائے۔

○ ۴۔ لڑکوں میں جھگڑا ہو تو عدل و انصاف سے کام لے' یہ نہ ہو کہ مالداروں کے بچوں کی طرف زیادہ توجہ کرے اور غریبوں کے بچوں کی طرف کم۔

○ ۵۔ بچوں کو زیادہ نہ مارے۔ مارنے میں حد سے تجاوز کرے گا تو قیامت کے روز محاسبہ دینا پڑے گا۔

مسئلہ

گھڑی بھر علم دین کے مسائل میں مذاکرہ و گفتگو کرنا ساری رات نفلی عبادت کرنے سے افضل ہے۔ (در مختار۔ رد المختار)

مسئلہ

کچھ قرآن مجید یاد کر چکا ہے اور اسے فرصت ہے تو افضل یہ ہے علم فقہ سیکھے کہ قرآن مجید حفظ کرنا فرض کفایہ ہے۔ اور فقہ کی ضروری باتوں کا جانا فرض عین ہے۔ (رد المختار) (بہار شریعت)

بے عمل واعظین کا انجام

سرکار مدینہ (ﷺ) کا فرمان عالی شان ہے کہ میں نے شب معراج میں دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا جبریل علیہ السلام! یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کیا یہ آپ ﷺ کی امت کے واعظین ہیں۔ جو لوگوں کو اچھی بات کا حکم کرتے تھے اور اپنے کو بھولے ہوئے تھے۔ (ابوداؤد)۔

رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

عالم بے عمل کی مذمت

عالم بے عمل جاہل کے حکم میں ہے۔ دیکھئے اگرچہ ابلیس اہل علم تھا لیکن جس علم کے مقتضا پر عمل نہ کیا تو اسے جاہل کہا گیا ہے۔ اسی لئے عالم بے عمل کی اتباع ناجائز ہے۔ اس جیسے اہل علم شیطان کے تابعدار ہیں اور شیطان نار جہنم کی دعوت دیتا ہے۔ (پ ۲۹ فیوض الرحمٰن)

حکایت

حضرت سیدنا امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کوئی موٹا مولوی (عالم) فلاح نہیں پائے گا سوائے محمد بن الحسن کے۔ عرض کی گئی وہ کیوں؟ فرمایا اس لئے کہ عقلمند دو حالتوں سے خالی نہیں۔ ○۱۔ اسے آخرت اور مرنے کے بعد سرمایہ کا غم ہو گا ○ ۲۔ دنیا کا خیال اور تصور اس کی معاش کا۔ اور چربی جسم میں غم کے ساتھ نہیں ٹھہرتی۔ اگرچہ وہ ان دونوں سے خالی ہے تو اس میں اور جانوروں میں کوئی فرق نہیں ہو گا کہ جانور کا جسم بھی خوراک وغیرہ سے موٹا

ہو جاتا ہے اور اس موٹے آدمی کا مشغلہ بھی صرف خوردونوش ہے تو ان دونوں جانور اور آدمی میں کیا فرق ہے؟

حضرت ابودرداء (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سورہ نبا' ق' نجم' بروج' طارق سیکھو اس لئے کہ اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ ان کی کیا برکتیں ہیں تو تم جملہ کاروبار چھوڑ کر ان کی تلاوت میں مصروف رہو۔ ان کی تلاوت کرو۔ اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاؤ گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان کے صدقے سوائے شرک کے تمام گناہ بخش دیتا ہے۔ (اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جان بوجھ کر گناہ بھی کرتے رہو اور اس امید پر رہو کہ بخشے جائیں گے ایسا نہیں بلکہ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اچانک گناہ ہو جائے اور اس سے توبہ بھی کر لی جائے تو تب بخشش ممکن ہے)۔ (دعا کا مستحق فقیر نقشبندی)

حضرت ابی بن کعب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا جس نے سورۃ نبا پڑھی اسے قیامت میں شرابا" طہورا" پلائی جائے گی۔

سیدنا صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے سرکار دو عالم ﷺ سے پوچھا کہ آپ کو بڑھاپا اتنی جلدی کیوں آگیا؟ آپ نے فرمایا! مجھے سورہ ھود' واقعہ اور المرسلت' عما تیساء لون' اذا شمس کورت نے بوڑھا کر دیا۔ (ف)۔ اس میں اشارہ ہے کہ جو تلاوت کلام پاک کرے اور اسے سمجھے بھی۔ اس کے معانی پر بھی توجہ دے۔ اس لئے کہ مقصد معانی سے حاصل ہوتا ہے۔ نیز اس سے معلوم ہوا کہ آخرت کا غم اور وعید کا مطالعہ آدمی ہر وقت سامنے رکھے اس کا غم بڑھاپا لاتا ہے اور یہ اللہ کے نزدیک محبوب ہے۔ کیونکہ

فربہ مولوی اور قاری بسیار خور، شہوت پرست کی حضور نبی کریم ﷺ نے مذمت فرمائی اس لئے کہ بسیار خوری انسان پر غفلت طاری کر دیتی ہے۔ جو کچھ پڑھتا ہے اس طرف توجہ نہیں کرنے دیتی ورنہ اگر پڑھنے کے ساتھ اس کے معانی کی طرف توجہ دیتا پھر ان سے عبرت حاصل کرتا تو ضعیف اور نحیف ہو جاتا بلکہ غم سے پگھل جاتا۔ اس لئے کہ غم کے ہوتے ہوتے چربی جسم پر قرار پکڑتی نہیں۔ ایسے ہی دین اسلام کے جملہ میں کام کرنے والے علماء اور مولوی کے ملاؤ، قراء اور شعرا اور نعت خوان حضرات پر لازم ہے کہ وہ نفس پرستی اور شہوت پرستی کو مد نظر نہ رکھیں بلکہ صرف اور صرف رضائے الٰہی رضائے حبیب خدا (ﷺ) کو مد نظر رکھیں ورنہ انجام برباد ہو گا۔

عیش کے چند روز آرام سے تو گزریں گے اس لئے حبیب خدا ﷺ کی رضا کو سامنے رکھیں۔ پہلے تو چند آرام سے گزریں گے لیکن بعد کو پریشانی اور ذلت کا سامنا ہو گا۔ ہم نے بچپن سے ایسے حضرات کو دیکھا جن کا ان شعبوں میں کام کرنے سے شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ تھا لیکن مرے تو برے حال ہیں۔ (اویسی غفرلہ)

فضائل نازعات

حدیث شریف میں ہے۔ من قراۃ سورۃ النازعات کان من حبسہ اللہ فی القبر والقیامہ حتی یدخل الجنتہ قدر صلاۃ مکتوبتہ وھو عبارۃ من استقصار مدۃ اللبث فیما یلقی من البشری والکرامتہ فی البرزخ والموقف۔ جو سورہ نازعات پڑھتا ہے اسے اللہ تعالیٰ قبر اور قیامت میں اتنی دیر ٹھہرائے گا جتنی دیر اس نے فرض نماز ادا کی۔ یہاں تک کہ بہشت میں

داخل ہو جائے اس سے تھوڑی مدت گزرنا مراد ہے اور ساتھ ہی خوشخبری اور پڑھنے والے کی قیامت کا بیان ہے کہ اسے برزخ اور موقف میں ایسی کرامت نصیب ہو گی۔ (فیوض الرحمٰن پ ۳۰)

عامل بے عمل

مشائخ فرماتے ہیں اس جاہل پر حیف جس نے علم حاصل نہ کیا اور ہزار حیف اس عالم پر جس نے عمل نہ کیا۔ (فیوض الرحمٰن پ ۲۶۔ ص ۳۶)

علوم کی اقسام

علم کی اجناس کا تو کوئی شمار نہیں ہو سکتا مثلاً علم النظر، علم الخبر، علم النبات، علم الحیوان، علم ارصد وغیرہ۔ پھر ان میں سے کچھ فضول ہیں۔ جو ان کے مقسوم مقسم ہیں۔ ہم ان علوم پر غور کریں گے کہ کون سے علوم ہمارے لئے مفید ہیں اور سعادت ابدیہ کا موجب ہیں تاکہ ہم انہیں حاصل کریں۔ اور فضول علوم کو چھوڑ دیں تاکہ زندگی برباد نہ ہو۔ یاد رہے کہ جملہ علوم اجناس سے ہمیں دو قسم کے فصل چاہیں۔

○ ۱۔ ایک تو وہ جو نظر سے تعلق رکھتا ہے جیسے علم الکلام۔

○ ۲۔ دوسرا وہ جو خبر سے متعلق ہے جیسے علم الشرع۔

اور وہ علوم جو ان کے ماتحت ہیں کہ ان کے حاصل کرنے میں سعادت ہے وہ آٹھ ہیں۔

○ ۱۔ علم الواجب

○ ۲۔ علم الجائز

○ ۳۔ علم المستحیل (محال، ناممکن)

○۴۔ علم الذات

○۵۔ علم الصفات

○۶۔ علم الافعال

○۷۔ علم السعادۃ (نیک بختی)

○۸۔ علم الشقاوۃ (بد بختی)

ان آٹھ علوم کا حاصل کرنا ہر انسان پر واجب ہے تاکہ نجات ابدی اور سعادت دائمی نصیب ہو۔ لیکن یاد رہے کہ سعادت اور شقاوت ذیل کی معرفت پر موقوف ہے۔

○۱۔ واجب

○۲۔ محظور

○۳۔ مندوب

○۴۔ مکروہ

○۵۔ مباح

یاد رہے کہ ان امور کے اصول تین ہیں۔

○۱۔ کتاب اللہ

○۲۔ احادیث متواترہ

○۳۔ اجماع امت

(کذافی مواقع النجوم للشیخ الاکبر قدس سرہ الاطہر) (فیوض الرحمٰن پ ۲۱۔ ص ۱۲۱)

علم کے فضائل

علم حقیقی وہ ہے جو عرفان الٰہی سے مزین ہو۔ ایسا علم ملکوت کی سیر کراتا

ہے۔ یہی علم آیات کبریٰ میں شمار ہوتا ہے۔ جسے یہ علم نصیب ہوتا ہے وہ شواہد عظمیٰ کا روشن تر بصیرت سے مشاہدہ کرتا ہے بلکہ وہ آنے والے واقعات کو قبل از وقت جانتا اور باقاعدہ ان کے متعلق حالات سناتا اور بتاتا ہے۔

کون کس کے لئے رحمت

حضرت عبداللہ بن تستری قدس سرہ نے فرمایا کہ آسمان زمین کے لئے اور آخرت دنیا کے لئے، علماء جاہلوں کے لئے، بڑے چھوٹوں کے لئے اور نبی علیہ السلام مخلوق کے لئے اور اللہ تعالیٰ جملہ کائنات کے لئے رحمت ہے۔ (فیوض الرحمٰن پ ۲۶)

حکایت

حضرت ذوالنون مصری (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ میں سفر کرتے کرتے ایک شہر میں پہنچا۔ شہر کے اندر چلا گیا۔ وہاں ایک عمارت دیکھی۔ اس کے ساتھ ایک نہر جاری تھی۔ اس سے جا کر وضو کیا اور عمارت کے اوپر جا کر دیکھا کہ ایک نوجوان نہایت حسین و جمیل لڑکی تھی۔ اس نے کہا۔ اے ذوالنون! رحمتہ اللہ علیہ میں نے تجھے دور سے دیکھ کر سمجھا کہ تم مجنوں ہو۔ جب آپ نے وضو کیا تو محسوس کیا کہ آپ عالم دین ہیں۔ جب آپ وضو سے فارغ ہوئے تو یقین ہو گیا کہ آپ عارف ہیں۔ لیکن اب معلوم ہوا کہ آپ نہ مجنوں ہیں نہ عالم نہ عارف۔ سرکار نے کہا وہ کیسے؟ اس نے کہا۔ "اگر مجنوں ہوتے تو آپ وضو نہ کرتے۔ اگر عالم ہوتے تو آپ بیگانے مکان کو نہ دیکھتے اور نہ ہی عورت کی طرف دیکھتے۔ اگر آپ عارف ہوتے تو ماسوا اللہ کے تصورات میں نہ ڈوبتے"۔ (کذافی جلیس الحلوہ و انیس الوحدۃ) (فیوض الرحمٰن پ ۲۰ اردو ترجمہ

۱ روح البیان)

علماء باعمل اور مدرسین علم کے فضائل

حدیث شریف میں ہے کہ پل صراط پر جب عالم اور عابد جمع ہوں گے تو عابد کو حکم ہو گا کہ بہشت میں چلا جا اور نعمتوں میں سے جو تیرا جی چاہے کھا پی اور اپنی عبادات کا بدلہ حاصل کر لے۔ اور عالم کو حکم ہو گا کہ یہاں ٹھہر جا! اور جس کے لئے تیرا جی چاہے شفاعت کر لے۔ جس کی شفاعت کرے گا قبول ہو گی۔ اس وقت عالم دین کو انبیاء علیہم السلام کا مقام نصیب ہو گا۔ یعنی جیسے انبیاء علیہم السلام شفاعت کریں گے اور خود بھی بہت بڑے مراتب پر فائز ہوں گے۔ ایسے ہی عالم کو بہت بڑے مراتب حاصل ہوں گے۔

دو شخص علم حاصل کرتے ہیں۔ ایک ان میں پڑھ کر دوسروں کو پڑھاتا ہے اور دوسرا پڑھ کر عمل میں لگ جاتا ہے۔ ان میں سے پہلا افضل ہے۔ اس لئے کہ خلق خدا کو نفع پہنچانا اس میں زیادہ ہے۔ کیونکہ اس کا فائدہ متعدی ہے۔ اسی بنا پر یہ افضل ہے۔ اس سے کہ جس کی فضیلت لازم ہے۔ یعنی دوسروں کو فائدہ نہیں پہنچاتا۔ (پ ۲۳ فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف

گھڑی بھر پڑھنا پڑھانا ساری رات کی عبادت سے بہتر ہے۔ بالخصوص جو عرفان حق سے متعلق ہو۔ لیکن ایسے لوگ دور حاضرہ میں بہت کم ہیں۔ آج کل جیسے قلب کا ذوق ختم ہے۔ ایسے ہی زبان سے بھی مذاکرہ علمی کی لذت اٹھ گئی ہے۔ اصل وجہ یہی ہے کہ بصیرت کی آنکھیں اندھی ہو گئی ہیں۔ (پ ۲۳ فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ روح البیان)

امرد پرست عالم کی سزا

منقول ہے کہ ایک عالم دین فوت ہوا تو کسی نے اسے خواب میں دیکھا کہ اس کے چہرے کا ایک حصہ سیاہ ہو گیا ہے۔ اس سے سبب پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا کہ میں نے فلاں مقام پر ایک بے ریش لڑکے کو شہوت سے دیکھا تو اس کی مجھے یہ سزا ملی کہ میرے چہرے کے ایک حصہ کو جہنم کی آگ سے جلایا گیا۔ (پ ۱۸ فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ روح البیان)

درس قرآن کی فضیلت

حدیث شریف میں ہے کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو طوق دار نورانی منبر بچھائے جائیں گے۔ ہر منبر کے ریب نورانی بہشتی اونٹنی ہو گی۔ ہر منبر کے قریب اعلان ہو گا کہ قرآن کے حاملین (خدام) کہاں ہیں۔ وہ تشریف لا کر منبروں پر بیٹھیں۔ آج انہیں نہ کوئی گھبراہٹ ہو گی نہ غم۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حساب سے فارغ ہو۔ حساب سے فراغت کے بعد حکم الٰہی ہو گا کہ ان حاملین قرآن کو ان نورانی اونٹیوں پر سوار کر کے بہشت میں لے جاؤ۔ (پ ۲۲ فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف

اگر تم سعادت مندوں کا عیش اور شہدا کی موت اور یوم حشر سے نجات اور گریوں قیامت کی اور گمراہی سے ہدایت چاہتے ہو تو قرآن پاک کا درس دیا کرو کیونکہ وہ رحمٰن کا کلام ہے اور میزان میں رجحان ہے۔ (پ ۲۲ فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ روح البیان)

عیسیٰ علیہ السلام کے ارشادات

حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ تحیتہ والسلام نے فرمایا جس نے علم پڑھا اور اس پر عمل کیا پھر اسے پڑھایا وہ ملکوت اسماء میں عظیم انسان کہا جاتا ہے۔

علماء کی صحبت

حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ تحیتہ والسلام سے پوچھا گیا کہ ہم کس کی صحبت میں بیٹھیں۔ فرمایا جس کی گفتگو سے تمہارے علم میں اضافہ ہو اور اس کے دیکھنے سے خدا یاد آ جائے۔ اور اس کی عملی محبت سے آخرت کی ترغیب نصیب ہو۔ (پ ۱۷ فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ روح البیان)

فضائل علم وعلماء

بے عمل علماء اللہ کے نزدیک جاہل ہیں۔ اسی لئے علماء باعمل کو قانتین سے تعبیر فرمایا ہے۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی (رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ ارباب الہمتہ وہ اہل علم ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے **امن هو قانت الی ان قال قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون** سے تعبیر فرمایا ہے۔ ان کے لئے فرمایا کہ علماء وہ ہیں جو رات کو قیام میں وقت بسر کرتے ہیں۔ وہ اپنے علم کی تاثیر سے لوگوں کو اپنی طبیعت سے ہٹا کر اللہ تعالیٰ کی طرف لگاتے ہیں اور اپنی نگاہوں سے حقائق کی چوٹیوں کی طرف لذات روحانیہ میں پہنچاتے ہیں۔ یہی وہ علما ہیں جن کے رات کے وقت بستر خالی رہتے ہیں۔ وہ غفلت سے دور ہو کر بیداری میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ (پ ۲۴ فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ روح

البیان)

حدیث شریف

سرکار دو عالم ﷺ نے دعا مانگی۔ اعوذبک من لا علم لما ینفع۔ یا اللہ اس علم سے پناہ دے جو نفع نہ دے۔

اس علم سے مراد وہ علم ہے جو اہل علم کو منہیات سے نہ روکے اور مامور بہ پر عمل کرنے کی ترغیب نہ دے۔

علم تین ہیں۔

○۱۔ خبری ○۲۔ الہامی ○۳۔ غیبی

علم خبری کو کان سے سنتے ہیں۔

علم الہامی کو دل سنتا ہے۔

علم غیبی کو روح سنتی ہے۔

علم خبری روایت سے حاصل ہوتا ہے۔

علم الہامی ہدایت سے حاصل ہوتا ہے۔

علم غیبی عنایت الٰہی سے حاصل ہوتا ہے۔

علم خبری کے لئے ارشاد باری تعالیٰ ہے فاعلم انذر لا الہ الا اللہ اس میں علم کو مقدم کیا گیا ہے کہ علم عمل سے پہلے ہوتا ہے۔

علم الہامی کے لئے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ان الذین اوتوا العلم من قبلہ

علم غیبی کے لئے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وعلمنا ○ من لدنا علما" ان کے علاوہ ایک اور علم بھی ہے جہاں انسان کا وہم و گمان نہیں پہنچ

سکتا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کا اپنا علم۔ اپنی حقیقت کے لئے فرمایا **ولا یحیطون بہ علما**"

ملفوظات اولیاء

حضرت شبلی (رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا میرے نزدیک حقیقی علم وہ ہے جو مشائخ کے اقوال کے بعد حاصل ہوا ہو۔ وہ یہ ہے کہ علم کے ساتھ صفت حق سے موصوف ہونا کہ اس علم سے پہچان لے کہ حق کیا ہے۔ بعض اکابر مشائخ نے فرمایا کہ کل مقامات علم ہیں اور علم حجاب ہے یعنی جب تک معلوم تک نہ پہنچے اور اس میں فنا نہ ہو جائے حجاب ہے۔ (پ ۲۳ فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ روح البیان)

سات علوم سات اشخاص کو

○ ۱۔ آدم علیہ السلام کو اسماء کے علوم عطا فرمائے۔ جو ان کو سجدہ تحیتہ کا سبب بنے ○ ۲۔ حضرت خضر علیہ السلام کو علم فراستہ عطا فرمایا جس کی وجہ سے موسیٰ و یوشع علیہم السلام جیسے پیغمبران کے شاگرد بنے۔ ○ ۳۔ یوسف علیہ السلام کو علم تعبیر بخشا جس کی وجہ سے آپ نے خود اہل مملکت پایا۔ ○ ۴۔ داؤد علیہ السلام کو زرہ بنانے کا علم سکھایا جس کی وجہ سے آپ کو ریاست و درجات بلند عطا ہوئے۔ ○ ۵۔ سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی بولی سکھائی جس کی وجہ سے آپ نے بلقیس کا تخت حاصل کیا۔ ○ ۶۔ عیسیٰ علیہ السلام کو کتاب و حکمت و تورات و انجیل کا علم عطا فرمایا جس کی وجہ سے تہمت شر سے بچ گئے۔ ○ ۷۔ سرکار دو عالم ﷺ کو شرح و توحید کا علم عطا فرمایا جس کی وجہ سے آپ کو شفاعت کل کا اختیار نصیب ہوا۔

حدیث شریف

حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ **سائل العلماء و حافظ الحکماء وجالس الکبراء**

علماء سے سوالات کرو اور حکماء کے پاس آمد و رفت رکھ اور مشائخ کی صحبت اختیار کرو۔ **واللہ احق ان تخشہ** اور اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ اس سے خوف کیا جائے وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ (پ ۱۹ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

جناب کاشفی نے لکھا ہے کہ یہ صحیح ہے کہ حضور علیہ السلام تمام مخلوق سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا زیادہ خوف رکھنے والے ہیں اس لئے کہ خوف و خشیت علم کا نتیجہ ہے **کما قال تعالی**

انما یخشی من عبادہ العلماء بے شک اللہ تعالیٰ سے اس کے بندے علماء ڈرتے ہیں اور بحکم حدیث **انما اعلمکم باللہ و اخشاکم** میں اللہ تعالیٰ کو تم سے زیادہ جانتا ہوں اور میں اس سے تم سے زیادہ ڈرتا ہوں۔

حدیث شریف میں ہے **الخوف رفیقی** خوف میرا رفیق ہے۔

خوف و خشیت نتیجہ علم ست
ہر کرا علم بیش خشیت بیش
ہر کرا خوف شد رفیق رہش
باشد از جملہ رہرواں درپیش

خوف و خشیت علم کا نتیجہ ہے۔ جو بڑا عالم ہو گا وہ خوف خدا میں بھی زیادہ ہو گا۔ جس کا خوف رہبر ہو وہ تمام رہبروں کا رہبر ہو گا۔ (پ ۲۲ فیوض الرحمٰن ترجمہ

روح البیان)

درس و تدریس کی فضیلت

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجلس علم کی حاضری ہزار رکعت پڑھنے اور ہزار جنازے کی شمولیت اور ہزار مریض کی عیادت سے افضل ہے۔ عرض کی گئی کیا قرات القرآن سے بھی تو فرمایا کیا قرات القرآن علم کے بغیر فائدہ دے سکتی ہے۔ یعنی تلاوت قرآن پاک سے بھی گویا حضور مجلس علم افضل ہے۔

فائدہ

رات کو ایک سو آیات کی تلاوت قرآن مجید کی حجت بازی سے نجات پانے کے لئے کافی ہے اور رات کو کم از کم ایک سو آیات قرآن کی تلاوت واجب ہے۔

حدیث شریف

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو رات کو سورۃ البقر کی دو آئتیں تلاوت کرتا ہے تو وہ اسے کفایت کر دیں گی اس سے **امن الرسول** الخ مراد ہیں اور کفایت سے مراد یہ ہے کہ اس کے لئے قیام اللیل کے قائم مقام ہوں گی یا ہر شر و برائی سے اس کی حفاظت کریں گی۔

حدیث شریف

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کیا تم میں سے کوئی ہے کہ وہ

رات کو ایک تہائی قرآن کی تلاوت کر لیا کرے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کی کہ تہائی قرآن رات کو کون پڑھ سکتا ہے تو آپ نے فرمایا قل ھو اللہ احد الخ تہائی قرآن پاک کے برابر ہے۔ (پ ۲۹ فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ روح البیان)

حافظ قرآن مجید کے فضائل

○ ۱۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ اس جسم کو آگ سے محفوظ رکھے گا جس کے دل میں قرآن مجید محفوظ ہو گا"۔

○ ۲۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ "وہ قلب کہ جس میں قرآن مجید کی آیت نہ ہو وہ ویران گھر کی طرح ہے"۔

○ ۳۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ "قرآن مجید کو یاد کرو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے۔ وہ سینوں میں سے بندھے ہوئے اونٹ کے چھوٹنے کی طرح بہت جلد نکلنے والا ہے۔ یعنی جیسے ہی اونٹ کے پاؤں سے رسی کھولی جاتی ہے وہ فوراً بھاگ جاتا ہے"۔

مسئلہ

قرآن مجید کا کچھ حصہ رات اور دن میں پڑھ لینا چاہئے تاکہ بھول نہ جائے۔ (پ ۲۱ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف

حضور ﷺ نے فرمایا۔ "میری امت کے گناہ میرے سامنے پیش کئے گئے اس کے گناہوں میں سب سے بڑا گناہ مجھے ان کا قرآن مجید بھولنا نظر

آیا"۔ بھولنے کا یہ معنی ہے کہ پھر وہ قرآن مجید کو دیکھ کر بھی نہ پڑھ سکے۔ (پ ۲۱ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

فضیلت قرآن

حدیث شریف میں ہے کہ قیامت میں اہل قرآن کو بلا کر انہیں ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کے ستر ہزار رکن ہوں گے جس کے ہر رکن میں سرخ یاقوت ہو گا جس کی روشنی اتنی دور سے نظر آئے گی جو کئی دنوں کی راہ سے نظر آتی ہے۔ اس پر اسے کہا جائے گا کہ اب راضی ہوا۔ عرض کرے گا ہاں۔ اس پر اس کے فرشتے کراما" کاتبین عرض کریں گے جو اس کے ساتھ رہتے۔ اللہ تعالٰی اسے اور عطا ہو' اللہ فرمائے گا اے قرآن کے عاشق! دایاں ہاتھ پھیلا' وہ ہاتھ پھیلائے گا تو اس کے ہاتھ میں رضامندی ڈال دے گا۔ اس کے بعد فرمائے گا بایاں ہاتھ پھیلا۔ جب وہ بایاں ہاتھ پھیلائے گا تو اسے خلد سے بھر دے گا۔ اس پر فرمائے گا اب راضی ہے۔ عرض کرے گا ہاں۔ پھر وہی فرشتے عرض کریں گے کہ اے پروردگار عالم! اسے اور عطا ہو۔ اللہ تعالٰی فرمائے گا میں نے اسے اپنی رضامندی اور خلد بخشی ہے' لو اسے نور بخشتا ہوں جو سورج جیسا نور ہے۔ اس کے بعد اسے ستر ہزار فرشتوں کے جلوس کے ساتھ بہشت میں لایا جائے گا۔ اللہ تعالٰی فرمائے گا اسے بہشت میں لے جاؤ اور قرآن مجید کے ہر حرف کے بدلے ایک حسنہ دے دو جس کے بدلے بہشت کا ایک درجہ عطا ہو گا جس کے ہر دوسرے درجے کے درمیان سو سال کی مسافت ہو گی۔

قاری قرآن کے ماں باپ

جب قرآن والے کو انعام و اکرام سے نوازا جائے گا تو پھر اس کے بعد

اس کے ماں باپ کو لایا جائے گا تو انہیں بھی وہی انعامات عطا ہوں گے جو قرآن والے کو نصیب ہوئے۔ یہ صرف قرآن والے کا صدقہ اور اس کی عزت کی وجہ سے اور انہیں کہا جائے گا یہ تمہیں صرف اسی لئے انعام مل رہا ہے کہ تم نے اپنے بچے کو قرآن کی تعلیم دی۔ (پ ۲۴ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف

جس نے علم چھپایا جس کا اسے علم ہے تو اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کے منہ میں آگ کی لگام دے گا۔ (پ ۳۰ فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ روح البیان)

اللہ تعالیٰ ہمیں علم سیکھنے اور سکھانے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!
بجاہ النبی المرسلین ﷺ

اکل : کھانے کا بیان

مومن پر لازم ہے کہ کھانا صرف زندگی بسر کرنے کے لئے کھائے۔ یعنی اتنا کھائے کہ اس سے بدن کا قوام بحال رہے۔ اور اس کے ذریعے عبادت الٰہی کی جائے اور قوت نفسانی کو اتنی تقویت دینی چاہئے کہ جس سے وہ قدرت ربانی پر استدلال کر سکے۔ ایسا نہ ہو کہ زندگی صرف کھانے پینے میں بسر کرے۔ اور جانوروں کی طرح کھانے پینے کے پیچھے لگا رہے۔ کھانا صرف زندگی گزارنے اور ذکر کرنے کے لئے ہے تو اس خیال میں ہے کہ شائد زندگی صرف کھانے کے لئے ہے۔ زندہ رہنے کے لئے کھاؤ' کھانے کے لئے زندہ نہ رہو۔ اکابر مشائخ جو کچھ میسر آتا ہے وہی کھاتے پیتے اور پہنتے ہیں۔

حکایت

حضرت سیدنا اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تمام راستوں سے روٹی کے ٹکڑے اور کپڑے چن کر طعام اور لباس کے لئے بسر اوقات فرماتے۔ ایک دن آپ کے کھانے میں کتا شریک ہو گیا تو آپ نے اسے فرمایا۔ "تم اپنے آگے سے کھاؤ اور میں اپنے آگے سے۔ مرنے کے بعد اگر میں بہشت میں چلا گیا تو تم سے بہتر ہوں۔ اگر خدانخواستہ میں دوزخ چلا گیا تو تم مجھ سے بہتر ہو"۔ (پ ۲۶ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف

سید المجاہدین (علیہ التحیہ والسلام) نے ارشاد فرمایا۔ "بھوک اور پیاس سے اپنے آپ سے جہاد کرو۔ اس میں مجاہدہ جیسا ثواب ملتا ہے۔ اس لئے کہ بھوک اور پیاس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ عزوجل کے ہاں کوئی چیز محبوب نہیں"۔
(پ ۲۶ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

مریدین کے اوصاف میں سے ایک یہ ہے کہ وہ مجاہدہ کرے یعنی نفس کو سخت سے سخت تکالیف بدنیہ میں مبتلا کر دیا جائے۔ مثلاً بھوک، پیاس، پھٹے پرانے کپڑے پہننا۔

سالک کو چار موتوں کا دکھ اٹھانا ضروری ہے

○ ۱۔ موت ابیض یعنی بھوک۔

○ ۲۔ موت احمر یعنی خواہشات نفسانی کی مخالفت۔

○ ۳۔ موت اسود یعنی تکالیف اور مصائب برداشت کرنا۔

○ ۴۔ موت اخضر یعنی پھٹے پرانے کپڑے پہننا کہ نفس کی سرکوبی ہو۔

(پ ۲۶ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف

حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ "ہم ایک ماہ تک کھانا پکانے کے لئے آگ نہیں جلایا کرتے تھے۔ اس اثناء میں ہمارا گزارا پانی اور کھجور پر ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ انصار کی عورتوں پر رحم فرمائے اور بہتر جزا دے کہ وہ ہمیں کبھی کبھی دودھ ہدیہ کے طور پر بھیجتی تھیں"۔ (پ ۲۶

فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حضور پاک (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ و بارک وسلم) کا اختیار

نبی کریم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ و بارک وسلم) کے ہاں زمین کا فرشتہ حاضر ہوا اور زمین کا جملہ ملک پیش کیا۔ لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا اور فرمایا۔ "میں ایک دن بھوکا اور ایک دن سیر ہو کر کھاؤں گا"۔ (پ ۲۶ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور حضرت جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ "ایک دن سرکار خلیفہ دوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضرت جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ہاں تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ ان کے سامنے کوئی شے لٹکی ہوئی ہے۔ پوچھا یہ کیا ہے؟ عرض کی یہ گوشت ہے۔ مجھے اس کی خواہش ہوئی۔ میں نے اسے خرید لیا۔ سرکار خلیفہ دوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا۔ "کہ تمہیں **اذھبتم طیبا تکم فی حیا تکم الدنیا الی الاخر** پ ۲۶ آیت کا خوف مد نظر نہیں تھا"۔ (پ ۲۶ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

جو شخص دنیا میں خواہشات پوری کرتا ہے' اسے آخرت میں خواہشات سے محروم رکھا جائے گا۔ جو شخص دنیا کی زیب و زینت کو آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہے' اسے ملک السموت حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جو دنیا میں مطلوب اشیا سے محروم ہو جاتا ہے' اسے اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں ایسے مقام پر ٹھہرائے گا جہاں وہ جو چاہئے گا اسے ملے گا۔ صرف کھانا پینا درندوں کا کام ہے۔ چوپائیوں کا کام ہے' حیوانوں کا کام ہے۔ اس میں دل لگانا بے عقلی ہے۔ اگر صاحب ہوش ہے تو جسم کو نہ پال' اسے جتنا پالے گا اتنا ہی سرکشی کرے گا۔ قناعت انسان کو

دولت مند بناتی ہے۔ دنیا کے مریض کو یہ خبر پہنچا دو کہ غذا لطیف ہو یا موٹی جب بھی ہاتھ آئے اگرچہ دلبر سے تو خوش ہو کر کھا۔ اگر آزاد آدمی ہے تو زمین پر سو کر نیند لے۔ قالین کی لالچ میں کسی کی خوشامد نہ کر۔ سیلاب کے منہ میں گھر نہ بنا کیونکہ اس جگہ کسی نے عمارت مکمل نہیں کی۔

مختار رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم) کے اختیار کل کا ثبوت

والی دو جہاں (علیہ التحیہ والسلام) نے فرمایا کہ۔ ”زمین کے خزانے میرے ہاں لائے گئے تو میں نے کہا الٰہی! میں ایک دن بھوکا اور ایک دن سیر ہو کر کھانا چاہتا ہوں“۔ (پ ۲۶ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حضرت عیسیٰ (علیٰ نبینا وعلیہ تحیتہ والسلام) کی تقریر

آپ نے اپنے خدام سے کہا۔ ”اے میرے ماننے والو! اپنے پیٹوں کو طعام سے خالی رکھو۔ جگر کو پانی سے پیاسا رکھو۔ پھر تمہارے دل اللہ تعالیٰ کے دیدار کے قابل ہوں گے۔ اس سے انوار تجلیات سے نوازے جاؤ گے۔ یہی خرابیاں زیادہ بولنے سے بھی ہوتی ہیں“۔

روحانی نسخہ

جو پیٹ بھر کر طعام کھاتا ہے وہ راہ حق اور طریقت سے بھٹک جاتا ہے۔ (سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم)

اولیائے کرام کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ ان کے پیٹ پچسے ہوئے ہوتے ہیں۔ صوفی جب فکر سے غمگین ہوتا ہے وہ فقر اس کا مربی اور طعام

کھلانے والا ہوتا ہے۔ اے دل! اگر تو تحقیق کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو درویشی کو تونگری پر ترجیح دے۔

حکایت

حضرت یحییٰ (علی نبینا وعلیہ تحیتہ والسلام) نے ابلیس کو دیکھا کہ اس کا جسم چھوٹی چھوٹی زنجیروں سے جکڑا ہوا ہے۔ سرکار نے پوچھا یہ کیا؟ اس نے عرض کی یہ وہ شہوات ہیں جن کے ذریعے سے میں اولاد آدم سے غلطیاں کرواتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ "کچھ میرے لئے ہیں؟" اس نے کہا۔ "نہیں"۔ آپ نے فرمایا۔ "بخدا میں آئندہ کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھاؤں گا"۔ ابلیس نے کہا۔ "آئندہ میں بھی اپنا راز کسی کو نہیں بتاؤں گا"۔ (پ ۲۶ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

ملفوظ سیدنا ابراہیم بن ادھم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

آپ نے فرمایا۔ "رات کو نفس کی خواہش کے خلاف ایک لقمہ کم کھانا ساری رات کے قیام سے بہتر ہے۔ وہ بھی حلال ورنہ حرام غذا تو الٹا نفس کی کثافت میں اضافہ کرتی ہے۔ پیٹ کو اگرچہ حلال لقمہ سے پر کرنا برا کوئی عمل نہیں"۔ (پ ۲۶ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

بھوک کے فائدے

بھوک سے بہت بڑے بڑے فوائد حاصل ہوتے ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

○ ۱۔ خاموشی۔

○۲۔ قلت کلام۔

○۳۔ جملہ خواہشات نفسانی کا مٹ جانا۔

○۴۔ وسوسہ شیطانی سے حفاظت۔

○۵۔ ان جملہ خرابیاں سے بچاؤ جو پیٹ بھر کر کھانے سے ہوتی ہیں۔

(پ ۲۶ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حکایت

حضرت شیخ سعدی (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ ایک شخص دس سیر غذا کھا کر ساری رات عبادت میں گزار دیتا تھا۔ کسی ولی اللہ نے سنا تو فرمایا۔ "اگر یہ شخص آدھی روٹی کھا کر ساری رات سوتا رہتا تو اس پیٹ بھر کر عبادت گزاری سے بہتر ہوتا"۔

پیٹ کو طعام سے خالی رکھو تاکہ اس میں نور معرفت پاؤ۔ چمک سے تم اس لئے خالی ہو کہ تم طعام سے ناک تک پر ہو۔ تمہارے چراغ میں روشنی کہاں سے آئے جبکہ تمہارا چراغ پانی سے پر ہے۔ جب انسان کا ظاہر شریعت سے اور باطن طریقت سے آراستہ ہو تو وہ اس میں فیض الٰہی کی استعداد پائے گا۔ جو انبیاء و اولیا کو نصیب ہوئی۔ (پ ۲۶ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

معدہ جملہ اعضاء کے لئے بمنزلہ حوض کے ہے۔ اس سے ہی تمام اعضا اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔ حیات جسمانی کی غذا پانی ہے۔ یعنی جسمانی حیات غذا پر موقوف ہے۔ اس لئے حضرت سہیل قدس سرہ نے فرمایا۔ "خلوت کا راز پانی میں ہے۔ جیسے کسان یکبارگی کھیت میں پانی چھوڑ دے تو وہ کھیتی خراب ہو جائے گی۔ ایسے ہی پانی نہ دے تب بھی خراب ہو جائے گی۔ ایسے ہی انسان کے

پیٹ کا معاملہ ہے۔ اگر بھر دیا جائے اگرچہ لقمہ حلال سے بھی ہو تو بھی نقصان ہے۔ اگر بالکل بھوکا رکھا جائے تو بھی۔ اس لئے لازم ہے کہ اعتدال برتے۔ ہم اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں اعتدال برتنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین"

بدعت کا نمونہ

پیٹ بھر کر کھانا کھانے کی بدعت جناب سید المساکین (علیہ تحیتہ والسلام) کے وصال کے بعد شروع ہوئی۔ (پ ۲۶ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں۔ "جناب رسالتماب (علیہ تحیتہ والسلام) کے گھر والے مسلسل دو روز جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھاتے تھے۔ یہاں تک کہ سرکار کا وصال ہو گیا"۔ (پ ۲۶ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

ہر مومن ذی عقل و شعور پر لازم ہے کہ وہ محبوب خدا (علیہ تحیتہ والسلام) کی اقتداء اور سلف صالحین کی اتباع میں شہوات نفسانی کو ترک کر دے۔ اس لئے کہ انہوں نے آخرت کی نعمتوں کی امید پر دنیوی لذتوں کو ترک کیا۔ (پ ۲۶ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

سیدنا غوث اعظم جیلانی (رضی اللہ عنہ) کی بھوک سہانی

قطب الاقطاب غوث الثقلین غوث الاعظم حضرت غریب مسکین محی

الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے حجرہ مبارک سے آواز سنائی دیتی تھی۔ "الجوع' الجوع" بھوک' بھوک' یعنی بھوک پر التزام کرو۔ اس لئے کہ بھوک سے خدا ملتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ کھانے کے چار فرض ہیں۔

○ ۱۔ کھانے والے کو معلوم ہونا چاہئے کہ کھانا کہاں سے کن ذرائع سے حاصل ہوا' حلال ذرائع سے یا حرام سے؟

○ ۲۔ بسم اللہ شریف پڑھ کر کھانا شروع کرنا۔

○ ۳۔ جو ملے جتنا ملے اس پر قناعت کرنا۔

○ ۴۔ کھانے کے بعد شکر بجالانا۔

کھانے کی سنتیں بھی چار ہیں۔

○ ۱۔ کھانا کھاتے وقت بائیں پاؤں پر بیٹھنا۔

○ ۲۔ تین انگلیوں سے کھانا۔

○ ۳۔ اپنے سامنے اور قریب سے کھانا۔

○ ۴۔ کھانے سے فارغ ہو کر انگلیوں کا چاٹنا۔

کھانے کے مستحب بھی چار ہیں۔

○ ۱۔ لقمہ چھوٹا اور خوب چبانا۔

○ ۲۔ لوگوں کی طرف کم دیکھنا۔

○ ۳۔ روٹی کو دستر خوان نہ بنانا۔ یعنی اس پر سالن رکھ کر نہ کھائے۔

○ ۴۔ تکیہ لگا کر یا چت لیٹ کر نہ کھانا۔

جو پیٹ بھر کر کھاتا ہے وہ راہ حق و طریقت سے بھٹک جاتا ہے۔ (پ ۲۰ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)
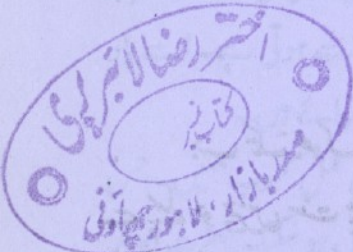
حدیث شریف

جوعوا انفسکم لولیمۃ الفردوس

جنت الفردوس کے ولیمہ کے لئے خود کو بھوکا رکھو

کل کے لئے ذخیرہ مت کرو۔ کیونکہ جیسے اللہ کی طرف سے ہر لمحہ ہر سانس جدید نصیب ہوتا ہے' ایسے ہی رزق بھی وہاں سے روزانہ آتا ہے۔ جیسے بندہ رزق کی تلاش میں پھرتا ہے ایسے ہی اجل اس کی تلاش میں پھرتی ہے۔

(پ ۱۸ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

صحت بحال رکھنے کا نسخہ

جب تک بھوک نہ ہو' کھانے کی طرف دھیان نہ بڑھائے۔ کھانے سے پہلے جو چیزیں سنت ہیں ان میں سب سے بہترین سنت بھوک ہے۔ اس لئے کہ بھوک سے پہلے کھانا مکروہ بھی ہے اور مذموم بھی۔ جو کوئی کھانا شروع کرتے وقت بھی بھوکا ہو اور ہاتھ کھینچتے وقت بھی تو کبھی بھی ہرگز کسی طبیب کا محتاج نہ ہوگا۔ (کیمیائے سعادت)

حدیث شریف

جو شخص چالیس دن تک لقمہ حلال سے رزق کھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو منور فرماتا ہے اور اس کے دل حکمت کے چشمے جاری فرماتا ہے۔

حکایت

ایک بزرگ حج پر جا رہے تھے تو ان کے ہاں کھانا بلا تکلف جایا کرتا تھا۔

پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا۔ ایک بڑھیا دے جاتی ہے۔ بڑھیا سے مراد دنیا ہے۔

(پ ۲۰ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

اللہ تعالیٰ عزوجل نے عیسیٰ (علیٰ نبینا و علیہ تحیتہ والسلام) پر وحی بھیجی کہ بھوکے رہو اور تنہائی اختیار کرو۔ میرا وصال پاؤ گے۔

عاقل پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ عزوجل کو پہچانے اور اس کی نعمتوں کی قدر کرے بلکہ انہیں شکر کی قید سے مقید کرے۔ ناشکری کر کے نعمتوں کو کہیں ضائع نہ کر دے۔ اس ناشکری سے انسان تباہی و بربادی کا شکار ہو جاتا ہے۔ انسان کی تباہی اللہ تعالیٰ سے روگردانی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اسے یاد نہیں رہتا کہ اس عظیم نے اس پر کتنے عظیم احسانات فرمائے ہیں۔

بھوک اور پیاس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو کوئی عمل محبوب نہیں۔ جس نے اپنے پیٹ کو بھرا وہ فرشتگان آسمان میں داخل نہیں ہو سکتا۔ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا۔ "جب سے سرکار مدنی (علیہ تحیتہ والسلام) کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں' پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ تاکہ اپنے رب کی عبادت کی حلاوت ہو۔ اور میں نے پیٹ بھر کر پانی نہیں پیا کہ اپنے پروردگار کی ملاقات کا اشتیاق ہے"۔

حکایت

حضرت یحییٰ بن زکریا (علی نبینا و علیہم تحیتہ والسلام) کے بارے میں منقول ہے کہ ایک رات انہوں نے جو کی روٹی پیٹ بھر کر کھائی۔ اس رات کو ورد نہ ہو سکا اور وہ سوتے رہے اور اللہ تعالیٰ عزوجل نے وحی بھیجی کیا تمہیں

میرے گھر سے بہتر گھر مل گیا ہے؟ یا میرے پڑوس سے بہتر پڑوس مل گیا ہے؟ میری عزت و جلال کی قسم! اگر تم فردوس پر ایک نظر کرو تو پھر جہنم پر بھی ایک نظر کرلو تو آنسوؤں کے بجائے خون رونے لگو اور کپڑوں کے بجائے لوہا پہن لو۔ (مکاشفۃ القلوب)

حدیث شریف

سید المتقین (علیک صلوۃ والسلام) نے فرمایا۔ "بیماریوں کا اصل پیٹ بھر کر کھانا ہے اور اس کا علاج بھوکا رہنا ہے"۔ (پ ۸ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حکایت سیدنا اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

منقول ہے کہ عاشق رسول (علیہ تحیتہ والسلام) سیدنا اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) تین دن بھوکے رہے اس لئے کہ حلال کھانا میسر نہ ہوا۔ ایک دن راستہ پر ایک دینار پڑا ملا' آپ نے نہ اٹھایا۔ اس ارادہ پر کہ نامعلوم کس کا ہے؟ (حالانکہ شرعاً" مباح تھا) پھر ارادہ فرمایا کہ جان بچانا فرض ہے اس لئے جنگل سے کچھ گھاس کھالیں۔ راستہ میں ایک بکری انگور کا گچھا منہ میں لئے حاضر ہوئی۔ آپ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ اسی وجہ سے ممکن ہے کہ کسی کی ملکیت ہو۔ بکری کو اللہ تعالیٰ نے بولنے کی توفیق بخشی۔ بولی۔ "اے اویس قرنی (رضی اللہ عنہ)! جس کا تو عبد ہے میں بھی اسی کی کنیز ہوں۔ لہٰذا آپ لے لیں"۔ چنانچہ لے لیا۔ ایک دن کسی بندہ خدا نے مجھ سے کہا کہ ہاتھ پھیلا کر میرے سے یہ انگور لے لو۔ میں نے ہاتھ پھیلا کر انگور کا گچھا لیا تو پھر وہ بکری گم ہو گئی۔ (پ ۲۵ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادھم کا ملفوظ

آپ نے فرمایا۔ "رات کو نفس کی شرارت کے خلاف ایک لقمہ کم کھانا ساری رات کے قیام سے بہتر ہے"۔ (پ ۲۶ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

ایک لقمہ کے تین سو خدام

جہاں تک امکان ہو روٹی کی تعظیم بجا لائے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے روٹی کے ایک لقمہ کی تیاری پر تین سو ملائکہ خدمت کے لئے مقرر فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کے سردار میکائیل (علیہ السلام) ہیں۔ جو اس کے لئے رحمت کے کنویں سے پانی کی اجازت بخشتے ہیں۔ اور دیگر فرشتے جو بادلوں، سورج، چاند اور افلاک کو کھیتوں کے پکانے کے لئے مقرر رکھا۔ اور ہوا کے فرشتے بھی اسی خدمت پر مقرر ہیں اور زمین کے اکثر جانور بھی یہی خدمت بجا لاتے ہیں۔ اس خدمت کا آخری خادم روٹی پکانے والا باورچی ہے۔ گرا ہوا روٹی کا ٹکڑا (اگرچہ تھوڑا ہو) نعمت الٰہی کی تعظیم و تکریم میں سے ہے۔ (پ ۲۳ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حکایت

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ جب آدم (علیٰ نبینا و علیہ تحیتہ والسلام) بہشت سے زمین پر تشریف لائے تو آپ بہشت سے تمیں مختلف لکڑیاں لائے۔ جن میں مختلف ثمرات تھے۔ بعض وہ ہیں جن کے اوپر چھلکا ہوتا ہے۔

مثلاً ○ اخروٹ ○ بادام ○ پستہ ○ چلغوزہ ○ شاہ بلوط ○ صنوبر ○
انار ○ نارنگی ○ کیلا ○ خشخاش وغیرہ۔

دس وہ تھے جن کا چھلکا نہیں ہوتا لیکن ان کے ثمر میں گٹھلی ہے۔

○ کھجور ○ زیتون ○ خوبانی ○ آڑو ○ آلو بخارا ○ عناب ○ عنبرا ○ ذوابق
○ ذعرور ○ ایک سرخ پھل والا درخت اس کے پھل میں گٹھلی گول ہوتی ہے
اور گودا کم ہوتا ہے۔

اور ان میں سے بعض وہ تھے جن کا نہ چھلکا نہ گٹھلی۔

○ سیب ○ ناشپاتی ○ بہوانہ ○ زیتون ○ انگور ○ لیموں ○ خرنوب ○
کھیرا ○ تربوز۔ (پ ۱۳ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

نمک حضرت ابراہیم (علیہ نبینا وعلیہ تحیتہ والسلام) کی مہمانی ہے

مروی ہے کہ حضرت ابراہیم (علیٰ نبینا وعلیہ تحیتہ والسلام) نے اللہ تعالیٰ سے آرزو کی کہ وہ آقائے دوجہاں و دعائے خلیل (علیہ تحیتہ والسلام) کی تمام امت کو اپنی مہمانی پیش کریں۔ لیکن ان کا زمانہ کہاں اور وہ کہاں اس لئے عرض کی یا اللہ کریم! بندہ عاجز اور تو قادر مطلق اس لئے تو میری آرزو پوری فرما دے۔ آپ کی دعا قبول ہوئی۔ اور حضرت جبریل (علیہ السلام) حاضر ہوئے کافور کی ایک مٹھی بہشت سے لائے۔ اسے حضرت ابراہیم (علیٰ نبینا وعلیہ تحیتہ والسلام) لے کر "جبل ابو قیس" پر چڑھے اور وہی مٹھی عالم دنیا میں پھینک دی۔ اس معنی پر نمک حضرت ابراہیم (علی نبینا وعلیہ سلام) کی مہمانی ہے۔ جو ہمیں نصیب ہوئی۔ (پ ۱۴ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حضرت ابراہیم (علیٰ نبینا وعلیہ تحیتہ والسلام) کی مہمان نوازی

مروی ہے کہ حضرت ابراہیم (علیٰ نبینا وعلیہ تحیتہ والسلام) کھانا نہیں کھاتے تھے۔ جب تک کوئی مہمان نہ آتا اس کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے۔ ایک دن کوئی بھی مہمان نہیں آیا اور آپ نے بھی طعام نہیں کھایا۔ یہاں تک کہ فرشتوں کا ایک گروہ انسانی شکل میں مہمانوں کی صورت میں حاضر ہوا۔ معذرت کی اور تاثر پیدا کیا گویا وہ کوڑھ کے مرض میں مبتلا ہیں۔ تاکہ سرکار مرض سے نفرت کر کے طعام اٹھالیں۔ لیکن آپ نے فرمایا۔ "اگر تم کوڑھے ہی ہو اب مجھ پر فرض ہو گیا ہے کہ میں تمہیں طعام لازما؟ کھلاؤں گا تاکہ اللہ تعالیٰ کے شکر کی ادائیگی ہو" پ۔ (پ ۱۴ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

بعض طعام کے فضائل و فوائد

مسور کی دال کے فضائل

حدیث شریف میں ہے۔

علیکم بالعدس فانہ مبارک مقدس

مسور کی دال کو لازم پکڑو کہ وہ مبارک و مقدس اناج ہے۔

○ ۱۔ اس لئے کہ وہ قلب کو رقیق کرتی ہے' آنسو لاتی ہے آنکھوں سے۔ اس کے لئے ستر (۷۰) انبیاء (علیہم السلام) اور حضرت عیسیٰ (علیٰ نبینا وعلیہ تحیتہ والسلام) نے دعا فرمائی ہے۔

○ ۲۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا معمول تھا ایک روز زیتون سے ایک روز مسور کی دال سے اور ایک روز گوشت سے کھانا کھاتے۔ اگر اس میں کچھ فضیلت نہ ہوتی تو ان کا معمول نہ ہوتا۔

○ ۳۔ حضرت ابراہیم (علیٰ نبینا و علیہ تحیتہ والسلام) کی مہمان نوازی کا کوئی طعام ضیافت سے خالی نہ تھا جس میں مسور کی دال نہ ہو۔

○ ۴۔ اس کا خاصہ ہے کہ جسم کو ہلکا پھلکا رکھتی ہے جس سے عبادت میں راحت میسر ہوتی ہے۔

○ ۵۔ اس سے شہوت نفسانیہ میں اضافہ نہیں ہوتا جیسے گوشت اور گندم سے ہوتا ہے۔

○ ۶۔ مسور کی دال اور زیتون صالحین کا طعام ہے۔ (پ ا تفسیر نعیمی)

منقیٰ کے فضائل

انگور کی لکڑی کا پانی خارش والے مریض کو پلائیں تو شفا ہو گی۔ شراب کو بیہوشی میں پلائیں شراب سے نفرت ہو گی۔

حدیث شریف

حدیث شریف میں ہے کہ جناب سرور کونین (علیہ تحیتہ والسلام) کی خدمت اقدس میں منقیٰ کا ہدیہ بھیجا گیا تو آپ نے فرمایا۔ "اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ بہترین طعام ہے۔ یہ پٹھوں کو مضبوط، تھکن کو دور اور غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ رب کو راضی اور منہ کی بدبو کو بہتر، بلغم کو دور اور بدن کا رنگ صاف و شفاف کرتا ہے"۔ (پ ۲۳ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

کھجور کے فضائل

کھجور سے سات انسانی بیماریوں کو شفا ہے۔ اس کے علاوہ پتر چبانے سے منہ کی بدبو ختم ہوتی ہے۔ بیماریاں ذیل ہیں۔ ○ ۱۔ دماغی بیماری ○ ۲۔ کند

ذہنی ○ ۳۔ خون بہت زیادہ پیدا کرتی ہے ○ ۴۔ پیٹ کے کیڑے مارتی ہے ○ ۵۔ آنسوؤں کی بیماری کا علاج ○ ۶۔ مکھن اور کھجور ملا کر کھانے سے جسمانی خشکی اور تیزابیت دور ہوتی ہے۔ ○ ۷۔ اگر اس کی گٹھلی پیس کر گائے یا بکری کو کھلائیں تو دودھ گاڑھا اور زیادہ ہوتا ہے۔ (پ ۲۳ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

سونف کے فضائل

سونف بینائی کے لئے بہت مفید ہے۔

کلونجی کے فضائل

سیدنا ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ انہوں نے سرکار (علیہ تحیتہ والسلام) کو فرماتے سنا کہ کلونجی اور شہد ہر بیماری کے لئے کھاؤ۔ اور لیپ کرو کلونجی سے ہر بیماری کی شفا ہے سوا موت کے۔

انجیر کے فضائل

انجیر نہایت عمدہ میوہ ہے۔ جس میں فضلہ نہیں ہوتا۔ سریع الہضم، کثیر النافع، ملین علل، بلغم، دافع ریگ، مفتح سدہ جگر و طحال، بدن کو فربہ کرنے والا۔

سیدنا ابوذر غفاری (رضی اللہ عنہ) نے حضور اقدس (علیہ تحیتہ والسلام) کی خدمت اقدس میں انجیر کا ایک گچھا بھیجا۔ آپ نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا اور صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے فرمایا کہ اس میں سے کچھ کھاؤ کیونکہ اگر کوئی میوہ بہشت سے اترا ہے تو وہ یہی ہے کیونکہ یہ۔

○ ۱۔ بواسیر کو ختم کرتا ہے۔
○ ۲۔ نقرس کو نفع دیتا ہے۔
○ ۳۔ حضرت علی بن موسیٰ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ انجیر منہ کی نکہت کو دور کرتا ہے۔
○ ۴۔ بالوں کو بڑھاتا ہے۔
○ ۵۔ فالج سے امان بخشتا ہے۔ (پ ۳۰ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

زیتون کے فضائل

یہ میوہ بھی ہے سالن بھی اور دوا بھی۔ اس سے تینوں کام لئے جاتے ہیں۔ اس کے مزید خواص نہ بھی ہوں تب بھی اس کی بزرگی اور شرافت کے لئے کافی تھا۔ تاہم اس کا تیل کثیر النافع ہے۔ پھر کمال یہ ہے کہ وہاں سے حاصل ہوتا ہے جہاں سے تیل میسر بھی نہیں آتا۔ پہاڑی علاقوں سے حاصل کیا جاتا ہے۔ یہ برکت والا درخت ہے۔ شجرہ مبارکہ کے نام سے قرآن پاک میں مذکور ہے۔

حضرت معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) زیتون کے درخت کے پاس سے گزرے تو اس سے لکڑی کاٹ کر مسواک کی۔ اور فرمایا کہ میں نے سنا سرکار دو عالم (علیہ تحیتہ والسلام) سے کہ یہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء (علیہم والسلام) کی سنت ہے۔ یعنی مسواک ہے۔

اعجوبہ زیتون

زیتون کے درخت کی عمر ۳۰۰۰ ہزار سال ہوتی ہے۔ کھجور کی طرح عرصہ دراز پانی نہ ملنے پر صبر کرتا ہے۔ جنبی اس کا پھل توڑے تو پھل فاسد ہو

جاتا ہے۔ بلکہ اپنا بوجھ زمین پر ڈال دیتا ہے۔ اس کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ بہتر ہے اسے ڈھیلوں میں بویا جائے۔ کثرت غبار کی وجہ سے اور اصول ہے کہ اس پر جتنا زیادہ غبار چڑھے گا اس کی رسومت (لیس) اور پختگی بڑھے گی۔

مفت کا توتیا

حدیث میں ہے کہ زیتون کو لازم پکڑو کیونکہ صفرا کو کھولتا' بلغم کو ہٹاتا اور اعصاب کو مضبوط کرتا ہے۔ زیتون کے پتوں کو جلا کر راکھ سرمہ کی طرح آنکھوں میں لگائی جائے تو یہ توتیا کا کام دیتا ہے۔ (پ ۳۰ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

شہد کے فضائل

حضرت ابوہریرۃ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ و آلہ واصحابہ و بارک وسلم) نے فرمایا کہ "جو شخص ہر مہینہ میں تین دن صبح کے وقت شہد چاٹ لے پھر وہ کسی بڑی مصیبت و بلا میں گرفتار نہیں ہوتا"۔ (بیہقی' ابن ماجہ' مشکوۃ)

فرمان شیر خدا (رضی اللہ عنہ)

قرآن پاک کی کوئی بھی سورت کسی کاغذ پر لکھ کر بارش کے پانی سے دھو کر اس میں شہد ملا کر پی لیں ہر بیماری کے لئے شفا ہے۔ (پ ۲۲ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

چاول کے عجوبے و فضائل

○ ۱۔ بعض کہتے ہیں کہ چاول نبی پاک (علیہ تحیتہ والسلام) کے پسینہ مبارک سے پیدا کیا گیا۔ ○ ۲۔ بعض کا خیال ہے کہ اہل ہند نے اسے ملک روم جانے سے روکا تو وہ چاول بطخ کو کھلا کر اپنے ملک لے گئے۔ جب وہاں پہنچے تو بطخ کو ذبح کر کے نکال لئے۔ ○ ۳۔ بعض اکابر نے فرمایا۔ "جو کوئی چاول اس گمان سے نہیں کھاتا کہ یہ مردہ بطخ کے پیٹ سے نکلے تھے تو اسے زہر کھانی چاہئے"۔ (پ ۲۲ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

انار کے فضائل

○ ۱۔ حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے مروی ہے کہ فرمایا۔ "انار کی مادہ پھل نہیں دیتی جب تک اس میں بہشت سے دانہ نہ آئے ○ ۲۔ حضرت امام امیر المومنین سیدنا شیر خدا نے فرمایا کہ تم انار کھاؤ تو تھوڑی سی شحم (چربی) اس سے کھالیا کرو کیونکہ وہ معدہ کا دباغ (چرم ساز) ہے۔ ○ ۳ ۔ اس کا کوئی دانہ ایسا نہیں جس سے دل میں نور نہ پیدا ہو۔ ○ ۴ ۔ اس کا ہر دانہ شیطان کے وسوسے کو چالیس دن تک نکالتا ہے۔ ○ ۵ ۔ حدیث شریف میں ہے جو انار کھائے اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کے دل کو منور رکھتا ہے۔

فائدہ

ہر انار لطافت سے خالی نہیں۔ لیکن زیادہ میٹھا اور نرم ان سب سے زیادہ اچھا ہوتا ہے گرم رطب ہے۔ سینہ اور حلق کو نرم کرتا ہے۔ معدہ کو جلا بخشتا ہے۔ خفقان (بیماری) کو فائدہ بخشتا ہے۔ قوت باہ کو بڑھاتا ہے۔ اس کے چھلکے سے ایذا رساں کیڑے وغیرہ بھاگ جاتے ہیں۔ (پ ۲۷ فیوض الرحمٰن

حدیث شریف

حضور سید عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ و بارک و سلم) نے فرمایا۔ اپنی پھوپھی یعنی کھجور کی عزت کرو اس لئے کہ یہ اس مٹی سے پیدا کی گئی جو آدم (علیٰ نبینا و علیہ تحیتہ والسلام) کے خمیر سے بچ گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس درخت سے مکرم تر اور کوئی درخت نہیں۔ جس کے نیچے بی بی مریم (رضی اللہ عنہا) نے حضرت عیسیٰ (علیٰ نبینا و علیہ تحیتہ والسلام) کو جنا۔ اپنی عورتوں کو کھجوریں کھلاؤ اگرچہ خشک ہی سہی۔ (پ ۱۳ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

کھانا کھانے کی دعائیں

جب کھانے سامنے آئے اس وقت یہ دعا پڑھیں۔

اللھم بارک لنا فی ما رزقنا و قنا عذاب النار بسم اللہ

یا الٰہی! تو نے جو رزق عطا فرمایا ہے ہمارے لئے۔ برکت فرما دوزخ کے عذاب سے بچا تیرے نام سے ابتدا ہے (شمائل ترمذی)

کھانے کھانے سے پہلے کی دعا

بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شئی فی الارض ولا فی السماء یا حی یا قیوم

اللہ کے نام سے جس کی برکت سے زمین و آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اسے ہمیشہ زندہ (اور) اور اے قائم رہنے والے (دیلمی راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ)

کھانے کا پہلا لقمہ لینے کی دعا

یا وسع المغفرۃ اے بہت بخشنے والے (شمائل ترمذی)

ہر لقمہ کھاتے وقت کی دعا

یا واجد اے بہت بڑے مخفی (حصن حصین) دل میں نور پیدا ہوتا ہے۔

کھانا ہضم کرنے کی دعا

یا وھاب اے بہتر بخشنے والے (حصن حصین)

کھانے کھانے کے بعد کی دعا

الحمدللہ الذی اطعمنا و سقانا و جعلنا من المسلمین ○

اللہ کا شکر جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور مسلمانوں میں سے بنایا۔ (ابن سن راوی حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام کو ہر لقمہ کے کھاتے وقت پڑھ لینا دل میں نور پیدا کرتا ہے۔

فبای الا ربکما تکذبن ○ تم اپنے پروردگار کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ کہ وہ تمہارے لئے اشیا بھی میوے تیار کرے جن سے تم لذت پاتے ہو۔ کریما ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

تفصیل عالم کبیر در انسان

انسان کا جسم عرش نفسی کرسی اور قلب بیت المعمور اور لطائف قبیلہ آٹھ بہشتیں اور قوائے روحانیہ ملائکہ اور دونوں آنکھیں اور دونوں کان اور دونوں ناک کے سوراخ اور دونوں سبیل دونوں پستان اور ناف اور منہ بارہ بروج، قوت باصر، سامعہ، ذائقہ، شامہ، لامسر، ناطقہ، اور عاقلہ سبع سات سیاروں کی طرح ہیں۔ جیسے کواکب کی ریاست کا دار و مدار عقل و نطق ہے اور نطق و عقل سے مدد چاہتا ہے۔ جیسے عالم کبیر کے تین سو ساٹھ (۳۶۰) دن ہیں، ایسے ہی انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ رکھے گئے ہیں۔ جیسے قمر کی اٹھائیس منزلیں ہیں، جن میں وہ ہر ماہ دورہ کرتا ہے۔ ایسے ہی انسان میں اٹھائیس مخارج حروف ہیں۔ جیسے چاند پندرہ راتوں میں ظاہر اور باقی راتوں میں اول ساعت میں چھپا رہتا ہے ایسے ہی تنوین و نون ساکنہ پندرہ حروف کی ملاقات کے وقت چھپے رہتے ہیں۔ جیسے عالم کبیر میں زمین، پہاڑ، معاون (کانیں) دریا، نہریں، نالے، کھالے، نالیاں ہیں ایسے ہی انسان کا جسم زمین اور ہڈیاں پہاڑ کی طرح ہیں۔ جیسے پہاڑ کی میخیں ہیں ایسے ہی ہڈیاں انسان کے جسم میں میخیں ہیں اور انسان کی چربی معاون (کان) کی طرح ہے۔ اور پیٹ دریا، آنتیں، نہریں اور رگیں نالے کھالے اور نالیاں ہیں۔ انسان کی چربی پیہ گارے کی طرح۔ پیہ گارے سے مراد چربی ہے۔ اس کے بال انگوریوں کی طرح اور بالوں کے اگنے کی جگہ تر و تازہ مٹی کی طرح اور چہرہ آبادیاں اور پیٹھ جنگلات اس کی وحشت ویرانے کی طرح ہیں اور سانس نکالنا ہواؤں کی طرح اس کی گفتگو رعد اور آواز کڑک صواعق کی

طرح ہے۔ اس کا گریہ بارش اس کا مسرور دن کی روشنی، اس کا حزن و ملال ظلمت الیل، اس کی نیند موت اور بیداری حیات، ولادت سفر کا آغاز، بچپن ربیع، شباب بہار اور بڑھاپا خزاں کی مانند ہے اور شیخوختہ شقا یعنی بڑھاپا، بد بختی اور موت انقضائے سفر، سالہائے زندگی، شہر، مہینے منازل، ہفتے، فراسخ اور ایام میل اور انفاس اقدام ہیں۔ ایک سانس نکلنے سے پہلے سمجھنا چاہئے کہ میں نے اجل کا ایک قدم طے کر لیا۔

شعر کا ترجمہ:

"ہر لحظہ زندگی کا ایک لمحہ جا رہا ہے۔ جب میں نگاہ کرتا ہوں تو یقین ہوتا ہے کہ بہت زندگی بیت گئی"۔

انسان کے ایک دن میں ۱۲۰۰۰ ہزار سانس نکلتے ہیں۔ ایسے ہی ہر رات کو قیامت میں ہر سانس کا حساب ہو گا کہ کون سا سانس ذکر سے غفلت میں گزرا۔ پھر اس کی بد قسمتی کا کیا کہنا جس کی زندگی ہی غفلت میں گزری ہو۔

زمین کے سات طبقے ہیں۔

(۱) سیارہ (۲) عنبر (۳) حجرا (۴) صفرا (۵) بیضا (۶) زرقا (۷) خضراء

(۱) جلد (۲) شم (۳) لحم (۴) عروق (۵) عصب (۶) مقصب (۷) عظام

نیز انسان میں سوداوی مادہ عنبر زمین کے ہے کہ وہ خشک اور سرد ہے۔ اور صفراوی مادہ بمنزلِ آگ کے ہے کہ وہ خشک اور گرم ہے اور خون بمنزلہ کے ہے کہ وہ باحرارت اور بارطوبت ہے۔ اور بلغم بمنزلہ پانی کے ہے۔ جیسے پانی مختلف ہے کہ بعض میٹھا اور نمکین اور بدبودار ہے۔ یہی انسان کے بدن کا حال ہے۔۔۔ مثلاً آنکھ کا پانی نمکین ہے۔ اس لئے کہ آنکھ سراسر پہیہ ہے۔ اگر اس کے پانی میں نمکین نہ ہو تو یہ خراب ہو جاتی ہے اور تھوک کا پانی میٹھا ہے۔

اگر اس میں مٹھاس نہ ہوتی تو طعام اور پانی میٹھے محسوس نہ ہوتے۔ کانوں کا پانی کڑوا ہے کیونکہ یہ دونوں ہر وقت کھلے رہتے ہیں' کبھی بند نہیں ہوتے اور ان کے پانی کی بدبو کسی شے کو اندر نہیں آنے دیتی۔ یہاں تک کہ اگر کوئی کوئی کیڑا کان میں داخل ہوتا ہے تو مرجاتا ہے۔ کانوں کے پانی کی کڑواہٹ اور بدبو اسے ماردیتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کانوں میں کیڑے داخل ہو کر پھر دماغ میں داخل ہو کر اسے کھا ڈالتے۔ اور اسے برباد کرڈالتے۔

انسان میں جمیع حیوانات کی عادات و اخلاق پائی جاتی ہیں۔ مثلاً معرفت الٰہی اور صفائی کے لحاظ سے فرشتہ اور مکرو کدورت کے لحاظ سے شیطان ہے۔

جرات و شجاعت کے لحاظ سے شیر ہے' جہل میں جانور ہے اور تکبر میں چیتا اور غضب میں شیرو فہد ہے۔ فساد برپا کرنے اور غیرت میں بھیڑیا ہے۔ صبر میں گدھے کی طرح ہے اور شہوت میں چڑیا کی طرح اور حیلہ و فریب میں لومڑی کی طرح ہے۔ حرص اور ذخیرہ اندوزی میں چیونٹی کی طرح' بخل میں کتے کی طرح' ایسے ہی وفا میں اور حرص و ہوا میں خنزیر کی طرح' بغض و کینہ میں سانپ کی طرح' حوصلہ میں اونٹ جیسا۔

ایسے ہی کینے و سخاوت میں مرغ کی طرح' اور چاپلوسی میں بلی کی طرح' قناعت میں بوم (الو) کی طرح اور صبح اٹھنے میں کوے کی طرح' ہمت میں کچھوے اور باز کی طرح ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

جتنا غور و فکر زیادہ کرتا ہے اتنا ہی تجربہ بھی زیادہ بڑھتا ہے۔

شعر کا ترجمہ:

اے انسان تجھ پر بڑا تعجب ہے کہ دنیا کی تماشا گاہ پر تو کیوں تعجب سے نہیں دیکھتا۔ اے انسان تو سمجھتا ہے کہ میں ایک چھوٹا سا جثہ ہوں۔ ارے

ناداں! تو نہیں سمجھتا اللہ تعالیٰ نے تو تیرے اندر عالم کبیر کو سمو دیا ہے۔ جو عالم کبیر میں مفصلہ ہے۔ ایسے ہی تیرے میں مجملاً" موجود ہے کیونکہ صورت کے اعتبار سے عالم انسان عالم کبیر اور مجمل ہے۔ لیکن اس کی حقیقت کو دیکھا جائے تو قدرت کے اعتبار سے یہ عالم کبیر ہے۔ اگرچہ اسے عالم صغیر کہا گیا ہے لیکن درحقیقت یہ کبیر ہے۔

تمام عالم تیرے میں ہیں۔ لیکن تو نے جہالت سے گمان کیا ہوا ہے کہ تو اس عالم اور دنیا میں ہے۔ (فیوض الرحمن پ ۲۵)

اٹھارہ ہزار عالم انسان کے خدام ہیں

اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ ہزار عالم میں اربعہ عناصر آب' خاک' آگ' ہوا کو برگزیدہ بنایا اور انہیں انسان کی خدمت پر معمور فرمایا۔ مثلاً پانی کو طہارت کے لئے' مٹی کو سجدہ ریزی کے لئے' آگ کھانا پکانے کے لئے اور ہوا کو پنکھا ہلانے کے لئے اور چار فرشتوں کو انسانی خصوصی خدمات پر مامور فرمایا۔ مثلاً جبریل علیہ السلام کو وحی لانے کے لئے' میکائیل علیہ السلام کو نعمت کے خازن' اسرافیل اور عزرائیل علیہ السلام ارواہ اور شرائع میں سے بھی چار امور معین فرمائے۔ یعنی

○ (۱) نماز' عمل صالح

○ (۲) وضو امامت

○ (۳) روزہ ڈھال

○ (۴) زکوۃ طہارت

اور قبلے چار (۴) ہیں

○ (۱) عرش انسان کی دعا کا

○ (۲) کرسی رحمت الٰہی کا مرکز

○ (۳) بیت المعمور عمل صالح کا مرکز

○ (۴) قبلہ و کعبہ مطلق

اوقات بھی چار (۴) مقرر فرمائے۔

○ (۱) مغرب کھانے کے لئے

○ (۲) عشاء نیند کرنے کے لئے

○ (۳) سحر مناجات کے لئے

○ (۴) صبح تلاوت کلام پاک کے لئے

وہ پانی کا چشمہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ و ازواج و ذریتہ و اھل بیتہ وبارک وسلم کی انگشت مبارک سے جاری ہوا۔ وہ آب زم زم کوثر بلکہ کوثر زمین و آسمان کے تمام پانیوں سے برتر ہے۔ زمین پر سب سے افضل وہ جگہ ہے جہاں سرکار کا جسد اطہر آرام فرما ہے۔ یہاں تک کہ زمین میں کعبہ و بیت المقدس اور آسمان پر عرش معلی اور لوح و قلم سے آخرت میں جنت الفردوس سے افضل ہے۔۔ وہ گھڑی افضل ہے جس گھڑی حضور ﷺ دنیا میں ظہور پذیر ہوئے۔۔ اسی لئے محدثین نے فرمایا کہ ربیع الاول شعبان کے مہینے کی طرح تمام مہینوں سے افضل ہے۔۔ کیونکہ ربیع الاول و شعبان ہر دو مہینے حضور ﷺ کی طرف منسوب ہیں۔ عالم دنیا کے بادشاہوں سے دولت عثمانیہ کے بادشاہ افضل ہیں۔

صاحب روح البیان نے عثمانیہ خاندان کی علمی خدمات کے پیش نظر فرمایا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ان کی دولت کا اتصال حضرت امام مہدی علیہ

السلام کی دولت سے ہو گا اور اس امت میں ان اکابر' علماء و مشائخ شریعت و طریقت کو برگزیدہ بنایا جو دونوں علوم ظاہر و باطن سے جامع ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے طریق تحقیق کا سوال کرتے ہیں اور وہی توفیق کا مالک ہے۔ (تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان پ ۲۰)

نور کا خمیر

تاریخ مکہ میں ہے کہ حضور ﷺ کا خمیر مبارک مکہ مکرمہ میں کعبہ معلّٰی کی جگہ پر طوفان نوح (علیہ السلام) تک چمکتا ہوا محسوس ہوتا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے طوفان کی موج اس خمیر مبارک کو اٹھا کر گنبد خضریٰ کی جگہ پر مدینہ طیبہ میں لائی۔ اس میں حکمت الٰہیہ و ربانیہ کا یہی تقاضا ہے جس کو اہل اللہ ہی جانتے ہیں۔

کعبہ مکرمہ نے ادب سے عزت افزائی پائی

بعض روایات میں ہے کہ زمین جس کے ٹکڑے نے اتینا طائعین کہا تھا وہ یہی حصہ ہے جہاں اب کعبہ مکرمہ ہے۔ ایسے ہی آسمان کے اس حصے نے جو کعبہ کے بالمقابل ہے' اسی لئے اللہ تعالیٰ نے کعبہ مکرمہ کو تمام روئے زمین پر عزت بخشی اور کعبتہ الاسلام اور قبلہ الانام بنایا۔

شان مصطفیٰ ﷺ یعنی کعبے کا کعبہ

حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا کہ سرکار کی بشریت کا خمیر ناف الارض یعنی مکہ میں تھا۔ اسی لئے یہاں سے ہی زمین بچھائی گئی اس لئے مکہ مکرمہ کو ام القریٰ کہا جاتا ہے۔ (فیوض الرحمن پ ۲۴)

صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی فضیلت

تاریخ مکہ ہی سے حضرت امام مالک (رحمتہ اللہ علیہ) نے استدلال فرمایا ہے کہ شیخین بعد الانبیاء افضل ہیں کیونکہ وہ بھی اسی خمیر سے پیدا کیئے گئے جس سے رسول (ﷺ) کی بشریت تخلیق ہوئی۔ انہیں اس مبارک خمیر سے نصیب قرب ہوا۔ تبھی تو وہ اس روضہ اقدس میں اپنے آقا کے ساتھ مدفون ہیں۔ اس معنی میں کہ روضہ اقدس کا ٹکڑا کل کائنات سے افضل ہے تو انہیں بھی اس فضیلت کے مصداق ماننا پڑے گا۔ (فیوض الرحمن پ ۲۴)

انبیاء و اولیاء کی فضیلت کا ذکر

حضرت امام سہروردی (رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ جب عزرائیل علیہ السلام زمین سے مٹھی بھر کر جملہ بنو آدم علیہ السلام کے خمیر لے کر گئے تو ان تمام کی خمیر پر ابلیس کے قدم مس کر چکے تھے۔ اس لئے اقدام کی نحوست سے نفوس امارہ پیدا ہوئے اور یہی شر و فساد کا مرکز اور اصل ہیں سوائے انبیاء و اولیا کے خمیروں کے کہ وہاں ابلیس کے منحوس قدم نہیں پڑے تھے۔ (فیوض الرحمن پ ۲۴)

محبوب خدا مطمع نظر کبریا (ﷺ)

حضور سرور کونین (ﷺ) کا خمیر مبارک وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ عزوجل نے خصوصی نگاہ سے نوازا ہے۔ یہ بھی عزرائیل علیہ السلام کی مٹھی میں تھا لیکن یہ خمیر مقدس ابلیس کی لمس مس سے ہر لحاظ سے منزہ و مقدس تھا اسی لئے یہ خمیر اقدس نفس امارہ کی جہالت کے حظ سے منزہ و مقدس ہے بلکہ

یہاں جہالت کا بیج ہی ختم کر دیا گیا۔ اس کی جگہ پر علم بھر دیا گیا۔ اسی لئے آپ کو اللہ تعالیٰ نے مجسم علم و ہدایت بنا کر بھیجا گیا اور وہ علم ہدایت آپ کے قلب انور میں منتقل ہو کر برگزیدہ قلوب میں جاگزیں ہوا۔ آپ کے نفس مطمئنہ سے انہیں فیض ملا۔ یہ طہارت طینت کی مناسب سے ہوا کہ خمیر رسول (ﷺ) بھی طیب و طاہر اور انبیاء و اولیاء کے خمیر بھی طیب و طاہر جس کا خمیر زیادہ پاکیزہ تھا اسی قدر آپ سے وافر سے وافر تر قبول و تسلیم سے ذاتی کمال بھی نصیب ہوا (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان پ ۱۴)

نفوس کا بیان

فان امارتی بالسوء ما تعظت
من جهلها بنذیر الشیب والهتلام

ترجمہ: بے شک میرا نفس امارہ جو بدی کی طرف مائل کرتا ہے۔ اپنی جہالت کے سبب سے ڈرانے والے بڑھاپے اور انتہائی پیرانہ سالی کی عبرتوں سے نصیحت حاصل نہیں کرتا۔

شرح: نفس کی تحقیق میں بعض متکلمین کا مسلک تو یہ ہے کہ وہ جسد اور ہیکل محسوس ہے اور بعض اس طرف گئے کہ وہ اجسام اصلیہ باقیہ ہیں۔ جو ابتداء عمر سے انتہاء عمر تک رہتے ہیں۔

اور متصوفین کی تحقیق یہ ہے کہ نفس کے سات مراتب ہیں۔

○ ۱۔ اول نفس امارہ:۔ یہ وہ ہے جس کا میلان طبیعت مدنیہ کی طرف ہے اور یہ لذات و شہوات حسیہ کا حکم کرتا ہے اور قلب کو جہت سفلی کی طرف جذب کرتا ہے اور یہ مادی شرور اور منبع اخلاق ذمیمہ ہے۔ اس لئے یہ مبداء ہے کبر و حرص و شہوت کا اور جڑ ہے حسد و غضب و بخل و مقد کی۔

یہ نفس نفس کافرین و شیاطین و فاسقین ہے۔

○ ۲۔ دوسرا نفس لوامہ:۔ یہ نور قلب کے ساتھ منور ہوتا ہے۔ اور یہ بھی

عاقلہ کا مطیع ہوتا ہے۔ کبھی مخالف جب مخالفت کرلیتا ہے تو نادم ہوتا ہے اور یہ منبع ندامت ہے اور مبداء حرص و ہوس۔

یہ نفس نفس مومنین وغیر فاسقین ہے۔

○ ۳۔ تیسرا نفس مطمئنہ :۔ یہ بھی نور قلب کے ساتھ اتنا مستفیض ہوتا ہے کہ صفات ذمیمہ سے صاف ہو کر اخلاق حمیدہ پیدا کرتا ہے۔

یہ نفس نفس متعلمین وعالمین ہے۔

○ ۴۔ چوتھا نفس ملہمہ :۔ یہ وہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ الہام علم فرماتا ہے اور تواضع و قناعت اور سخاوت کی استعداد بخشتا ہے۔ اور اسی لئے وہ منبع صبر و تحمل اور شکر ہے۔

یہ نفس نفس معلمین اور عالمین ہے۔

○ ۵۔ پانچواں نفس راضیہ :۔ یہ وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہو کر اثر رضا فرماتا ہے اور اسے منبع کرامت و اخلاص و ذکر بناتا ہے۔

یہ نفس نفس اولیاء کرام ہے۔

○ ۶۔ چھٹا نفس مرضیہ :۔ یہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ہر حال میں راضی رہ کر رضوعنہ کی صفت سے متصف ہوتا ہے اور عرفان کہنہ ذات اسی کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔

یہ نفس نفس عارفین ہے۔

○ ۷۔ یہ وہ ہے جس میں اسرار الٰہی منکشف ہوتے ہیں اور یہ ان اسرار کا امین ہوتا ہے۔

یہ نفس نفس انبیاء و مرسلین ہے۔ (قصیدہ بردہ شریف)

صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ نفس و شیطان کتے کی طرح ہیں۔ اگر تو

خود ان کا مقابلہ کرے تو وہ تیرے کپڑے پھاڑ دیں۔ اگر مالک سے فریاد کرے تو وہ تجھے ان سے چھڑا دے۔ نفس اور شیطان ہمارے مقابل کمزور نہیں، رب کے سامنے کمزور ہیں۔ ان کے شر سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی امان اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ میں رہو۔

حضرت احمد بن سہیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا مومن کے چار دشمن ہیں۔ ایک دنیا۔ اس کا ہتھیار مخلوق سے زیادہ غلط ملط ہے۔ اس سے بچاؤ مخلوق سے کنارہ کشی ہے۔ اور نمبر دو۔ شیطان اس کا ہتھیار شکم سیری ہے۔ اس سے بچاؤ بھوکا رہنا ہے۔ نمبر ۳۔ نفس امارہ ہے جس کا ہتھیار زیادہ سونا ہے۔ اس سے بچاؤ زیادہ جاگنا اور رب کی یاد کرنا ہے۔ نمبر ۴۔ ھوی اس کا ہتھیار زیادہ بولنا ہے۔ اس سے بچاؤ خاموشی ہے۔ جب بندہ نفس کی ظلمتوں سے چھٹکارا پا کر نورانی بن جاتا ہے تو شیطان بھاگنے لگ جاتا ہے۔

یاد رہے کہ نفس تمام دشمنوں سے بدترین دشمن ہے۔ اسی لئے اس کے ساتھ جہاد کا نام جہاد اکبر ہے۔ اور نفس سے جہاد معنی یہ ہے کہ اس کی خواہشات کی مخالفت کی جائے اور اس کی گندگی کو مٹا کر اسے طاعت الٰہی کا خوگر بنایا جائے۔

نفس امارہ کے پاس دو ہتھیار بہت سخت ہیں۔

○ ۱۔ شہوت فرج

○ ۲۔ شہوت شکم

یہ ایسی دو تلواریں ہیں کہ بڑے بڑے مضبوط لوگوں کی گردنیں کاٹ کر رکھ دیتی ہیں۔ یاد رہے کہ شہوت شکم شہوت فرج سے زیادہ قوی ہے۔ اس لئے کہ فرج کی شہوت شکم شہوت سے پرورش پاتی ہے۔ پیٹ کو اگرچہ حلال لقمہ

سے بھرا جائے تب بھی یہ شرارت سے باز نہیں رہتا۔ پھر اس بد بخت کی کیا حالت ہو گی جو حرام کے لقمے سے شکم پروری کرتا ہے۔ چند حکایات ملاحظہ ہوں۔

حکایت نمبر ۱

حضرت محمد بن حسان رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں جبل لبنان پر جا رہا تھا کہ اچانک میری نگاہ ایسے نوجوان پر پڑی جس کے جسم کو گرم ہوائیں اور دھوپ کی گرمی جلا چکی تھی۔ اس نے مجھ کو دیکھ کر روپوش ہونے کی کوشش کی۔ میں نے کہا مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔ اس نے فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا وہ بہت بڑا غیور ہے۔ اپنے بندے کے دل میں اپنی محنت کے ساتھ کسی دوسرے شے کی محبت کو گوارا نہیں فرماتا"۔ (پ ۱۱ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حکایت نمبر ۲

ایک کبیر بہت بڑا دانا تھا۔ اس نے اپنا ملازم مقرر کر رکھا تھا جس پر حکم تھا کہ جب لشکر میرے سامنے ہو اور میں پورے ٹھاٹھ باٹھ کے ساتھ تخت پر بیٹھا ہوں تو کہنا انت عبد۔ اسے بار بار دہراتے رہنا۔ جب ملازم یہ کلمہ بار بار دھراتا۔ بادشاہ سر ہلا کر کہتا ہاں ہاں میں ایک معمولی بندہ ہوں۔ (پ ۲۹ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

سبق

جو بھی مکر نفس سے خوف زدہ ہوتا ہے وہ ایسے ہی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ

سے ڈرنے والوں کا عموماً" ایسا ہی حال ہوتا ہے۔

حکایت نمبر ۳

خلیفہ دوم جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پیٹھ پر پانی کی مشک اٹھائے جا رہے تھے۔ عرض کی گئی کہ کیا گھر میں پانی کی کمی ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ پانی کی قلت تو نہیں۔ لیکن نفس کی شرارت کا قلع قمع یونہی ہوتا ہے۔ اس لئے جب اس نے دیکھا کہ اطراف کے ملوک و سلاطین میرے زیر فرمان ہیں اور مختلف بلاد سے وفود ملاقات کے لئے آ رہے ہیں تو نفس کی سرکشی کا خطرہ ہے۔ اس لئے پانی کی خدمت لے رہا ہوں۔ اس سے آپ رضی اللہ عنہ نے سبق سمجھایا کہ بقا کا حصول ناممکن ہے۔ جب تک نفس کو فنا نہ کیا جائے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی جناب کے ہاں پہنچنے کی توفیق دے۔ (آمین ثم آمین) (پ ۲۹ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

نکتہ

بعض مشائخ فرماتے ہیں' عقل شوہر اور نفس اس کی زوجہ ہے۔ اور جسم بمنزلہ گھر کے ہے۔ جب عقل نفس پر غلبہ پاتی ہے تو نفس جسم کی اصلاح میں لگ جاتی ہے۔ جیسے وہ عورت جو اپنے شوہر سے مغلوب ہو۔ تو وہ گھر کی اصلاح کا سوچتی ہے۔ اس لئے ایسے شوہروں کے گھریلو معاملات ٹھیک ہوتے ہیں۔ اور جب نفس عقل پر غالب ہو جاتا ہے تو نفس کی جدوجہد فساد کے لئے ہوتی ہے۔ جیسے وہ عورت جو شوہر پر غالب ہو تو گھریلو معاملات نہیں سنورتے۔

نفس کے بارے میں کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔ (ترجمہ) نفس شہوت پرست کی طاعت نہ کر اس لئے کہ وہ ہر لحظہ قبلہ بنتا ہے۔

○ ۲۔ جس کا کپڑا تو پاک ہو لیکن سیرت خبیث تو اسے دوزخ کے لئے دروازے کی کنجی کی ضرورت نہیں۔ (پ ۲۹ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف میں ہے کہ۔ "جو نفس کے ساتھ اللہ تعالیٰ عزوجل کے لئے دشمنی رکھتا ہے کل قیامت کے عذاب سے اسے اللہ تعالیٰ امن دے گا"۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

سبق

سالک پر لازم ہے کہ وہ اس بارے میں جدوجہد کرے۔ یہاں تک کہ نفس کو فنا کر کے دنیا سے نکل جائے۔ اگر اس میں کچھ بقا کر کے منزل مقصود پر پہنچے گا یعنی طے کرے گا تو قیامت کی جزع فزع سے بچ جائے گا ورنہ ڈگمگانے کا خطرہ ہے۔ لیکن قیامت میں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

حدیث شریف

حضرت سفیان بن عبداللہ الثقفی رضی اللہ عنہ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے ایسا عمل بتائیے جسے میں تادم زیست مضبوطی سے تھامے رہوں۔ فرمایا کہہ میرا رب اللہ تعالیٰ عزوجل ہے اور اسی پر مضبوطی سے رہ۔ میں نے عرض کی مجھے اپنے نفس سے بڑا خطرہ ہے۔ وہ کہیں مجھے بھلا نہ دے۔ آپ نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا۔ یہ ہی ہے (یعنی زبان سے اقرار کرتے ہو) (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

شعر کا ترجمہ :۔ اگر ایک لمحہ بھی نفس تیرے حکم میں ہے اس میں شک نہ کر کہ یہی تیری جنت ہے۔ نفس ہر آن تجھے پستی کی طرف لے جانا چاہتا

ہے۔ جو اس کے خلاف کرے وہ نجات پائے گا۔

نسخہ روحانی

خواہشات نفسانی سے بچنے کا بہترین طریقہ ادب ہے جو اس پر مداومت کرتا ہے۔ وہ خواہشات نفسانی سے بچ جاتا ہے۔

وحی حضرت داؤد علیہ السلام کا نمونہ

اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی۔ "اے داؤد علیہ السلام! اپنے نفس کے ساتھ دشمنی کرو اس لئے کہ یہ تمہارے دشمن پر کمربستہ ہے"۔ (پ ۲۴ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

سبق

انسان پر لازم ہے کہ وہ اپنے نفس سے بدگمان رہے۔ کیونکہ انسان جانتا ہے کہ نفس کی شرارت بہت بری اور گندی ہے۔ اور انسان اپنے آپ کو خوب جانتا ہے کہ اس کے اندر کون سی خرابیاں ہیں۔ لیکن اپنے اوپر بدگمان رہ کر نفس کو بچا لینا آج تک ہم نے سوائے مشائخ کرام اور اولیاء کرام کے اور کسی کو نہیں دیکھا۔

محاسبہ نفس کیا ہے؟

محاسبہ نفس یہ ہے کہ نفس کو وارع سے مزین کرے اور اعمال کے وزن کا مطلب یہ ہے کہ عین الیقین کے مشاہدہ سے نفس کو آراستہ کرے اور بارگاہ الٰہی کی حاضری کے لئے مزین ہونا یہ ہے کہ اپنے مالک اکبر کے خوف میں

رہے۔

سرکار خلیفہ دوم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ "اپنا محاسبہ اس سے قبل خود کر لو جب تمہارا محاسبہ ہو۔ اور اپنے اعمال کا وزن خود پکڑ لو اس سے قبل کہ تمہارے اعمال کا وزن ہو۔ اللہ تعالیٰ عزوجل کی حاضری کے لئے مزین ہو جاؤ۔ اس دن اس کے ہاں پیش ہو گے تم سے کوئی پوشیدہ نہ رہے گی۔ قیامت میں ان کا حساب ہلکا ہو گا جنہوں نے دنیا میں اپنا محاسبہ خود کیا ہو گا اور آخرت میں ان لوگوں کے اوزان بوجھل ہوں گے جنہوں نے دنیا میں اپنے اعمال کا وزن کر لیا ہو گا"۔

اولیاء کرام نے کس طرح اپنے نفس کو سزا دی۔ اس کا ایک واضح نمونہ مندرجہ ذیل حکایت سے عیاں ہے۔ (پ ۳۰ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حکایت

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے دنیا میں صرف تین خوشیاں منائیں۔

○ ۱۔ باذن تعالیٰ جب نفس کی سرکوبی کر کے غالب ہوا۔ ایک دفعہ جب میں انطاکیہ میں پہنچا تو سر و پا برہنہ تھا۔ مجھے لوگ طعنہ دیتے تھے کہ یہ کسی کا بھگوڑا غلام ہے۔ مجھے ان کی یہ بات بہت بھلی لگی۔ اور میں نے اپنے نفس سے کہا۔ "بتایئے کیا حال ہے؟ اگر تو بھگوڑا ہے اور اپنے مالک سے جھگڑا کیا ہے تو اس سے صلح صفائی کر لے اس میں تیری بہتری ہے"۔

○ ۲۔ ایک دفعہ میں کشتی میں بیٹھا تھا۔ اس میں ایک مسخرہ تھا، لوگوں کو خوش

کر رہا تھا۔ کشتی میں مجھ کو بھی مفلس ترین سمجھ کر اپنی ہنسی مذاق کا نشانہ بنالیا۔ میں جب بھی اٹھتا تو وہ میرے گلے میں پھندا ڈال کر بیٹھاتا۔

○ ۳۔ ایک مسجد میں گریبان میں سر ڈال کر بیٹھا تھا۔ اپنے نفس کی ذلت میں محو اور غریبی کا سوچ بھی رہا تھا کہ کوئی بے غیرت انسان آیا۔ آتے ہی اس نے مجھ پر پیشاب کر دیا اور کہا۔ پیجئے گلاب کا پانی۔ میرا نفس اپنی اس تحقیر پر بہت خوش ہوا اور اللہ تعالیٰ سے بے شمار تحائف سعادت نصیب ہوئے۔ (ف) پیر طریقت فرماتے ہیں کہ بہت سے سپرد الی اللہ نعمت اللہ میں داخل انسان دھوکا کھا جاتے ہیں جب ان کی خلق خدا تعریف کرتی ہے۔

سبق

نفس کو چھوڑنے سے وصال حق اور نفس پروری سے حق سے دوری حاصل ہوتی ہے۔

جب کتوں کو بے وفائی عار و ننگ ہے تو پھر اے انسان تو کیوں بے وفائی کرتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ”میں اور نفس ایسے ہیں جیسے بکریوں کا چرواہا ہو۔ ایک طرف کی بکریاں جمع کرے اور دوسری ادھر تک بکھر جائیں۔ جس نے اپنے نفس کو مار دیا وہ رحمت کے کفن میں بند ہو گیا اور عزت کی سرزمین میں دفن ہو گیا۔ جس نے دل کو مار دیا وہ لعنت کے کفن میں بند ہو گیا اور عذاب کی سرزمین میں دفن ہو گیا“۔

حضرت یحییٰ معاذ رازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں عبادت و ریاضت کر کے نفس کے خلاف جہاد کرو۔ ریاضت یہ ہے کہ نیند کم رکھے۔ کھانا کم

کھائے۔ لوگوں کی طرف سے اذیت برداشت کرے۔ نیند کی کمی سے ارادے درست ہوں گے۔ کھانے کی کمی سے آفات سے بچا رہے گا۔ لوگوں کی اذیت برداشت کرنے سے مقصود کی طرف بڑھنے میں آسانی ہو گی۔ کم کھانا شہوات کی موت ہے۔ اس لئے کہ بسیار خوری کی وجہ سے دل سخت ہو جاتا ہے اور اس کا نور چلا جاتا ہے۔ حکمت کا نور بھوک اور سیرابی انسان کو اللہ تعالٰی سے دور کرتی ہے۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھوک سے دلوں کو روشن کرو۔ بھوک کے ذریعے ہمیشہ جنت کا دروازہ کھٹکھٹاتے رہو۔ اس لئے کہ اس میں وہ اجر ہے جو اللہ تعالٰی کی راہ میں جہاد کرنے والوں کو حاصل ہے۔

تزکیہ نفس

جب طالب راہ حق اور دل کی صفائی حاصل کرنا چاہئے تو بغیر تزکیہ نفس و تصفیہ دل کے ہرگز حاصل نہ ہو گی۔ پس طالب کو لازم ہے شروع سے توبہ اور ندامت کو اختیار کرے۔ شمس تبریز رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

ندامت را امام خویش کردہ
ہمیشہ اقتداء کن بادل و جاں

فرمایا نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے

التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔۔

بہر دم توبہ باید کردہ عادت
نخستین توبہ باید پس عبادت

بہر یک فرضی آمد توبہ کردن
بہر دم توبہ کن تا وقت مردن

شیخ نصیرالدین چراغ دہلوی اپنی مناجات میں فرماتے ہیں۔۔

زشر نفس امارہ نگاہم دار یا اللہ
ہوائے غیر خود کلی زمن بردار یا اللہ

اللہ تعالیٰ سورۃ یوسف میں ارشاد فرماتا ہے۔

وما ابری نفسی ان النفس لا مارۃ بالسوء

ترجمہ: اور میں بیزار ہوں اپنے نفس سے کہ وہ بہت ہی برائی کی طرف رغبت دلاتا ہے۔ اور فرمایا حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ **اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک**۔ خیال کرو دشمن اپنا اپنے نفس کو جو تیرے دو پہلو کے درمیان ہے۔ اور فرمایا حق تعالیٰ نے موسیٰ علی نبینا علیہ السلام کو **دعاوی نفسک ثم عادی نفسک** یعنی اے موسیٰ علی نبینا السلام! دشمن جان نفس اپنے کو۔ پھر دشمن خیال کر نفس اپنے کو۔ پھر دشمن خیال کر نفس اپنے کو۔

بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ کہا انہوں نے **رئیت فی المنام ربی فقلت یا رب فکیف الطریق فقال اترک نفسک فتعل** دیکھا میں نے اپنے رب کو خواب میں پوچھا میں نے اے پروردگار! کیونکر ہے راہ تیری طرف۔ فرمایا خداوند تعالیٰ نے چھوڑ دے نفس اپنے کو اور چلا آ۔ جائے نفس امارہ کی ناف کے نیچے ہے۔ پس طالب مولا کو چاہئے کہ نفس کافر سے عداوت کرے۔

کما قال علیہ السلام اقتلوا انفسکم بسیف المجاہدات

فرمایا نبی علیہ السلام نے قتل کرو اپنے نفسوں کو تلوار مجاہدہ سے۔۔

نفس نتواں کشت الا با سہ چیز

چوں بگویم یاد گیرش اے عزیز
خنجر خاموشی و شمشیر جوع
نیزہ تنہائی و ترک ہجوع

ہر کہ نبود مرد را ایں سہ سلاح
نفس او ہرگز نیابد با صلاح

قال اللہ تعالی والذین جاھدوا فینا لنھد ینھم سبلنا۔ وہ لوگ جو مجاہدہ کرتے ہیں ہمارے راستہ میں البتہ دکھلا دیتے ہیں ہم ان کو اپنا راستہ مثل کم کھانا و کم کلام کرنا۔ ملاقات عوام کی نہ کرنی' کثرت روزوں' کم سونا۔ ہمیشہ خدا کا ذکر کرنا۔ وغیرہ لازم پکڑے۔ **قال علیہ السلام رجعنا من جھاد الا صنم الی جھاد الا کبو۔** فرمایا نبی علیہ السلام نے رجوع کیا ہم نے جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف مثل کم کھانے اور کم سونے اور کم بولنے اور لوگوں کے ساتھ کم ملنے کے۔ فرمایا نبی علیہ السلام نے۔ **ومن مات من العشق فقد مات شھیدا"** ۔جو نفس کی لڑائی میں مرے وہ شہید اکبر ہے۔۔

درخت نفس را بانیخ برکن
بدہ مز یقین خود را گوشمالی

تاکہ دشمن کسی طرح سے راہ نہ پاوے اور بری خصلتیں نفس امارہ کی اوصاف حمیدہ سے بدل جاویں اوصاف ذمیمہ جیسے تکبر و غصہ' شر نفاق' سمعت' شہرت' غیبت' بخل' کینہ' شہوت' حرام' حرص وغیرہ' حسد' حقارت' بغض' غیبت' حب جاہ' حب دنیا جیسا کہ فرمایا نبی علیہ السلام نے۔ **حب الدنیا راس کل خطیئۃ** ان تمام کو چھوڑ کر اوصاف محمودہ کو اختیار کرے۔

اوصاف محمودہ

مثل، حل، علم، تواضع، اخلاص، شکر، سخا، قناعت، صبر، تحمل، آہستگی، کم آزاری وغیرہ۔ جب یہ خصلتیں پیدا ہو جاویں تو جانے کہ تزکیہ نفس حاصل ہو۔ فرمایا خدائے برترنے۔ **ونفس وما سوھا ○ فالھمھا فجورھا و تقوھا ○ قدافلح من زکھا ○**۔ پس نفس امارہ لوامہ ہو جائے و نفس لوامہ ملھمہ بن جائے اور نفس ملھمہ مطمئنہ ہو جائے و مطمئن راضیہ مرضیہ و نفس مرضیہ کاملہ ہو پس تمام نفوس سات ہوئے۔ **واللہ اعلم بالصواب**۔ (اردو ترجمہ مفتاح اللطائف)

نفس سے مخالفت اور اسے زیر کرنا

خدائے تعالیٰ کی فرمانبرداری نفس کے خلاف ہے اور اس کی نافرمانی سے وہ خوش و رضامند ہے۔

تمثیل

اور نفس کیا چیز ہے وہ ایک مار ہے اور اس کی خصلت کنار ہے۔ دیکھو مار پر تاوقتیکہ افسون اور منتر نہ پڑھا جائے اسے کوئی زیر نہیں کر سکتا اور ہاتھ میں نہیں لے سکتا۔ کسی نے مار سے پوچھا جب کوئی تجھ پر افسوں پڑھتا ہے تو تو اپنے سوراخ سے کیوں نکل آتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں خدا پر اپنے سر کو اپنی جان کو اس پر قربان کرتا ہوں۔ جو کوئی میرے دروازے پر نام لیتا ہے مجھے نفس کی وہی مثال ہے۔ وہ سانپ کی مثال ہے اور انسان کا وجود گویا سوراخ ہے اور اسم اللہ اس کے لئے افسوں ہے۔ اور اس کی خصلت کفر ہے اور وہ مسلمان نہیں ہوتا مگر شریعت سے اور کلمہ طیبہ **لا الہ الا اللہ**

محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے الاسلام حق و الکفر باطل اسلام حق ہے اور کفر باطل ہے۔ (عین الفقر صفحہ نمبر ۹۹)

خانہ ہائے نفس

انسان کے وجود میں چار خانے ہیں۔

○ خانہ اول: زبان جس میں لہو ولعب پیدا ہوتا ہے۔

○ خانہ دوم: دل کہ خطرات و وسواس اس پر ظاہر ہوتے ہیں۔

○ خانہ سوم: ناف کہ جس میں شہوت و ہوا پیدا ہوتی ہے۔

○ خانہ چہارم: اطراف دل کہ اس میں حرص و حسد، کبر و ہوس، عجب و غرور، کینہ و ریا، بغض و عداوت وغیرہ ظاہر ہوتا ہے۔

ان چار خانوں میں چاہئے کہ محبت الٰہی کی آگ جلائیں کہ ذکر اللہ کے سوا اس آگ کو کوئی نہ بجھا سکے اور علماء سوان چار خانوں سے بے خبر رہتے ہیں اور معرفت و عشق اور محبت کو نہیں اختیار کرتے بلکہ اس کے عوض حرص، حسد، عجب و ریاء وغیرہ کی راہ پر آجاتے ہیں مگر صاحب نظر ہمیشہ دل کا مطالعہ کرتا رہتا ہے اور انوار تجلیات پر نظر رکھتا ہے۔ پھر آخر کو اس کی موت بھی زندگی ہوتی ہے۔

حدیث شریف

الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب۔ فقیر کامل کے لئے موت پل ہے کہ دوست کو دوست سے ملا دیتی ہے۔ (عین الفقر صفحہ نمبر ۹۰)

معراج میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ربانی

مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شب معراج میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔ "اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) اچھے لباس اور بہترین طعام اور اعلیٰ بچھونے سے احتراز فرمایئے۔ اس لئے کہ نفس تمام برائیوں کا مرکز اور منبع ہے۔ اسے نیکی کی طرف بلاؤ تو برائی کی طرف کھینچتا ہے اور طاعت کے لئے تو اس کا جی چاہتا ہی نہیں۔ ہاں برائی کا شیدائی ہے اور جب سیر ہوتا ہے تو سرکشی کرتا ہے اور کثیر مال پاتا ہے تو تکبر کرتا ہے اور جو اچھی بات ہوتی ہے اسے بھلا دیتا ہے۔ عیش اور طرب میں غفلت ہے۔ شیطان کا گہرا دوست ہے۔
(فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان پ ۱)

تکبر اور غرور کی مذمت

معلوم ہونا چاہئے کہ تکبر اور خود بینی ایک غلط روش اور بری عادت ہے اور حقیقت میں یہ حق تعالیٰ کیساتھ ایک قسم کا مقابلہ ہے کہ بزرگی اور عظمت تو صرف اسی ذات کو سزاوار ہے یہی وجہ ہے قرآن پاک میں جبار اور متکبر کی بہت مذمت آئی ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

کذالک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار ○

اللہ تعالیٰ ہر مغرور اور جابر کے تمام دل پر مہر لگا دیتا ہے

اور یہ بھی ارشاد فرمایا: **خاب کل جبار عنیدہ ○** جتنے سرکش اور ضدی لوگ ہیں وہ سب کے سب بے مراد ہوتے اور فرمایا گیا۔

انی عذت بربی و ربکم من کل متکبر لا یومن بیوم الحساب میں اس سے جو میرا اور تم سب کا رب ہے ہر مغرور و متکبر کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جو روز حساب پر ایمان نہیں رکھتا۔

(ارشادات نبوی ﷺ۔)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہو گا وہ بہشت میں نہیں جائیگا۔ یہ بھی حضور علیہ التحیتہ والثناء نے فرمایا کہ جو شخص تکبر اختیار کریگا۔ اس کا نام متکبرین میں لکھا جائیگا۔ اور وہی عذاب اس کو دیا جائیگا جوان متکبرین کو پہنچتا ہے۔ ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ سلام نے دیو پری اور جن وانس کو حکم دیا کہ سب

باہر نکلیں ۲ لاکھ انسان اور ۲ لاکھ جن جمع ہوئے اور ان کے تخت کو آسمان کے پاس اڑا کر لے گئے۔ آپ نے ملا ئکہ کی تسبیح کی آواز سنی۔ وہاں سے زمین پر اترے اور اتنے نشیب میں پہنچے کہ مقر دریا تک پہنچ گئے۔ اس وقت ندا آئی کہ اگر ایک ذرہ تکبر سلیمان علیہ سلام کے دل میں ہوتا تو ان کو ہوا میں لے جانے سے پہلے زمین میں غرق کر دیتا۔ حضور ﷺ کا بھی یہ ارشاد ہے کہ تکبر کرنے والوں کو قیامت کے دن چیونٹیوں کی صورت میں اٹھایا جائیگا۔ لوگ ان کو اپنے پاؤں کے نیچے روندلیں گے کیونکہ اللہ کے نزدیک وہ ذلیل و خوار ہوں گے۔ حضور ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ دوزخ میں ایک غار ہے اس غار کو ہب ہب کہتے ہیں۔ حق تعالیٰ مغروروں اور متکبروں کو اس میں ڈالے گا۔" حضرت سلیمان علیہ سلام فرماتے ہیں کہ تکبر ایسا گناہ ہے کہ کوئی عبادت اس متکبر کو نفع نہیں دیگی۔

حضور علیہ تحیتہ والسلام فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ جل شانہ' ایسے شخص پر جو تکبر سے اپنے لباس کو زمین پر کھنچتا چلے نظر نہیں فرماتا۔ سرکار دو عالم ﷺ سے منقول ہے کہ ایک شخص لباس فاخرہ پہن کر تکبر کیساتھ چلتا اور اپنے آپ کو دیکھتا تھا۔ حق تعالیٰ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت تک اسی طرح دھنستا رہے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص تکبر کرتا ہے اور ناز سے چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ناخوش ہو گا"

جناب محمد بن واسع رحمتہ اللہ علیہ نے ایک بار اپنے لڑکے کو دیکھا کہ تکبر سے چل رہا ہے آپ نے پکار کر اس سے کہا۔ اے لڑکے کیا تو اپنی حقیقت نہیں جانتا۔ سن تیری ماں کو میں نے ۲۰۰ درہم میں خرید ا تھا۔ اور مسلمانوں میں تیرے باپ جیسے بہت سے لوگ ہیں۔

شیخ مطرف ابن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے مہلب کو دیکھا کہ تکبر سے چل رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ اے خدا کے بندے ایسی چال سے خدا ناخوش ہوتا ہے۔ مہلب نے کہا کیا تم مجھ کو نہیں جانتے؟ میں نے کہا جانتا ہوں۔ پہلے تو ایک ناپاک نطفہ تھا۔ اور آخر میں ایک مردار ہو گا۔ اور دو حالتوں کے بین بین تو نجاستوں کو اٹھائے لیے پھرنے والا ہے۔ (بہار شریعت)

حدیث شریف

انسان کے سر پر ۲ زنجیریں ہیں۔ ایک کا سرا ساتویں آسمان میں دوسری کا ساتویں زمین میں اگر وہ تواضع کرتا ہے تو وہ اسے ساتویں آسمان پر لے جاتی ہے اگر وہ تکبر کرتا ہے تو دوسری زنجیر اسے ساتویں زمین میں دھنسا دیتی ہے۔ (فیوض الرحمٰن پ ۲۴)

تکبر کی مذمت

متکبر جیسا بھی ہو بالا خر ذلیل و خوار ہوتا ہے۔ چنانچہ مشہور ہے۔ کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ایک سفید موتی پیدا فرمایا۔ اس پر ہیبت کی نگاہ ڈالی تو وہ پگھل کر پانی ہو گیا۔ اس کے اوپر ایک جھاگ کا ٹکڑا بلند ہوا۔ جس سے زمین پیدا ہوئی۔ اس نے فخر کیا تو اس کے فخر کرنے سے اس پر پہاڑ بچھا دیئے گئے۔ جو اس کے لئے بمنزلہ میخوں کے ہوئے۔ اس طرح زمین کو تکبر کی سزا ملی۔ پھر پہاڑوں نے فخر کیا تو ان کے فخر کو ختم کے لیے لوہا پیدا فرمایا۔ لوہے نے تکبر کیا تو اسے آگ سے کمزور کیا۔ آگ نے تکبر کیا تو پانی کو پیدا کر کے پھیلا دیا۔ بادل نے کیا تو ہوا نے اسے منتشر کر کے پھیلا دیا۔ ہوا نے فخر کیا تو آدمی کو پیدا کر کے انہیں اس سے حفاظت کا طریقہ بتا دیا۔ کہ گرمی اور سردی سے بچنے

کے لیے گھر بنائیں تاکہ ہوا کی محتاجی نہ رہے۔ اور نہ ہی اسے فخر کرنے کا موقع ملے۔ آدمی کو تکبر ہوا تو اس پر نیند مسلط کر دی۔ نیند نے تکبر کیا تو اس پر مرض کا حملہ کر دیا۔ مرض نے نے تکبر کیا تو اس پر موت طاری کر دی جائے گی۔ اگر موت نے تکبر کیا تو قیامت کے دن جنت اور دوزخ کے درمیان ذبح کر دیا جائے گا۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا **انذرہم یوم الحسرۃ اذا قضی الامر**۔ اور انہیں حسرت کے دن سے ڈرائیے جبکہ ایک امر کا فیصلہ ہو گا۔ پہلے جب موت کو ذبح کر دیا جائیگا۔ اس سے ثابت ہوا کہ سب پر غالب صرف اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ' ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا **وانا فوقہم قاہرون** اور ہم ان سب پر غالب ہیں۔

تکبر نفس امارہ کی بہت گندی اور خراب بیماریوں میں سے ہے اس لیے اس کا ازالہ نہائیت ضروری ہے۔ (فیوض الرحمٰن پ ۲۴)

حدیث قدسی شریف

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا ازار ہے۔ جو بھی مجھ سے ان دونوں کو یا ایک کو چھینتا ہے میں اسے دوزخ میں داخل کردوں گا۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حکایت ابلیس

ابلیس لعین کو کسی نے دیکھا فرمایا مجھے نصیحت کیجئے۔ ابلیس نے کہا **انا** (میں) نہ کہنا ورنہ مجھ جیسے ہو جاؤ گے۔

انا یعنی میں کہنا شریعت میں زندیقی اور طریقت میں شرک ہے۔ جب شریعت کے مقام پر ہو تو یہی سمجھنا کہ سب کچھ اسی سے ہے۔ شریعت قال ہے

اور طریقت حقیقت حال۔ اقوال و احوال کو تم صحیح کر لو احوال وہی پیدا کر دیگا۔

دنیا تو شیطان کی بنائی ہوئی شراب ہے۔ جس نے اس سے ایک گھونٹ پیا وہ قیامت تک بے ہوش رہے گا۔ (فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ البیان پ ۲۰)

اے برادر چوں عاقبت خاکست
خاک شو پیش از آنکہ خاک شوے

اے بھائی اگر مٹنا ہی ہے تو پہلے ہی مٹ جا مٹنے سے۔ (فیوض الرحمٰن پ ۲۰)

حدیث شریف

اللہ تعالیٰ کی تین چادریں ہیں (۱) عزت کی (۲) کبریائی کی (۳) رحمت کی۔ جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے سے عزت کا خواہاں ہو اللہ اسے ذلیل کرتا ہے (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان پ ۲۵) ہے۔

تکبر کی اقسام

حضرت شیخ علی سمرقندی قدس سرہ نے اپنی تفسیر بحر العلوم میں لکھا ہے کہ تکبر کی تین اقسام ہیں:

(۱) تکبر علی اللہ: یہ تمام قسموں سے قبیح اور خبیث ترین ہے اس لئے کہ محض جہل سے ہوتا ہے۔

(۲) تکبر علی الرسل: یہ اس شخص سے سرزد ہوتا ہے جو اپنے آپ کو معزز و مکرم سمجھ کر اس لیے انکار کرتا ہے کہ وہ اپنے جیسے بشر کے سامنے سر جھکائے اسے بھی قیامت میں اس متکبر کی طرح سخت عذاب ہو گا جو تکبر علی اللہ کا مرتکب ہوتا ہے۔

(۳) تکبر علی العباد: وہ یہ ہے کہ کوئی اپنے آپ کو معظم اور دوسروں کو حقیر سمجھے اسی لیے ان کی اچھی بات پر عمل کرنے سے انکار کرے بلکہ انھیں اپنی لڑائی کی دعوت دے اور انھیں نفرت کی نگاہ سے دیکھے انھیں لاشے سمجھے بلکہ ان کی برادری سے نفرت کرے ایسا متکبر بڑا جاہل ہے اور غضب حق کا مستحق ہے اگرچہ پہلے دو متکبروں سے درجہ میں بہت کم ہے۔ وہ دائمی عذاب میں مبتلا ہوں گے اور اسے سزا کے طور پر چند روز مبتلا ہونا پڑے گا جبکہ توبہ کر کے مرے۔

ف: جو شخص اللہ تعالیٰ کے بندوں (اولیاء عظام) کے ساتھ تکبر کرتا ہے تو وہ گویا اللہ تعالیٰ کی چادر (شان) چھینتا ہے اور اللہ کی صفت خاص سے ہونا چاہتا ہے۔

اعجوبہ تصوف

حضرت ابو الصالح حمدان بن احمد قصاء رحمتہ اللہ علیہا نے فرمایا کہ جو شخص اپنے آپ کو فرعون سے بہتر سمجھتا ہے وہ بھی متکبر ہے۔ مثنوی شریف میں ہے کہ۔ آنچہ در فرعون بود اندر توہست

جو کچھ فرعون کے اندر تھا وہ تیرے اندر بھی ہے:

لیک اژدرھات محبوس چہست

فرق صرف یہ ہے کہ تیرے اژدھا (نفس) کی شرارت کنویں میں مقید ہے

آتشت را ہزم فرعون نیت

اور تیری لکڑیوں میں فرعون والی آگ نہیں۔

زآنکہ چوں فرعون اوراعون نیت

تیرے نفس کو وہ طاقت حاصل نہیں جو فرعون کو حاصل تھی۔

حکایت

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تیس ۳۰ سال عبادت الٰہی میں بہت جدوجہد کرتا رہا۔ ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ کسی نے فرمایا اے بایزید رحمتہ اللہ علیہ! عبادت سے اللہ تعالیٰ کے خزانے پر ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا وصال چاہتے ہو تو عجز و نیاز کرو۔ (فیوض الرحمٰن پ۱۸ اردو ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف

حضور ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں عام انسان کی طرح زندگی گزارو سیدنا موسیٰ علیہ صلوۃ واسلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا۔ یا الہ العٰلمین! میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟
فرمایا میں ان قلوب میں ہوتا جو محض میری وجہ سے عاجز، منکسر اور خاشع ہوں۔

تکبر زائل کرنے کا علاج

جس نے اپنے لیے یقین کیا کہ وہ چند بیکار امور سے مرکب ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ اس کی ابتدا اور انتہا اور اوسط کیا ہے تو اپنے اندر ہزار نقائص و عیوب پائے گا اس طرح سے تکبر اس کے دل سے زائل ہو جائے گا۔ اور جس کا تکبر دنیا و دولت سے ہو تو اسے سمجھنا چاہئے کہ وہ عارضی شے چند روز کے بعد اس سے ختم ہو کر مٹ جائے گی۔ (فیوض الرحمٰن پ۲۰)

چاند کی چھائیاں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ ایک

کشف الاسرار میں ہے کہ چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کی ایک حکمت یہ ہے کہ چاند کو خوب نورانی پیدا کیا گیا تھا لیکن یہ اپنا نور دیکھ کر اترایا اللہ تعالیٰ کو اس کی یہ ادا پسند نہ آئی۔ جبرائیل علیہ اسلام کو حکم ہوا کہ اس کے چہرے پر مار کر اس کا نور چھین لیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ چاند کی چھائیاں جبرائیل علیہ اسلام کے پر کے نشان ہیں کیونکہ اس کا نور تو چھین لیا گیا نشانات باقی رہ گئے اور اس کی پیشانی کا نقش کلمہ توحید یعنی لاالہ الا اللہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نقش اللہ تعالیٰ نے ہی چاند کی پیشانی پر لکھوائے۔

چاند کی سزا اور اس کی معافی

جب چاند سے نور چھین لیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی قدرت سے بھی ہٹا دیا چاند نے فرشتوں سے مدد چاہی اور انھیں اللہ تعالیٰ کے حصور میں سفارشی بنایا فرشتوں نے اللہ سے عرض کی اے الٰہ العلمین چاند معافی چاہتا ہے۔ وہ خدمت بارگاہ کا آرزو مند ہے اسے حسب دستور خدمت میں لگایا جائے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی سفارش قبول فرمالی۔ اور حکم فرمایا کہ مہینہ میں ایک بار میری بارگاہ میں سر سجود ہو چنانچہ چودھویں شب کو خدمت کے لئے قریب تر ہوتا ہے تو اس کا نور مکمل کر دیا جاتا ہے۔ پھر خدمت سے خود دور ہو جاتا ہے اتنا ہی نور کم ہو جاتا ہے۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان پ ۲۳)

عزت بڑھتی ہے

معافی اور درگزر سے عزت بڑھتی ہے، مجرم خود شرمندہ ہوتا ہے۔ بلکہ

آئندہ کے لئے اس کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ یوسف علیہ اسلام نے والد ماجد سے عرض کیا اخوجنی من السجن رب نے مجھ پر بڑا احسان فرمایا مجھے قید سے نکالا وہاں سے نجات دی مگر کنویں کا ذکر نہ کیا کہ بھائی پاس کھڑے تھے۔ وہ شرمندہ ہو جاتے' ابوسفیان ہندہ وغیرہ کے مسلمان ہو جانے پر حضور پرنور ﷺ نے گزشتہ قصوروں اور ظلموں کا ذکر نہ کیا۔ بلکہ عکرمہ رضی اللہ عنہ کے ایمان کے بعد صحابہ اکرام کو حکم دیا کہ کوئی ان کے سامنے ان کے باپ ابوجہل کو برا نہ کہے۔

ندامت ساتھ لے کر سامنے اے عاصیو جاؤ (تفسیر نعیمی پارہ نمبر۹ نمبر ۴۹۶) سنا ہے شرمساروں کو وہ شرمایا نہیں کرتے

فرمان غوث اعظم رضی اللہ عنہ

جو غصہ کرے وہ متکبر ہے۔ جو گالی دے وہ کمینہ ہے جو بدلہ لے وہ درندہ ہے لیکن جو معاف کرے وہ محبوب خدا ہے۔

بغض

سبق میں ہے کہ بغض ہو نہ کینہ ہو نہ عداوت مومن پر لازم ہے کہ ان تین چیزوں میں سے کوئی بھی نہ رکھے۔ حدیث شریف سرکار دو عالم ﷺ صحابہ کرام کے ہمراہ تشریف فرما تھے آپ ﷺ نے فرمایا جو اس دروازے سے گزرے یعنی سب سے پہلے داخل ہو گا وہ بہشتی ہو گا دیکھا گیا کہ وہاں سب سے پہلے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ گزرے صحابہ کرام اٹھے اور انہیں مذکورہ بالا خوشخبری سنائی اور ساتھ ہی پوچھا کہ تم کون سے نیک عمل کرتے ہو انہوں نے کہا کہ میں ایک کمزور انسان ہوں۔ میں نے کیا نیک عمل کرنا ہے۔

صرف اتنی امید رکھتا ہوں۔ کہ میں کسی کے لئے دل میں کینہ بغض نہیں رکھتا۔ اور نہ ہی لا یعنی بات میرے دل میں رہتی ہے (فیوض الرحمٰن تفسیر روح اردو ترجمہ البیان پ۲۰)

جسم انسانی

جسمانیت انسانی میں ۴ درخت ہیں۔ اور ۴ نہروں سے ان کو پانی ملتا ہے۔

(۱) عقل درخت ہے۔ فکر اس کا پانی۔
(۲) دوسرا درخت غفلت ہے۔ جہالت کی نہر سے اختلاف کا پانی اس کو ملتا ہے۔
(۳) جب باطن کی قیامت صغریٰ اور ہجران کا میدان محشر قائم ہوتا ہے تو درخت ندامت کو زندگی ملتی ہے۔ نہر توبہ سے اس کو پانی ملتا ہے۔
(۴) پھر شجر محبت اگایا جاتا ہے۔ اور موافقت اور اطاعت کی نہر سے اس کو پانی ملتا ہے۔ شجر عقل کا سب سے بڑا دشمن نفس امارہ ہے جو پہلے عقل سے انتہائی محبت کرتے ہوئے اس سے ملتا ہے پھر اپنے باطن کے چار گھن ان میں سبز اد یتا ہے۔

پہلا گھن یعنی کیڑا حسد ہے۔ جو مسلمانوں۔ علماء۔ اولیاء اللہ کے عقل میں داخل ہوتا ہے۔ ہر طرح گستاخی بے ادبی نقصان پہنچانے کے عقل منصوبے بناتی ہے۔

دوسرا گھن حرص ہے۔ دنیا کے حصول میں تمام عقل خرچ کر دیتے ہیں۔

تیسرا گھن دینوی جاہ مرتبہ کی خواہشات و طلب۔

چوتھا گھن فکر دنیا اور شہوت پرستی۔

یہ چار گھن عقل کے درخت کو کھوکھلا کر دیتے ہیں۔ لیکن نفس امارہ حیلوں بہانوں، دلاسوں، تسلیوں، قسمیں بول بول کر یہی سمجھاتا ہے کہ کچھ نہیں ہوا۔ عقل درخت ہے۔ بندہ ان میں ہی مست گرار رہتا ہے۔

بغض و حسد

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **ومن شر حاسد اذا حسد** تم کہو میں پناہ مانگتا ہوں حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرتا ہے۔

غبطہ اس کو کہتے ہیں اگر آدمی ایسی تمنا کرے میں بھی ویسا ہو جاؤں اور وہ نعمت مجھے بھی مل جائے۔ یہ حسد نہیں۔

حسد کی مذمت

حسد حرام ہے۔ احادیث میں اس کی بہت مذمت وارد ہوئی ہے۔ حسد کے معنی ہیں کہ کسی شخص میں خوبی دیکھی۔ اس کو اچھی حالت میں پایا۔ اس کے دل میں یہ آرزو ہے۔ کہ یہ نعمت اس سے جاتی رہے اور اگر یہ مجھے مل جائے۔ یہ حسد ہے اس کو غبطہ نہیں کہتے۔ جس کو لوگ رشک سے تعبیر کرتے ہیں۔ (عالمگیری)

یہ آرزو کہ جو نعمت فلاں کے پاس ہے۔ وہ یہاں مجھے مل جائے، کیونکہ بعینہ وہی چیز جب اس کو ملے گی کہ اس سے جاتی رہے اگر یہ آرزو ہے کہ اس کی مثل مجھے ملے یہ غبطہ ہے۔ کیونکہ اس سے زائل ہونے کی آرزو نہیں پائی گئی۔ (عالمگیری)

حدیث شریف میں فرمایا ہے کہ حسد نہیں مگر دو چیزوں میں ایک وہ

شخص جس کو خدا نے مال دیا اور وہ راہ حق میں صرف کرتا ہے۔ دوسرا وہ شخص جس کو خدا نے علم دیا ہے۔ وہ لوگوں کو سکھاتا ہے۔ اور علم کے موافق فیصلہ کرتا ہے اس حدیث سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان دو چیزوں میں حسد جائز ہے۔ مگر بغور دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ امام بخاری علیہ رحمتہ کے ترجمہ اسباب سے بھی یہی پتہ چلتا ہے۔ کہ اگر حسد جائز ہوتا تو ان میں جائز ہوتا۔ مگر ان میں بھی ناجائز ہے۔ جیسا کہ حدیث **لا شود مرا لافی الدار الحدیث** اسی قسم کی تاویل کی جاتی ہے۔ اور بعض علمانے فرمایا۔ کہ معنی حدیث یہ ہیں۔ کہ حسد انہیں دونوں میں ہو سکتا ہے۔ اور چیزیں تو اس قابل ہی نہیں۔ کہ ان میں حسد پایا جا سکے۔ کہ حسرت معنی یہ ہیں۔ کہ دوسرے میں کوئی نعمت دیکھے اور یہ آرزو کرے کہ وہ مجھے مل جائے۔ اور دنیا کی چیزیں نعمت ہیں کہ جن کی تحصیل کی فکر ہو۔ دنیا کی چیزوں کا مال اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔ اور یہ چیزیں وہ ہیں کہ ان کا مطمع نظر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی و رضا ہے۔ لہٰذا نعمت جس کا نام ہے وہ ہی ہیں ان میں حسد بھی غبطہ کے ہو سکتا ہے۔ (عالمگیری)

غصہ

ایک حدیث شریف شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے وصیت فرمائیے فرمایا غصہ نہ کرو اس نے بار بار وہی سوال کیا جواب یہی ملا غصہ نہ کرو۔ (بخاری)

غصہ کی حالت میں اپنے جذبات پر قابو پانا اور قوت و طاقت کے باوجود دوسرے کو معاف کر دینا بہت بڑی اخلاقی جرات ہے۔ اس لیے قرآن پاک میں مومنین کی صفات بیان کی گئیں ہیں وہاں عفو کا ذکر کیا گیا ہے۔

و اذا ما غضبو اہم یغفرون۔ جب انہیں غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں (۱۳۷)

والکاظمین الغیظ و العافین عن الناس۔

وہ غصہ کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔ (عمران ۱۳۴)

نواسہ رسول ﷺ کا واقعہ

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں ایک لطیف نکتہ یہ نکالا کہ اللہ تعالیٰ نے غصے کو مٹانے والے کی تعریف نہیں کی۔ بلکہ غصہ کو پی جانے والے اور دبانے والے کی تعریف فرمائی ہے۔ اس آیت کی تشریح میں درج ذیل واقعہ بڑا موزوں ہے۔

سید الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا۔ ایک دن وہ وضو کے لئے پانی لایا۔ جب آپ وضو کر چکے اور غلام نے لوٹا اٹھایا تو آپ سے ٹکرا گیا۔ جس سے آپ کے ایک دانت کو تکلیف پہنچی آپ نے غلام کو غصہ سے دیکھا۔ تو غلام نے یہ آیت پڑھی۔

غلام: **والکاظمین الغیظ** (اور غصہ پی جانے والے)

سرکار: **کظمت غیظی** (میں نے اپنا غصہ فرو کر دیا)

غلام: **والعافین عن الناس** (لوگوں کو معاف کرنے والے)

سرکار: **عفوت عنک** (میں نے تجھے معاف کیا)

غلام: **واللہ یحب المحسنین** (اور اللہ احسان کرنے والے کو پسند کرتا ہے)

سرکار: **انت حسر بوجہ الل ہ** (تم آزاد ہو اللہ کے لئے)

غلام: میری آزادی کا پروانہ؟

سرکارؐ: تلوار اور ڈھال دیتا ہوں اس کے سوا کچھ نہیں۔

جب کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے۔ اگر غصہ چلا جائے تو فبہا ورنہ لیٹ جائے۔ (احمد ترمذی)۔ بعض لوگوں کو غصہ جلد آجاتا ہے اور جلد چلا جاتا ہے۔ ایک کے بدلے میں دوسرا ہے اور بعض کو دیر میں آتا ہے اور دیر میں جاتا ہے۔ اور تم میں وہ بہتر ہیں کہ دیر میں انہیں غصہ آئے اور جلد چلا جائے۔ اور بدتر وہ ہیں جنہیں غصہ جلد آئے اور دیر میں جائے۔ غصہ سے بچو کہ وہ آدمی کے دل پر ایک انگارا ہے۔ دیکھتے نہیں ہو کہ گلے کی رگیں پھول جاتی ہیں اور آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں۔ جو شخص غصہ محسوس کرے' لیٹ جائے اور یا زمین سے چپٹ جائے۔ جو شخص اپنی زبان کو محفوظ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اور جو اپنے غصہ کو روکے گا قیامت کے دن اللہ اپنا عذاب اس سے روک دے گا۔ اور جو اللہ سے عذر کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے عذر کو قبول کرے گا۔

غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہوتا ہے اور آگ پانی ہی سے بجھائی جاتی ہے۔ لہٰذا جب کسی کو غصہ آجائے تو وضو کرے۔ (ابوداؤد)

غیبت

معلوم ہونا چاہئے کہ غیبت یہ ہے کہ کسی کی عدم موجودگی میں اس کے بارہ میں ایسی بات کہی جائے جو اس کو ناگوار گزرتی ہو۔ اگرچہ کہنے والے نے سچ بات کہی ہو۔ اگر وہ بات جو عدم موجودگی میں کہی گئی ہے' دروغ اور جھوٹ ہے تو یہ غیبت نہیں بلکہ بہتان ہے۔ ایسی ہر ایک بات جس سے کوئی برائی ظاہر

ہوتی ہو، خواہ اس کا تعلق اس کے لباس یا جسم اس کے فعل کے یا قول کے بارہ میں کہی جائے۔ مثلاً جسم کے بارے میں کہا جائے کہ وہ لمبا (طویل القامت) یا سیاہ فام یا زرد رو فام یا گربہ چشم (کنجی آنکھ والا (بلی کی آنکھوں والا) اور بھینگا یا کسی کے بارے میں کہا جائے ہندو بچہ، جولائے کی اولاد یا اخلاق کے بارے میں کہا جائے کہ وہ بدخو ہے یا متکبر، زبان دراز، بزدل اور کمزور ہے۔ یا افعال کے بارے میں کہ وہ چور ہے یا خائن ہے۔ بے نمازی ہے۔ نماز میں تعدیل ارکان نہیں کرتا۔ قرآن پاک غلط پڑھتا ہے یا اپنے لباس کو پیشاب سے محفوظ نہیں رکھتا۔ یا زکوۃ نہیں دیتا۔ حرام کا مال کھاتا ہے۔ زبان چلاتا ہے۔ بہت کھاتا ہے۔ بہت سوتا ہے، ڈھیلی آستین کا کپڑا پہنتا ہے یا دراز دامن ہے۔ میلا کچیلا لباس پہنتا ہے۔

حضور سرور کونین ﷺ نے فرمایا ہے جب تم ایسی بات کہو جس کے سننے سے کوئی آزردہ خاطر ہو جائے تو وہ غیبت ہے۔ اگرچہ تمہارا وہ قول سچ ہو۔ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ میں نے ایک عورت کے بارے میں کہا کہ وہ پستہ قد ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نے غیبت کی ہے۔ تم تھوک دو۔ جب میں نے تھوکا تو منہ سے سیاہ خون کا تکیہ نکلا۔

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ جب کسی گناہ گار کا تذکرہ کیا جائے تو وہ غیبت نہیں ہے۔ کیونکہ ایسے شخص کی مذمت کرنا دینداری ہے لیکن یہ درست نہیں ہے بلکہ کسی کو فاسق، شراب خور اور بے نمازی بھی نہ کہو۔ البتہ اگر کوئی عذر ہو تو کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ غیبت وہ ہے جس سے آدمی کو کراہت پیدا ہو اور یہ سب باتیں سچ ہوں۔ جب اس کے کہنے میں کچھ فائدہ نہیں تو نہ کہو۔ غیبت صرف زبان سے کہنے ہی پر موقوف نہیں بلکہ

ہاتھ' آنکھ' کنایے اور اشاروں سے غیبت ہو سکتی ہے۔ یہ سب حرام ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ میں نے ہاتھ کے اشارہ سے کہا کہ فلاں عورت پستہ قد ہے تو سرکار ﷺ نے فرمایا کہ تم نے غیبت کی ہے۔ اسی طرح لنگڑے کی طرح چلنا' ڈھیری آنکھ بنانا تاکہ کسی کا حال اس سے ظاہر ہو' یہ سب غیبت ہے۔ اگر نام لے کر ہے اور کہے کہ ایک شخص نے ایسا کیا تو غیبت نہیں مگر جب حاضرین کو معلوم ہو جائے کہ اس سے مراد فلاں شخص ہے تو اس طرح روایت کرنا بھی حرام ہے کیونکہ قائل کا مقصود سمجھانا ہے' وہ کسی طرح بھی ہو۔ بعض لوگ ایسے ہیں کہ غیبت کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ غیبت نہیں ہے۔ مثلاً جب کسی کا ذکر ان کے سامنے آتا ہے تو کہتے ہیں الحمد للہ خدا نے ہم کو اس بات سے محفوظ رکھا۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص ایسا کام کرتا ہے مثلاً کہتے ہیں کہ فلاں شخص بہت نیک تھا۔ لیکن وہ بھی دنیا والوں میں پھنس گیا۔ وہ بھی ہماری طرح مخلوق میں مبتلا ہو گیا۔ اب خدا معلوم کب نجات پائے گا۔ اسی قبیل کی اور باتیں کرتے ہیں اور کبھی اپنی مذمت اس طرح کرتے ہیں کہ اس سے دوسرے کی مذمت ظاہر ہو۔ اور کبھی جب ان کے سامنے کسی کی غیبت کی جاتی ہے تو اس بات پر اظہار تعجب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انوکھی بات ہے۔ تاکہ غیبت کرنے والا ہوشیار ہو جائے اور دوسرے بھی واقف ہو جائیں جو بے خبر تھے۔ وہ بھی اس بات کو سن لیں یا کہتے ہیں کہ بھئی ہم کو اس کے بارے میں سن کر بہت رنج پہنچا۔ حق تعالیٰ محفوظ رکھے۔ مقصود یہ ہے کہ دوسرے لوگ آگاہ ہو جائیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب کسی کا ذکر درمیان میں آتا ہے۔ حق تعالیٰ ہم کو توبہ کی توفیق نصیب کرے تو کہ لوگ سمجھ لیں کہ فلاں شخص نے گناہ کیا ہے۔ یہ تمام باتیں غیبت میں شامل ہیں اور جب اس

طرح بیکار باتوں سے مطلب پورا ہوتا ہو تو اس میں نفاق بھی پایا جاتا ہے۔ خود کو پارسا اور غیبت سے بیزار بنایا جا رہا ہے۔ بس اس میں دو گناہ ہووے اور نادانی سے یہ سمجھ بیٹھے کہ یہ گناہ نہیں ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ غیبت کرنے والے سے کہتے ہیں چپ رہو۔ بدگوئی مت کر۔ لیکن دل سے اس کو برا نہیں سمجھتے تو ایسے لوگ منافق ہیں اور غیبت کرنے والے بھی ہیں۔ جب آدمی کسی کی غیبت کو سنتا ہے تو اس میں شریک ہو جاتا ہے۔ ہاں اگر دل سے بیزار ہو تو غیبت نہیں ہے۔ **ایحب احدکم ان یا کل لحم اخیہ میتا " فکرھتموہ۔** کیا تم پسند کرتے ہو کہ تم میں کوئی اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارہ نہ ہو گا۔

قرآن میں غیبت کرنے والے کو مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے غیبت سے پرہیز کرو۔ کیونکہ غیبت زنا سے بدتر ہے۔ زانی کی توبہ تو قبول کر لی جاتی ہے لیکن غیبت کرنے والے کی توبہ قبول نہیں کی جاتی۔ جب تک کہ وہ شخص جس کی غیبت کی گئی ہو معاف نہ کر دے۔ فرمایا کہ معراج کی شب میرا گزر ایک ایسی جماعت پر ہوا جو اپنے منہ کا گوشت ناخن سے نوچ رہے تھے۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی غیبت کرتے تھے۔ (کیمیائے سعادت)

مسئلہ

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ فاجر کا فجور بیان کرنا اس نیت سے کہ لوگ اس فجور یعنی گناہ سے بچ جائیں یا اسے تنبیہہ ہو کہ وہ اس گناہ سے باز آجائے تو یہ غیبت نہ ہو گی۔

مسئلہ

جو حیاء کی چادر منہ سے اتار دے اس کا گلہ بھی جائز ہے۔ (تفسیر فیوض الرحمٰن پ ۲۶)۔ گلہ قبیح ترین صورتوں میں سے ہے۔ اس لئے کہ انسان کا گلہ کیا جائے تو اس کا دل اپنی بے عزتی سے ایسے درد محسوس کرتا ہے جیسے کسی کے زندہ جسم سے گوشت کاٹا جائے بلکہ انسان کا دل تو جسم اور خون سے زیادہ برگزیدہ ہے تو سمجھدار جیسے زندہ آدمی کا گوشت کھانا گوارا نہیں کرتا تو پھر بطریق اولی کسی کا گلہ کرنا گوارا نہیں کرے گا۔ بالخصوص مردار کھانا نفوس کے لئے انتہائی کراہت اور طبع کے لئے انتہائی نفرت ہے۔

حکایت

حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ابھی بچہ تھا تو بہت عبادت کرتا تھا۔ شب خیز اور زہد و عبادت پر حریص تھا اور پرہیزگار بھی غضب کا تھا۔ ایک رات والد محترم کی خدمت میں تھا۔ ساری رات عبادت میں گزار دی اور تلاوت قرآن پاک کرتا رہا۔ چند لوگ ہمارے قریب مزے سے سو رہے تھے۔ میں نے اپنے والد محترم سے عرض کیا ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو اٹھ کر صرف ایک دوگانہ پڑھ لے۔ خواب غفلت میں ایسے غرق ہیں کہ گویا مردے ہیں۔ والد مرحوم نے فرمایا بیٹے! اگر تم ساری رات سوتے تو اس عبادت سے بہتر تھا کہ تم غیبت میں گرفتار ہو۔ (فیوض الرحمٰن پ ۲۶)

حدیث شریف

بیہقی نے دعوات کبیر میں انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کی

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غیبت کے کفارہ میں یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے اس کے لئے استغفار کرے اور یہ کہے۔ **اللھم اغفرلنا ولہ الٰہی!** ہمیں اور اسے بخش دے۔ (بیہقی)

حدیث شریف

ابوداؤد نے حضرت ابی ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب ماعز سلمی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو رحم کیا گیا۔ دو شخص آپس میں باتیں کرنے لگے۔ ایک نے دوسرے سے کہا اسے تو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی کی تھی۔ مگراس کے نفس نے نہ چھوڑا۔ کتے کی طرح رحم کیا گیا۔ سرکار نے سن کر سکوت فرمایا۔ کچھ دیر تک چلتے رہے کہ راستہ میں مرا ہوا گدھا ملا۔ جو پاؤں پھیلائے ہوئے تھا۔ سرکار ﷺ نے ان دونوں اشخاص سے فرمایا جاؤ اس مردار گدھے کا گوشت کھاؤ۔ انہوں نے عرض کی نبی اللہ ﷺ اسے کون کھائے گا؟ ارشاد فرمایا جو تم نے اپنے بھائی کی آبرو ریزی کی وہ اس گدھے کے کھانے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ (ماعز) اس وقت جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔ (ابوداؤد)

حدیث شریف

ترمذی نے معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے بھائی کو ایسے گناہ پر عار دلایا جس سے وہ توبہ کرچکا ہے تو مرنے سے پہلے وہ خود اس گناہ میں مبتلا ہو جائے گا۔ (ترمذی)

حدیث شریف

ترمذی نے واثلہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کو شرمندہ نہ کر یعنی اس کی مصیبت پر اظہار مسرت نہ کر۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے گا اور تجھے اس میں مبتلا کردے گا۔ (ترمذی)

حکایت امام اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے جس کے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ وہ پس پشت میری بدگوئی کرتا ہے تو میں پس پشت اس کی تعریف کرتا رہتا۔ یہاں تک کہ مجھے یقین سے اطلاع پہنچتی ہے کہ وہ میرے اس طریق سے میری تعریف کرنے لگ گیا ہے۔ (فیوض الرحمٰن پ ۲۶)

حدیث شریف

سرکار ﷺ نے فرمایا کہ اپنے ماں باپ کو گالی دینا بھی کبیرہ گناہ ہے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ! اپنے ماں باپ کو گالی کون دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا جو کسی کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے گویا اس نے اپنے ماں باپ کو گالی دی۔ (فیوض الرحمٰن پ ۲۶)

حکایت

حضرت ابن سیرین رحمتہ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ اگر (اچانک) کسی کا گلہ ہو جاتا تو ایک دینار صدقہ کرتے تھے۔ (فیوض الرحمٰن پ ۲۶)

حکایت

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مبارک قدس سرہ سے عرض کی کہ

میں درزی ہوں کبھی ظالموں کے کپڑے سینے پڑتے ہیں۔ کیا میں بھی ان ظالمین کے ساتھیوں میں شمار ہوں گا۔ آپ نے فرمایا نہ صرف تو بلکہ وہ لوگ جو ان کے کپڑوں کے دھاگے اور سوئی تیار کرتے ہیں وہ بھی قیامت میں ان کے ساتھ ہوں گے۔ (فیوض الرحمٰن پ ۲۳)

حضرت معاذ (رضی اللہ عنہ) کی معروض

حضرت معاذ (رضی اللہ عنہ) عرض کرتے ہیں حضور اکرم سے کہا (ﷺ)۔ یا رسول اللہ ﷺ اب تو نجات مشکل ہے کیونکہ ہم میں نہ تو خلوص ہے اور نہ ہی احسن عمل۔ آپ نے فرمایا۔ "اے معاذ! میری اقتدا کو نہ چھوڑ۔ یقین پختہ رکھ، عمل میں کوتاہی ہوا ہی کرتی ہے۔ اپنی زبان کو اپنے بھائیوں کے گلہ سے بچا۔ اپنے آپ کو اچھا نہ سمجھ اور امور دنیاوی کو اخروی امور میں داخل مت کر۔ اور لوگوں میں تفریق نہ ڈال۔ تاکہ دوزخ کے کتے پھاڑ نہ ڈالیں اور اپنے اعمال میں ریاکاری مت کر"۔

شیخ سعدی (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں۔ ؎

اے ہنر ہانہا دہ بر کف دست
عیبہا بر گرفتہ زیر بغل

تاچہ خواھی خریدن اے مغرور
روز درماندگی بسیم و غل

اے فلاں تو ہنر تو ہاتھ کی ہتھیلی پر لئے پھرتا ہے لیکن عیوب اپنے بغلوں میں۔ اس سے تجھے کیا حاصل ہوا۔ جبکہ سودا خریدتے وقت تیرا سکہ ہی کھوٹا تھا۔ (پ افیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حکایت

حضرت بایزید بسطامی (قدس سرہ العزیز) نے فرمایا۔ "تیس سال متواتر عبادت سے ایک روز میرا دل اکتایا کہ نیند میں کسی کا فرمان سنائی دیا کہ اے بایزید! اللہ کے خزینے عبادت سے پر ہیں۔ اگر تو اس سے ملنا چاہتا ہے تو عجز، انکساری اور ذلت اختیار کر۔ اسی بناء پر ابویزید اقدس سرہ العزیز نے عرض کی"۔

چار چیزیں آوردہ ام شاھا کہ در گنج تو نیست
نیستی و حاجت و جرم و گناہ آوردہ ام

اے شاہا! چار چیزیں تیرے خزانہ میں نہیں۔۱۔ نیستی ۲۔ حاجت ۳۔ جرم۔ ۴۔ گناہ

یہ آپ نے اس وقت کہا جبکہ اس پر حقیقت کے مبشرات نے طلوع کر کے کہا کہ ہمیں کچھ دیجئے۔ جب آپ نے یہی ہدیہ پیش کیا تو کہا گیا کہ تو نے واقعی قابل تحسین ہدیہ پیش کیا۔ اب دربار میں داخل ہونے کا مستحق ہے۔ لہٰذا بڑی خوشی سے دربار میں داخل ہو جا۔ (پ افیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

نبی اکرم سید المبلغین (علیہ تحیتہ والسلام) کا حضرت معاذ (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کو دلچسپ وعظ

اے معاذ (رضی اللہ عنہ)! میں تجھے ایک بات بتاتا ہوں۔ اگر تو نے اسے یاد رکھا تو تیرے لئے بڑا فائدہ ہو گا اور اگر تو نے اسے بھلا دیا تو پھر سمجھ لینا کہ تیری حجت اللہ تعالٰی سے ختم ہو گئی ہے۔ اے معاذ (رضی اللہ عنہ)! اللہ تعالٰی نے زمین و آسمان پیدا کرنے سے پہلے سات فرشتے پیدا فرمائے۔ ان کو ہر

ایک آسمان کے لئے علیحدہ علیحدہ نگران مقرر فرمایا۔ پھر جب نگہبانان عمل بندہ کے عمل جو کہ صبح سے شام تک ہوتے ہیں۔ پہلے آسمان جس کا نام "رقیع" ہے جو سبز زمرد سے بنا ہے۔ اس تک لے جاتے ہیں اور عمل کا نور سورج کے نور کی طرف ہوتا ہے۔ جب پہلے آسمان پر پہنچتا ہے تو زیادہ صاف ہو جاتا ہے۔ اور اس کی نورانیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جب وہ اوپر جانے کا ارادہ کرتا ہے تو وہی فرشتہ کہتا ہے۔ ٹھہر جاؤ! اس عمل کو صاحب عمل کے منہ پر دے مارو۔ کیونکہ یہ گلہ گو ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ جس بندے کی عادت گلہ کی ہو' اس کے اعمال اوپر نہ جانے دو۔ اور چونکہ یہ بندہ گلہ گو ہے' بنا بریں اس کے اعمال کو واپس زمین کی طرف بھیج دو۔

زباں آمد بہر شکر و سپاس
بغیبت نہ گردان حق شناس

زبان صرف شکر اور تعریف کے لئے بنی ہے۔ اس کو کسی کی غیبت کے ساتھ حق شناس یعنی خدا کو پہچاننے والی نہیں بنایا جا سکتا۔

○ ۲۔ پھر سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا۔ "پھر اس بندے کے اعمال صالحہ حفظہ (فرشتے) لاتے ہیں جس سے ان اعمال کو اوپر دوسرے آسمان جس کا نام "ارقلون" ہے جو سفید چاندی کا ہے۔ پرے جانے کی اجازت ملتی ہے۔ لیکن دوسرے آسمان پر پہنچتے ہی فرشتہ مقرر شدہ آجاتا ہے اور کہتا ہے یہ عمل صاحب عمل کو لوٹا دو کیونکہ یہ متکبر انسان ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ فخر کرنے والے انسان کے اعمال اوپر نہ جانے دوں اور یہ بندہ اپنے اس عمل سے حصول دنیا کا خواہشمند ہے"۔

چہ زنار مغ درمیانت چہ دلق

کہ در پوش از بہر پندار خلق

ہوشمند اور عقلمند انسان عاجزی کو اختیار کیے ہوئے ہے کیونکہ پھل سے بھری ہوئی شاخ اور ٹہنی زمین پر سر رکھے ہوتی ہے یعنی جھکی ہوئی ہوتی ہے۔

○ ۳۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ پھر اس کے اعمال اوپر چڑھائے جاتے ہیں جن کی صوم، صلوۃ اور صدقہ کی وجہ سے رونق نرالی ہوتی ہے۔ فرشتے دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ لیکن جب تیسرے آسمان جس کا نام "میدوم" ہے جو سرخ یاقوت کا بنا ہوا ہے تک پہنچتے ہیں تو فرشتہ موکل کہتا ہے۔ ٹھہر جاؤ! اس کے اعمال اوپر نہیں جا سکتے۔ کیونکہ یہ شخص متکبر ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ ایسے آدمی کے اعمال اوپر نہ جانے دو۔ لہٰذا اس کے اعمال اس کے منہ پر دے ماروں۔۔

فروتن بود ہوشمند گزیں

نہد شاخ پر میوہ سر بر زمیں

ہوشمند اور پسندیدہ انسان ہی تواضع والا ہے۔ اس لئے کہ میوہ سے بھرپور ٹہنی ہی سرزمین پر رکھتی ہے۔

○ ۴۔ نبی رحمت ﷺ فرماتے ہیں کہ پھر اس کے اعمال اوپر چڑھائے جاتے ہیں۔ اس کی صلوۃ و تسبیح، حج و عمرہ وغیرہ کی وجہ سے اعمال میں مانند ستاروں کے رونق ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ چوتھے آسمان جس کا نام "ماعون" ہے جو سفید موتیوں سے بنا ہوا ہے پر پہنچتے ہیں۔ وہاں مقرر شدہ فرشتہ کہتا ہے ٹھہر جاؤ! اس کے اعمال اس کے منہ پر دے مارو۔ یہ تو خود بینی میں مبتلا ہے۔ مجھے حکم ہے کہ خود بین کے اعمال اوپر نہ جانے دوں۔۔

چوں روے بخدمت نہی بر زمین

خدارا ثنا گوئی خود را مبین

جب تم اپنا چہرہ خدمت کے طور پر زمین پر رکھ دو تو پھر خدا کی تعریف کرو اپنے آپ کو نہ دیکھو۔

○ ۵۔ صاحب لولاک (ﷺ) فرماتے ہیں۔ "جب اسے اوپر پانچویں آسمان جس کا نام "وبقاء" ہے جو سرخ سونے کا ہے کی جانب لے جاتے ہیں۔ ایسے معلوم ہوتا ہے گویا وہ عمل نئی دلہن ہے۔ جو اپنے دولہا کے ہاں بھیجی جا رہی ہو۔ یہاں بھی موکل فرشتہ کہتا ہے ٹھہر جاؤ! اس کے اعمال اس کے منہ پر دے مارو۔ اس میں حسد کا مرض ہے اور مجھے حکم ہے جس میں حسد کی بلا ہے۔ اس کے اعمال اوپر نہ جانے دوں"۔

عقبہ زیں صعب قردر راہ نیست
ای خنک آنکس حسد ہمراہ نیست

کوئی عقبہ راہ سلوک میں اس سے سخت تر نہیں وہ خوش قسمت سالک ہے جس کے اندر حسد نہیں۔

○ ٦۔ سید المتقین ﷺ فرماتے ہیں۔ "ملا ئکہ عمل صوم و صلوۃ، حج و عمرہ کو چھٹے آسمان جس کا نام "وفناء" ہے جو زرد یاقوت کا بنا ہے۔ پرے جاتے ہیں تو حسب دستور فرشتہ آ جاتا ہے۔ کہتا ہے ٹھہر جاؤ۔ اس کے عمل اس کے منہ پر دے مارو۔ یہ تو کسی پر رحم ہی نہیں کرتا بلکہ اگر کسی کو تکلیف پہنچتی تو ان کو گالیاں دیتا ہے۔ اور مجھے حکم ہے جو لوگوں پر رحم نہ کرے اس کے عمل کو اوپر نہ جانے دوں"۔

اشک خواھی رحم کن بر اشکبار
رحم خواھی بر ضعیفاں رحم را

اگر تجھے دائمی راحت مطلوب ہے تو آنسو بہانے والے پر رحم کر۔ رحم انہی کی طلب ہے تو ضعیفوں پر رحم کر۔

○ ۷۔ سید المرسلین ﷺ فرماتے ہیں۔ "بندہ کے اعمال کو ساتویں آسمان جس کا نام "عروباء" ہے جو نور سے چمک رہا ہے کی جانب لے جاتے ہیں جو کہ صوم و صلوۃ و فقیہ و اجتہاد و ورع پر مشتمل ہے۔ ان کی آواز شہد کی طرح ہوتی ہے اور روشنی سورج کی مانند اور تین ہزار فرشتے ساتھ ہوتے ہیں تو مقرر فرشتہ کہتا ہے۔ ٹھہر جاؤ! اس کے اعمال اس کے منہ پر دے مارو۔ کیونکہ یہ تو اس لئے عمل کرتا تھا کہ میرا فقہا کے سامنے درجہ بلند ہو۔ علما پر میرا سکہ جمے۔ شہروں میں شہرت ہو۔ یہ اللہ کے دیدار سے محروم اس کے دل پر مہر لگ چکی ہے۔ مجھے حکم ہے کہ ریاکار کو دربار میں نہ جانے دوں"۔

بروئے ریا خرقہ سہلت دوخت
گرش باخدا در توانی فروخت

ریا کا خرقہ پہننا آسان ہے لیکن بارگاہ حق میں ایسے خرقہ کی رسائی نہیں۔

○ ۸۔ حضور پرنور ﷺ فرماتے ہیں کہ بندہ کے اعمال ساتویں آسمان سے گزر کر حجابات طے کرتے ہوئے مالک لایزال کے حضور میں جا پہنچتے ہیں اور ملائکہ عرض کرتے ہیں کہ اے الہ العالمین! یہ عمل صرف تیرے لئے خاص مخلص ہو کر حاضر کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہے۔ اے فرشتو! تم اس کی ظاہری نگہبانی کرتے ہو۔ مجھے اس سے دل کے اسرار کا علم ہے۔ یہ خالص میرے لئے عمل نہیں کرتا تھا بلکہ میرے غیر کی طرف اس کا دھیان تھا۔ پس اس پر میری لعنت ہے۔ فرشتے کہتے ہیں اگر تیری لعنت ہے تو ہم سب کی بھی لعنت ہے بلکہ ساتویں آسمانوں اور زمین والوں میں سے سب اس پر لعنت کرتے ہیں

شکر و صبر کا بیان

ان اللہ مع الصبرین○

بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

فاصبروا ان طالت اللیالی
فز بما اسکن الخزون

حدیث شریف

صبر ایمان کا نصف حصہ ہے۔ صبر کی فضیلت کا سب سے بڑا مقام یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ستر (۷۰) سے زیادہ مقامات پر صبر کا ذکر فرمایا۔ اور تقرب کا جو سب سے بڑا درجہ ہے۔ اس کو صبر پر موقوف رکھا ہے۔ یہاں تک کہ راہ دین کی امامت اور سروری کو بھی صبر پر ہی مبنی فرمایا۔

لغت میں صبر کے معنی روکنے کے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں یہ لفظ روکنے کے معنوں میں استعمال ہوا۔ ارشاد ہے۔

"اپنی ذات کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھئے جو دن رات رب کی یاد میں مشغول رہتے ہیں"۔

سرکار دو عالم (علیہ تحیتہ والسلام) نے فرمایا۔ "جب کسی بندے کا کوئی

مرتبہ رہ جاتا ہے یعنی عمل سے وہ مرتبہ حاصل نہیں کر سکتا۔ تو اللہ تعالیٰ عزوجل اسے کسی جسمانی، مالی یا اولاد کی مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اور وہ مرتبہ پورا کرتا ہے۔ بشرطیکہ وہ اس پر صبر کرے۔

اللہ تعالیٰ عزوجل جب کسی سے پیار کرتا ہے تو اسے مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اگر وہ اس سے خوش ہو تو اللہ عزوجل بھی اس سے خوش ہوتا ہے اور اگر وہ اس سے ملال کرتا ہے تو اللہ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔ ان سب سے آسان ہے کہ کہ امر الٰہی پر صبر کیا جائے۔ اور اس کا ثواب اللہ تعالیٰ عزوجل قرآن پاک میں بیان فرمایا ہے۔ (منہاج العابدین)

صبر کس طرح پیدا کیا جائے؟

اس کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی شدت اور اس کے وقت کو یاد کرے اور یہ خیال کرے کہ نہ تو میری بے صبری سے اس میں اضافہ ہو گا اور نہ کمی۔ اور نہ اس میں تقدیم ہو گی اور نہ تاخیر۔ تو پھر جزع اور بے صبری سے کیا فائدہ۔ بلکہ اس میں بجائے فائدہ کے نقصان اور خطرہ ہے۔ اور اپنے اندر صبر کا وصف پیدا کرنے کی سب سے اعلیٰ چیز یہ ہے کہ آدمی صبر کے اس عوض کا تصور کرے جس کا پروردگار نے وعدہ فرمایا۔ (منہاج العابدین)

حکایت

حضرت ابوالحسن نے فرمایا۔ "میں بیت اللہ شریف کا طواف کر رہا تھا کہ میری نگاہ ایک حسینہ و جمیلہ عورت پر پڑی۔ میں نے چپکے سے کہا۔ ایسا حسین اور پر رونق چہرہ قبل ازیں کبھی نہیں دیکھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ عورت غم و حزن سے فارغ ہے"۔ اس عورت نے میری بات سن لی اور کہا۔ "بھائی

جان! آپ نے غلط سمجھا بلکہ حقیقت یہ ہے میں سراپا حزن و ملال ہوں۔ اور مصائب و تکالیف سے میرا دل زخمی ہے۔ بلکہ میں سمجھتی ہوں میرے جیسا دکھی کوئی بھی نہیں"۔ میں نے کہا۔ "وہ کیسے؟" کہا۔ "ایک دفعہ میرے شوہر نے میرے دو بچوں کے سامنے بکری کا بچہ ذبح کیا۔ اور میرا بیٹا شیر خوار میری گود میں تھا۔ ان دونوں نے بکری کے بچے کو ذبح ہوتے' اچھلتا کودتا دیکھا تو تماشہ کے طور پر ایک دوسرے کو ذبح کر دیا۔ میں طعام پکانے میں مشغول تھی۔ بڑے بچے نے چھوٹے کو ذبح کر ڈالا۔ پھر ڈر کر پہاڑ کی جانب بھاگا تو اسے بھیڑیا کھا گیا۔ میرا شوہر اس کی تلاش میں نکلا تو اسے پیاس نے گھیر لیا۔ وہ اس کی تاب نہ لا کر چل بسا۔ ذبح شدہ' بھیڑیئے کے کھائے ہوئے بچے اور شوہر کو دیکھنے چلی تو شیر خوار بچہ جل کر مر گیا۔ ہانڈی کے پاس بیٹھا تھا اس نے رینگ کر ہانڈی پر ہاتھ مارا' ہانڈی الٹ گئی تو اس کے گرم پانی اور بوٹیوں سے اس کا چہرہ جل گیا۔ میری نوجوان شادی شدہ بچی کو پتہ چلا تو وہ اس صدمے کی تاب نہ لا کر بیہوش ہو گئی۔ اور وہیں ڈھیر ہو گئی۔ اب اس تمام خاندان میں میں تنہا رہ گئی ہوں"۔

میں اس کی درد بھری کہانی سن کر حیران و ششدر رہ گیا۔ اور کہا۔ "بی بی! اتنے بڑے حادثے سے جان بچا کر کیسے پھر رہی ہو"۔ اس نے کہا۔ "بھائی! جسے صبر اور جزع فزع کا مطلب معلوم ہو ان کا فرق معلوم ہو تو وہ کبھی غلطی نہیں کرتا۔ ماسوائے اس کے کہ وہ صبر کرے کہ صبر۔ کہ صبر کا حسن ظاہر اور انجام بہتر ہے۔ اور جزع فزع کرنے والے کو کسی قسم کا اجر و ثواب نہیں۔ بلکہ سخت سزا ہے"۔ مجھے اس کے بیان سے حیرانی ہوئی اور ذیل اشعار پڑھتی چلی گئی جن کا ترجمہ کچھ یوں ہے۔ "میں نے صبر کیا اور صبر اچھا عمل ہے۔ مجھے اگر جزع فزع کچھ فائدہ دیتی تو میں ضرور کرتی۔ اگر یہ بوجھ پہاڑوں پر ڈالا جاتا تو ریزہ

ریزہ ہو جاتے۔ میں نے اپنے آنسوؤں کو قابو کر کے واپس کر دیا۔ البتہ دل کی آنکھ آنسو بہا رہی ہے"۔ (پ ۲۳ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حکایت

بعض انبیاء (علیہم السلام) کو منجانب اللہ تعالیٰ حکم ہوا کہ کل صبح سویرے انہیں جو شے ملے اسے کھاؤ، دوسری کو چھپاؤ، تیسری سے روگردانی کرو۔

صبح سویرے باہر تشریف لے گئے تو سب سے پہلے پہاڑ دیکھا۔ حکم خداوندی سے اسے کھانے کا ارادہ فرمایا تو وہ سیب بن گیا اور کھایا تو لذیذ ترین تھا۔ اس کے بعد ایک سونے کا تھال پایا۔ اس کو چھپایا تو اس کے بعد گوبر کا ڈھیر دیکھا گیا۔ اب اس سے روگردانی فرمائی۔ آپ نے اس کی تفصیل اللہ سے پوچھی تو جواب دیا۔ پہاڑ شدت و غضب تھا۔ وہ انسان کو پہلے ایک پہاڑ محسوس ہوتا ہے۔ صبر کرنے پر حلوے کی طرح محسوس ہوتا ہے۔ حوصلہ زیر نظر آتا ہے۔ لیکن شہید ہو جاتا ہے۔ اگر طبع میں رچ گیا۔ طشت یعنی تھال سے مراد نیکیاں ہیں۔ اور حسن حال مراد ہے۔ اسے جتنا چھپائے ظاہر ہوتا ہے۔ اور گوبر کا ڈھیر دنیا تھی۔ پاک روح علین سے آیا ہے وہ کیڑا ہے۔ اور اس کا وطن گندگی (دنیا ہے)۔ (پ ۲۵ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

صبر کی اقسام

مفسرین کرام فرماتے ہیں۔ "ہر سانس جو اندر جاتی ہے۔ اس میں مومن کا شکر ہوتا ہے اور جو سانس باہر آتی ہے وہ مومن کے صبر کی ہوتی ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے۔ یقین ایک درخت ہے۔ جس کا آدھا باطن یعنی جڑیں

ہیں۔ اور آدھا ظاہر یعنی شاخیں ہیں۔ باطنی درخت صبر مومن ہے۔ اور ظاہری شکر مومن ہے۔ اور پورے درخت کا نام ایمان ہے۔ گویا کہ صبر بھی آدھا ایمان ہے۔ شکر بھی آدھا ایمان۔ کامل مومن وہ ہے جس کا یقین کا پورا درخت سرسبز ترو تازہ پر بہار ہوتا ہے"۔

صبر کی پانچ (۵) اقسام ہیں۔

○۱۔ صبر قولی۔

○۲۔ صبر عملی۔

○۳۔ صبر لسانی۔

○۴۔ صبر قلبی۔

○۵۔ صبر وجودی۔

اور ایسے ہی شکر کی بھی پانچ (اقسام) ہیں۔

○۱۔ شکر کولی۔

○۲۔ شکر عملی۔

○۳۔ شکر لسانی۔

○۴۔ شکر قلبی۔

○۵۔ شکر وجودی۔

○۱۔ بدبانی سے رکنا صبر قولی ہے۔

○۲۔ انتقام سے رکنا صبر عملی ہے۔

○۳۔ شکوہ و شکایت سے رکنا صبر لسانی ہے۔

○۴۔ ظلم کو بھول جانا شکر قلبی ہے۔

○۵۔ تکلیف کو حکمت الٰہی جاننا صبر وجودی ہے۔

اسی طرح

○ ۱۔ نعمتوں کا چرچا کرنا شکر قولی ہے۔

○ ۲۔ احسان و عبادت کرنا شکر عملی ہے۔

○ ۳۔ حمد و ثنا کرنا شکر لسانی ہے۔

○ ۴۔ اپنے گناہوں، خطاؤں، لغزشوں اور کمیوں کا معترف ہونا رب تعالیٰ کے کرم پر نگاہ شکر قلبی ہے۔

○ ۵۔ نفس و ذات اور خودی کو مٹانا شکر وجودی ہے۔

جو ایک قسم کا صبرو شکر کرے تو کبھی نہ کرے۔ صابرو شاکر وہ ہے جو پانچوں قسم کے صبرو شکر کرے۔ آقائے دو جہاں مولائے کل دانائے سبل (علی تحیتہ والسلام) نے فرمایا۔ "مومن وہ ہے جو پانچوں قسم کے صبرو شکر کرے۔ آپ نے فرمایا۔ "مومن عجیب خوش قسمت ہے۔ اس کا ہر کام خیر ہی خیر ہے۔ کہ وہ دکھ میں صبر کر کے ثواب پالیتا ہے اور سکھ میں صبر کر کے رضائے الٰہی چاہتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔ امت مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ وبارک وسلم) کو دو نعمتیں حاصل ہیں"۔

○ ۱۔ عقل۔

○ ۲۔ علم

عقل سے صبر ملا۔ علم سے شکر۔ عقل کی کثرت نے مومن کو صابر بنا دیا اور علم کی کثرت نے شکور۔ یہ دونوں انعام فضل ربی ہیں۔

رب تعالیٰ کو وہ بندہ بہت پسند ہے جو صابر و شاکر ہو۔ اگرچہ صابر، شاکر، زاہد اور عابد ہونا ایمان کی نشانی ہے۔ لیکن صابرو شکور کی زیادہ فضیلت ہے اور ہمہ وقتی صفت ہے۔

شکر القلب

قلب کا شکریہ ہے کہ بندہ دل سے یقین کرے کہ کل نعمتیں خدا کی عطا کردہ ہیں۔

شکر البدن

بدن کا شکر یہ ہے کہ بدن کے ہر عضو کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں استعمال کرے۔

شکر اللسان

شکر اللسان یعنی زبان کا شکریہ ہے کہ حمد الٰہی پر مداومت کرے۔ (مکاشفۃ القلوب)

صبر و شکر احادیث کی نظر میں

○ ۱۔ حضور نبی کریم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ و ازواجہ و اولیاء امتہ و بارک وسلم) نے فرمایا۔ "کھانے والا شکر گزار' اس روزہ دار کی طرح ہے جو صبر کرنے والا ہے۔

○ ۲۔ **الایمان نصفان نصف صبر و نصف شکر۔ ایمان دو نصف ہے ایک نصف صبر اور ایک نصف شکر۔**

○ ۳۔ حضرت جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ۔ "حضور نبی کریم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ و بارک وسلم) سے ایمان کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ "صبر اور سخاوت"۔ نیز فرمایا۔ "صبر جنت کے

خزانوں سے ایک خزانہ ہے"۔

○ ۴۔ حضرت عطاو (رحمتہ اللہ علیہ) سے مروی ہے کہ وہ حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ "مجھے سرکار دو عالم (علیہ تحیتہ والسلام) کی عجیب ترین (قابل رشک) بات بتائیے"۔ وہ رو پڑیں اور فرمایا۔ "ان کا کون سا حال عجیب ترین اور قابل رشک نہ تھا۔ ایک شب وہ میرے پاس تشریف لائے اور میرے بستر میں داخل ہوئے۔ حتیٰ کہ ان کا بدن مبارک میرے بدن سے مس ہوا۔ پھر فرمایا۔ "اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی بیٹی! مجھے جانے دے تاکہ میں اپنے رب کی عبادت کروں"۔ سیدہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا۔ "اگرچہ میں آپ کا قرب چاہتی ہوں مگر آپ کی خواہش کو ترجیح دوں گی"۔ میں نے آپ کو جانے دیا۔

آپ پانی کے مشکیزے کے نزدیک گئے۔ وضو کیا اور زیادہ پانی نہیں بہایا۔ پھر اٹھے اور نماز شروع کی۔ اس قدر روئے کہ آپ کے سینہ مبارک پر آنسو گرے۔ پھر رکوع کیا روئے۔ پھر سر اٹھایا روئے۔ اسی طرح رات بھر روتے رہے۔ آخر کار صبح حضرت بلال (رضی اللہ عنہ) حاضر ہوئے۔ نماز فجر کی اطلاع دی۔ میں نے عرض کیا۔ "یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ وبارک وسلم!) آپ کیوں روتے ہیں۔ آپ کا تو کوئی گناہ بھی نہیں"؟ فرمایا۔ "کیا میں اپنے خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ میں یہ کیوں نہ کروں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ آیات نازل فرمائیں۔ "**ان فی خلق السموات والارض** (الاتیہ)" آسمان اور زمین کی پیدائش میں نشانات ہیں"۔

یہ آیت بتلاتی ہے کہ رونا ختم نہیں ہونا چاہئے۔ یہ روایت اس راز کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

ایک دن سرکار مدینہ سرور قلب سینہ نبی کریم (علیہ تحیتہ والسلام) ایک چھوٹے سے پتھر کے پاس سے گزرے۔ جس سے بہت سا پانی نکل رہا تھا۔ آپ کو حیرت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے پتھر کو بولنے کی توفیق دی۔ اس نے کہا میں نے جب سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا۔ **وقودھا الناس والحجارۃ** اور اس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔ میں تب سے ہی ڈر کے مارے رو رہا ہوں۔ آپ نے دعا فرمائی کہ اسے آگ سے پناہ دی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے پناہ دے دی۔

ایک مدت کے بعد دوبارہ ادھر سے گزرے تو وہ پتھر اب بھی رو رہا تھا۔ پوچھا اب کیوں رو رہے ہو؟ عرض کیا وہ خوف کا رونا تھا اب شکر و مسرت کا رونا ہے۔ بندے کا دل بھی اسی طرح پتھر یا شدید تر ہے۔ اس کی سختی خوف اور شکر ہر حالت میں رونے سے دور ہوتی ہے (مکاشفتہ القلوب) **لا یشکر اللہ من لا یشکر الناس** جو لوگوں کا شکر نہیں کرتا اللہ اس کا شکر نہیں کرتا۔ (پ ۱۸ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

صبر و مرض

جو آدمی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنا اور ثواب و رحمت حاصل کرنا چاہے اور جنت میں جانا چاہے تو اسے چاہئے کہ اپنے آپ کو دنیاوی کام سے روکے۔ مصائب و آفات پر صبر کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **واللہ یحب الصبرین** اور اللہ تعالیٰ صابرین کو پسند کرتا ہے۔

اور صبر کی چار اقسام ہیں۔

○ ۱۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت پر صبر کرنا۔

○ ۲۔ حرام کاموں سے پرہیز پر صبر کرنا۔
○ ۳۔ آفت اور مصیبت پر صبر کرنا۔
○ ۴۔ پہلے صدمے پر صبر کرنا۔

اللہ کی عبادت پر صبر کرنا

جس نے اللہ تعالٰی کی عبادت پر صبر کیا۔ اللہ تعالٰی قیامت کے دن اسے ۳۰۰ درجات عطا فرمائے گا۔ ہر درجہ کے درمیان آسمان و زمین کے متوازی فاصلہ ہو گا۔

حرام کاموں سے پرہیز پر صبر کرنا

جس نے حرام کاموں سے بچنے پر صبر کیا۔ اللہ تعالٰی قیامت کے دن اسے ٦٠٠ درجات عطا فرمائے گا۔ ہر درجہ ساتویں آسمان کے درمیانی فاصلہ کے متوازی ہو گا۔

آفت و مصیبت پر صبر کرنا

جس نے مصیبت پر صبر کیا اللہ تعالٰی اسے قیامت کے دن ایسے ۷۰۰ درجات عطا فرمائے گا کہ ہر درجہ کا عرش سے تحت الثریٰ تک فاصلہ ہو گا۔

پہلے صدمے پر صبر کرنا

حکایت

ایک عورت کی بیماری نے طول پکڑا، صبر نہ کر سکی تو بالآخر کافر ہو گئی۔

اس لئے کہا جاتا ہے کہ امتحان سے یا تو انسان کی عزت افزائی ہوتی ہے یا ذلت خواری۔

ہر آزمائش بصورت مرغوب ہو یا مکروہ۔ رحمت الٰہی ہے۔ اس لئے کہ اس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو قریب لانا چاہتا ہے۔ اگر بندہ اسے نہ چاہے تو وہ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔ پھر اس کی جگہ نہ دنیا میں نہ آخرت میں جیسا کہ یہ طریقہ ام سابقہ سے تاقیامت چلتا رہے گا۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

فضولیات سے بچنے کی فضیلت

اے عزیز! آج کل بد قسمتی سے خاموش رہنے والے لوگ بہت کم ملتے ہیں۔ دن بھر زبان چلتی رہتی ہے۔ صرف سوتے وقت زبان کو کچھ آرام ملتا ہے۔ بعض لوگ تو اتنے باتونی ہوتے ہیں کہ وہ نیند میں بھی باتیں کرنے لگ جاتے ہیں۔ یاوہ گوئی (بکواس) بہت ساری آفتوں کی جڑ ہے۔ جو زیادہ بولتا ہے اکثر اس کے منہ سے جھوٹ بھی نکل جاتا ہے' غیبت بھی سرزد ہوتی رہتی ہے' چغلخوری بھی کر بیٹھتا ہے' راز بھی فاش کر ڈالتا ہے۔ دل آزاریاں بھی کرتا رہتا ہے۔ لوگوں کی ہر بات کو قینچی کی طرح کاٹتے رہنے کی وجہ سے اپنا وقار بھی کھو بیٹھتا ہے۔ بارہا ایسا ہوتا ہے کہ بول کر پچھتاتا ہے۔ پھر باتونی شخص بک بک کر کے دوسروں کو بھی تو بور کرتا ہے۔ لوگ بیزار ہو کر اس سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔ الغرض زیادہ باتیں کرنے میں بے شمار نقصانات ہیں۔ اسی لئے تو کسی نے کہا ہے کہ نہ بولنے میں نو گن۔ کیونکہ خاموش آدمی بہت ساری باتوں سے امن میں رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بے ضرورت باتیں کرنے سے محفوظ فرمائے اور زبان کو آفتوں سے بچائے۔ (آمین) اللہ تعالیٰ کو فضول باتیں قطعاً" ناپسند ہیں۔ خصوصاً" بے ہودی باتوں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔

قدا فلح المومنون ○ الذین ہم فی صلا تہم خاشعون ○ والذین ہم عن اللغو معرضون ○

بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں اور وہ جو کسی بیہودہ بات کی طرف التفات نہیں کرتے۔

فضول بات کسے کہتے ہیں؟

فضول بات وہ ہے جس سے دنیا و آخرت کا کوئی فائدہ نہ ہو۔ اس میں وہ باتیں بھی داخل ہیں جن میں نہ نقصان ہو نہ نفع ہو۔ جن چیزوں میں نقصان ہے اور وہ مواخذہ اور عذاب ہے' ان سے بچنا تو ہر انسان کی عقل کا بھی تقاضا ہے لیکن جو باتیں ایسی ہوں جن سے نہ نفع ہو نہ نقصان۔ وہ بھی درحقیقت نقصان ہی کی باتیں ہیں۔ کیونکہ جتنی دیر ایسی باتیں کیں' اتنی دیر ذکر و درود ہو سکتا تھا' تلاوت کر سکتے تھے۔ ان میں منافع کا ضائع ہونا نقصان اور خسران نہیں تو اور کیا ہے؟ پھر جب فضول باتیں شروع ہو جاتی ہیں تو بڑھتے بڑھتے لوگوں کی برائیوں اور غیبتوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اس لئے خیر اسی میں ہے کہ خاموش رہے یا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور بقدر ضرورت دنیا کی تھوڑی بہت بات کرے جو جائز امور سے متعلق ہو۔ زیادہ کلام اگرچہ جائز ہو دل میں قساوت اور سختی پیدا کرنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

زبان صحیح چلتی ہے تو عزت دلاتی ہے۔ اگر الٹی سیدھی چلتی ہے تو رسوا کر دیتی ہے۔ مثلاً اگر کسی کو گالی وغیرہ دی تو ہو سکتا ہے پٹائی وغیرہ ہو جائے۔

زبان کی حفاظت نہ کرنے والے پر شیطان غلبہ پا لیتا ہے

حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ایک آدمی مدنی تاجدار (ﷺ) کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا' کہنے لگا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم) مجھے کوئی نصیحت فرمایئے۔ سرکار مدینہ (صلی

اللہ علیہ و آلہ واصحابہ و بارک و سلم) نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ لازم پکڑ لو کہ تمام بھلائیوں کی اصل ہے۔ جہاد کو لازم پکڑ لو کہ یہ اہل اسلام کی رہبانیت ہے اور ذکر اللہ اور تلاوت قرآن پاک کی پابندی کرو کہ یہ تمہارے لئے زمین میں نور ہو گا اور آسمانوں میں تمہارے تذکرے کا باعث ہو گا اور کلمہ خیر کی بدولت تم شیطان پر غلبہ پا لو گے۔ اس کے سوا اپنی زبان کی حفاظت کرو۔ (تنبیہہ والغافلین)

حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) جلیل القدر صحابی اور قطعی جنتی ہونے کے باوجود زبان کی آفتوں سے بے حد ڈرتے تھے اور اس میں ہم لوگوں کے لئے نصیحت ہے۔ کیونکہ ہم تو جو جی میں آیا' زبان سے بول پڑتے ہیں۔ حضرت حسن بصری (رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا۔ "جو بات حکمت سے خالی ہو' وہ لغو ہے۔ جس کا سکوت تفکر کے بغیر ہو وہ سہو ہے۔ جس کی نگاہ میں عبرت نہ ہو وہ لہو ہے"۔

ہر عضو اللہ تعالیٰ سے زبان کی تیزی کی شکایت کرتا ہے۔

امیر المومنین سیدنا عمر ابن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے دیکھا کہ سیدنا یار غار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنی زبان مبارک کو ہاتھ سے پکڑ کر کھینچ رہے تھے۔ پوچھا کہ اے نائب رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ و بارک وسلم) آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ اس نے مجھے ناکوں چنے چبوائے اور سید دو عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ و بارک وسلم) فرماتے ہیں۔ "جسم میں کوئی ایسا عضو نہیں کہ زبان کی تیزی کی شکایت اللہ تعالیٰ سے نہ کرتا ہو"۔ (احیاء العلوم)

خاموشی فکر آخرت سے خالی ہو تو غفلت ہے

حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ تحیتہ والسلام کا ارشاد مبارک ہے کہ جو کلام بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی ہو وہ لغو ہے اور جو خاموشی فکر آخرت سے خالی ہے وہ غفلت ہے اور جو نگاہ عبرت سے خالی ہو وہ فضول اور بیکار ہے۔ وہ شخص مبارک ہے جس کے کلام میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے جس کی خاموشی میں فکر و سوچ ہے۔ جس کی آنکھ میں عبرت ہے۔ (تنبیہہ والغافلین)

حدیث پاک میں آتا ہے کہ گھڑی بھر کے غور و فکر (آخرت کے معاملہ میں) سے ایک سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ (مکاشفتہ القلوب)

محض لذت کے لئے زیادہ کھانے پینے کی قرآن و حدیث میں مذمت آئی ہے۔ جب پیٹ زیادہ بھر جاتا ہے تو مستی زیادہ سوجھتی ہے اور زبان بھی قینچی کی طرح چلنے لگ جاتی ہے اور جب بھوک لگی ہوئی ہوتی ہے تو انسان ست پڑ جاتا ہے۔ زیادہ بولنے کو جی نہیں چاہتا۔ چنانچہ جس کا پیٹ خوب بھرا ہوا ہوتا ہے وہ بک بک بھی زیادہ کرتا ہے۔ ہمارے اسلاف سخت بھوک برداشت کرتے تھے اور شکم سیری نہ کرتے تھے تاکہ ان کی خاموشی زیادہ ہو اور ان کا کلام اور فضول گوئی کم ہو جیسا کہ علمائے متقدمین کی عادت مبارکہ تھی کیونکہ جس کا پیٹ خوب بھرا ہوا ہوتا ہے' بے فائدہ بولنا بھی بڑھ جاتا ہے۔ (تنبیہہ والغافلین)

زبان سے ڈرتے رہیں

زبان کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہئے۔ جیسا کہ جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے تھے کہ میں نے حضور نبی کریم (صلی اللہ تعالیٰ

علیہ و آلہ واصحابہ و بارک وسلم) کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ و بارک وسلم) آپ مجھ سے کس چیز سے ڈرتے ہیں۔ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ و بارک وسلم) نے فرمایا (اس سے) یہ کہہ کر اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا۔ (تنبیہہ الغافلین)

مذاق میں جھوٹ بولنے والے کو رسول کریم ﷺ کی بددعا

سرکار مدینہ (ﷺ) کا فرمان عالیشان ہے اس کے لئے ہلاکت ہے جو بات کرتا ہے اور لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولتا ہے۔ اس کے لئے ہلاکت ہے' اس کے لئے ہلاکت ہے۔ (ترمذی شریف)

ہنسانے کے لئے لطیفے سنانے والوں کا خوفناک انجام

آج کل ہمارے بعض بھائیوں کی عادت ہوتی ہے کہ دوستوں کے جھمیلوں میں بیٹھ کر خوب الٹے سیدھے اور من گھڑت قصے اور لطیفے سناتے ہیں وہ ذیل کی حدیث پاک سے عبرت حاصل کریں۔

مدنی آقا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ و بارک وسلم) کا فرمان عالیشان ہے کہ بندہ بات کرتا ہے اور محض اس لئے کرتا ہے کہ لوگوں کو ہنسائے۔ اس کی وجہ سے دوزخ کی اتنی گہرائی میں گرتا ہے جو آسمان اور زمین کے درمیان فاصلہ سے زیادہ ہے۔ اور زبان کی وجہ سے جتنی لغزش ہوتی ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے جتنی قدم سے لغزش ہوتی ہے۔ (بیہقی)

کم بولنے میں نو گُن

واقعی ہی کم بولنے میں عافیت ہی عافیت ہے۔ چنانچہ حضرت وھب بن

ورد (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں۔ عافیت دس (۱۰) حصے ہے' اس میں نو حصے صرف خاموشی میں ہیں اور ایک حصہ لوگوں سے دور بھاگنے میں ہے۔ (تنبیہہ الغافلین)

خاموشی "سونا" ہے

سیدنا حضرت سلیمان (علیٰ نبینا و علیہ تحیتہ والسلام) فرماتے ہیں اگر بات چیت کرنا بالفرض "چاندی" ہے تو چپ رہنا "سونا" ہے۔ (احیاء العلوم)

جو مومن کامل ہوتا ہے اسے ذکر و درود اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے فرصت ہی کب ملتی ہے کہ فضول بکواس میں پڑے اور منافق تو ہوتا ہی فالتو ہے۔ بک بک نہ کرے تو کرے بھی کیا؟

ہر بات فرشتے لکھتے ہیں

پروقار شخصیات جب سامنے ہوتی ہیں یا کبھی "ارباب کرسی" یعنی حکام دنیا دار کے سامنے جانا پڑ جاتا ہے تو زبان ذرا سنبھل سی جاتی ہے۔ مگر یہ معلوم ہونے کے باوجود کہ معزز فرشتے ہماری ہر بات لکھ رہے ہیں۔ پھر بھی نہ جانے بے شرمی اور بے حیائی کی باتیں لوگوں کو کیونکر سوجھتی ہیں۔ زبان پر گالی وغیرہ کیسے آجاتی ہے۔

حضرت امام حسن بصری (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ انسان پر تعجب ہے کہ کراماً" کاتبین اس کے پاس ہیں اور اس کی زبان' ان کا قلم اور اس کا تھوک ان کی سیاہی ہے۔ پھر بھی وہ بیہودہ کلام کرتا ہے۔ (تنبیہہ المغترین)

خاموشی کی عادت ڈالنے کا انوکھا نسخہ

حضرت امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ بخشنے بخشائے ہیں۔ جھوٹ' غیبت' عیب جوئی وغیرہ گناہوں کی باتوں کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے۔ صرف زائد بات سے بچنے کے لئے منہ میں پتھر لئے رہتے۔ حضرت ربیع بن خثیم (رحمتہ اللہ علیہ) جب صبح کو اٹھتے تو کاغذ قلم اپنے پاس رکھتے اور اگر دن میں کوئی فضول بات کہتے تو شام کو اس پر اپنے نفس کا محاسبہ کرتے اور فرماتے ہیں کہ ہمیں سرکار یار غار (رضی اللہ عنہ) کی نسبت معلوم ہوا کہ آپ منہ میں پتھر ڈالے رہتے تھے۔ آپ نے یہ عمل کئی سال تک کیا۔ حتیٰ کہ آپ کو کم گوئی کی عادت ہو گئی۔ آپ اس پتھر کو صرف کھانے یا نماز کے وقت نکالتے تھے اور یہ سب کچھ اس خوف سے کرتے کہ غیر ضروری باتیں نہ کریں۔ جب وفات کا وقت آیا تو آپ نے زبان نکال کر فرمایا۔
"اس نے مجھے مصائب میں ڈالا ہے"۔ (تنبیہہ الغافلین)

روزہ رکھنا آسان ہے مگر فضول بات ترک کرنا مشکل ہے

سخت گرمیوں میں روزہ رکھ لینا اتنا مشکل نہیں' عام طور پر مسلمان رکھ بھی لیتا ہے۔ لیکن فضول باتوں کی عادت چھڑانا بہت ہی مشکل ہے جیسا کہ
حضرت یونس بن عبید (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں ایک بے کار کلمہ چھوڑ دینا نفس کے لئے ایک دن کے روزے سے بھی مشکل ہے کیونکہ انسان بسا اوقات سخت گرمی میں روزہ تو رکھ لیتا ہے مگر لغو کلمہ ترک نہیں کرتا۔
فضول باتوں کی عادت نکال دینا واقعی مشکل ترین عمل ہے۔ جس کے لئے فضول باتوں کی عادت نکال دینا جتنا مشکل ہے اتنا ہی اس کو ثواب بھی زیادہ ملتا ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادہم (رحمتہ اللہ) فرماتے ہیں۔ جو نیک عمل دنیا میں

جتنا گراں ہو گا قیامت میں میزان عمل میں وہ اتنا ہی وزنی ہو گا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

عاشقاں را شش نشاں است اے پسر
آہ سرد' رنگ زرد و چشم تر است
گر ترا پر سند دیگر سر کدام
کم خورد کم گفتن و خفتن حرام

حضرت سیدنا شیخ سعدی (رحمتہ اللہ علیہ) نے مندرجہ بالا دو اشعار میں علامات مشتاق کا بیان فرمایا۔ فرماتے ہیں۔ عاشق کی یہ چھ علامات ہیں۔

○ (۱) سرد آہیں
○ (۲) چہرہ کا رنگ زرد
○ (۳) اشکبار آنکھیں
○ (۴) کم کھانا
○ (۵) کم بولنا
○ (٦) کم سونا

اے ہمارے پیار اللہ! ہمیں فضول باتوں سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔ (آمین)

حدیث شریف

حضور ﷺ نے فرمایا۔ "فرشتوں کے بیٹھنے کی جگہ تیری دو داڑھوں کے ہے تیری زبان ان کی قلم اور تیری تھوک ان کی سیاہی ہے اور تو ایسے کام میں ہے کہ جو تیری مدد نہ کریں تو نہ خدا سے حیا کرتا ہے نہ فرشتوں سے۔

حدیث شریف

"اپنی لثات کو صاف رکھو اور ستھرا رکھو"۔ (لثات) وہ گوشت ہے جو دانتوں کے اوپر ہے یعنی جہاں سے دانت پیدا ہو کر ظاہر ہوتے ہیں اس گوشت کی (جگہ) کو ستھرا اور صاف رکھنے کا حکم اس لئے ہے کہ اس میں طعام وغیرہ بچ کر نہ رہ جائے تاکہ بدبو نہ پیدا ہو کیونکہ یہی قرآن پاک کا راستہ اور ملائکہ کے بیٹھنے کی جگہ ہے یعنی انسان کے دو جبڑوں کے درمیان (فیوض الرحمن ترجمہ روح البیان پ ۲۶)

حضور سید عالم (صلی اللہ تعالٰی علیہ و آلہ وسلم) سے پوچھا گیا کہ سب سے بڑا درجہ کون سا ہو گا۔ آپ نے فرمایا **گفتار بحق و کردار بحق** (فیوض الرحمن ترجمہ روح البیان پ ۲۱)

حکایت

شیخ استاذ ابی علی دقاق رضی اللہ عنہ کا ایک تاجر دولت مند مرید تھا وہ بیمار ہو گیا۔ شیخ صاحب اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور بیماری کا سبب پوچھا۔ عرض کی حضور رات کو تہجد کی ادائیگی کا ارادہ ہوا اور اٹھ کر وضو کرنے کا قصد کیا تو گرمی کے آثار نمودار ہوئے۔ اب یہاں تک نوبت ہے کہ مجھے سخت بخار ہے۔ شیخ نے فرمایا۔ بیٹا! فضول باتوں سے بچو' تجھے ایسی تہجد فائدہ نہیں دے گی جب تک کہ تم دنیوی معاملات کو ترک کرو کہ دنیا کی الفت دل سے خارج نہ کرو گے۔ اب تیرے لئے پہلے یہ ضروری ہے' پھر نوافل ادا کرو' درد سر میں ہو اور دوا پاؤں پر ملتے رہو' اسی طرح نجاست ہاتھ کو لگی ہو تو دامن وغیرہ کو دھوتے رہو تو اس سے کیا فائدہ۔ ایسے ہی تم اپنا حال سمجھو۔

حدیث شریف

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ عزوجل کے ذکر کے بغیر کثرت کلام سے بچو۔ اس لئے کہ ذکر الٰہی کے بغیر کثرت کلام سے دل سخت ہو جاتا ہے اور جن کا دل سخت ہو وہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے قرب سے دور ہو جاتا ہے"۔ ایک اور حدیث شریف میں فرمایا۔ "چار چیزیں بدبختی کی علامت ہیں"۔

○ (۱) آنکھ کا خوف خدا سے آنسو نہ بہانا۔

○ (۲) دل کا سخت ہو جانا۔

○ (۳) طویل آرزو۔

○ (۴) دنیوی معاملات میں حریص ہونا۔

(فیوض الرحمن ترجمہ روح البیان پ ۱)

صوفیانہ چٹکلے

حدیث قدسی شریف

اے ابن آدم! اگر تیرے ساتھ تیری زبان جھگڑا کرے۔ اس امر میں کہ میں نے منع فرمایا تو اسے دو ہونٹوں سے بند کر دے۔ اگر تیرے ساتھ تیری آنکھ جھگڑے اس امر میں کہ جو میں نے تجھ پر اس کا دیکھنا حرام کیا ہے۔ تو میں نے تیری مدد کے لئے دو پردے عطا کئے ہیں۔ ان سے آنکھ بند کر دے۔ اگر تیرے ساتھ فرج جھگڑا کرے تو میں نے دو طبقوں سے تیری مدد کی اسے بند کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے بندے! میں نے تجھے دو آنکھیں پاک امانت دے رکھی ہیں تو انہیں ناپاکی میں ملوث کرتا ہے۔ اس کے آثار کے تقدس اس سے اٹھ جائیں۔ اور خبیث ہو جائیں۔ اس کے بعد کیا تو چاہتا ہے کہ تو میرے مقدس دیدار سے سرشار ہو۔ یہ بعید از قیاس ہے ہم پاک ہیں اور پاک کو پاک نگاہ چاہئے کیونکہ **الطیبت للطیبین** میرا فیصلہ ہے اور تجھے دو کان عطا کئے تاکہ تو ان سے دو خزانے بنا سکے اور آثار روحی کے موتی اس میں محفوظ کر سکے۔ اور کل مجھے پاک صاف کر کے سپرد کر سکے۔ لیکن تو نے انہیں جھوٹ کا مرکز اور اصوات خبیث کا رہ گزر بنا دیا اور ہماری ندا تو پاک ہے۔ سوائے پاک کان کے نہیں سنتا۔ آج قیامت میں پاک کان لا اور پھر ندا سن۔ اسی طرح میں نے تجھے زبان دی تاکہ تو میرے ساتھ راز کی باتیں کر سکے خلوت میں۔ اور قرآن

پڑھے۔ عبادت میں اور اس پر صدق کی کچھ باتیں۔ بولے اور میرے دوستوں سے گفتگو کرے۔ لیکن تو نے زبان کو غیبت کا بچھونا اور روزمرہ جنگ و جدال اور خصومت کا دفتر بنا لیا ہے۔ آج قیامت میں تو میرے ساتھ کس زبان سے بات کرے گا۔ (پ ۱۳ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

در چشم از پے صنع باری نکوست
ز عیب برادر فرو گیر و دوست

(زبان شکر سپاس کے لئے تو غیبت میں اسے حق شناس صرف نہ کر۔
(پارہ نمبر ۳۰ صفحہ نمبر ۳۶۴ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

○ ۲۔ قرآن و نصیحت کی گزرگاہ کان ہیں۔ تو بہتان اور باطل سننے کی کوشش نہ کر۔

○ ۳۔ دو آنکھیں صفت باری تعالیٰ دیکھنے کے لئے ہیں۔ کسی کے عیب دیکھنے میں ضائع نہ کرانہیں ہمیشہ نیچا رکھ۔

حدیث شریف

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی آنکھوں کو ان کی عبادت کا حصہ دو۔ عرض کی گئی ان کی عبادت کا حصہ کیا ہے؟ فرمایا قرآن مجید کی زیارت اس میں غور و فکر اور ان کے عجائبات سے عبرت پکڑنا۔

تصوف کے چٹکلے

جو آٹھ چیزوں سے عاجز ہے۔ اسے آٹھ چیزوں پر عمل کرنے سے وہ آٹھ بھی حاصل ہو جائیں گی جس سے وہ عاجز ہے۔

○ ۱۔ جو چاہے کہ رات کو نیند بھی کرے۔ لیکن شب بھر کے نوافل کا ثواب

پائے اسے چاہئے کہ دن کو کوئی گناہ نہ کرے۔

○ ۲۔ جو چاہے کہ نفلی روزوں کا ثواب پائے' دن کو کھاتا پیتا بھی رہے' وہ زبان کو فضول باتوں سے روکے۔

○ ۳۔ جو علماء کرام جیسی فضیلت کا خواہاں ہو تو تفکر میں لگا رہے۔

○ ۴۔ جو مجاہدین اور نمازیوں کی فضیلت کا طالب ہو۔ اگر چاہتا ہے کہ یہ فضیلت بھی ملے اور گھر سے باہر نہ جائے تو وہ شیطان کا مقابلہ کرے۔

○ ۵۔ جو فضیلت صدقہ کی چاہتا ہے لیکن صدقہ کرنے سے عاجز ہے۔ تو جتنا علم رکھتا ہے عوام کو سکھائے اور کسی سے بغض و عداوت نہ رکھے۔

○ ۶۔ جو چاہے کہ میں ابدالؒ کی فضیلت پاؤں تو اپنا ہاتھ سینہ پر رکھ کر عملی کارروائی کرکے کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی وہی پسند کرے۔

○ ۷۔ جو حج کی فضیلت چاہتا ہے وہ جمعہ کی ادائیگی پر التزام کرے۔ یعنی لازم پکڑ لے۔

○ ۸۔ جو عابدوں کی فضیلت کا طلبگار ہو' وہ لوگوں کے درمیان صلح کرائے۔ بغض و عداوت نہ پھیلائے۔

کشف القبور اور کلام باھل القبور کا نسخہ

بعض مشائخ نے فرمایا کہ جو امانت میں خیانت نہ کرے اور لوگوں کے اسرار کو چھپائے تو وہ موتی (مردوں) کی گفتگو اور ان کے عذاب اور نعمتوں کی آواز کانوں سے سنے گا۔ جیسے جانور اہل قبور کا عذاب سنتے ہیں۔ کیونکہ انہیں بولنے کی طاقت نہیں۔ ایسے ہی جو امانت سے موصوف ہو گا۔ وہ اپنے اعضاء

کی آواز بھی دنیا میں اپنے کانوں سے سنے گا کیونکہ یہ بھی زندہ ہیں۔ اسی لئے آخرت میں ان سے شہادت لی جائے گی اور وہ شہادت دیں گے۔ اور ظاہر ہے کہ شہادت عادل اور پسندیدہ شے کی قبول ہوتی ہے۔ (پ ۲۹ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

کشف المحجوب اور ہم

آیئے! کشف المحجوب کے گلستان سے چند کلیاں چن لیں شاید ہمارے روحوں کے ویرانے معطر ہو جائیں۔

○ ۱۔ شریعت کے ساتھ حقیقت نہ ہو تو وہ محض ریاکاری ہے اور حقیقت میں شریعت نہ ہو تو وہ منافقت ہے۔

○ ۲۔ محبت کی تاثیر تمام عادتوں کو بدل دیتی ہے۔

○ ۳۔ نماز ایک ایسی عبادت ہے کہ طالبان حق خواہ مبتدی ہوں یا منتہی۔ اس کے ذریعے فلاح کا راستہ پاتے ہیں۔ نماز کے لئے جسم کو نجاست سے پاک رکھنا اور باطن میں خواہشات و شہوات سے اعراض لازمی ہے۔ لباس پاک صاف ہو اور مال حرام سے خریدا ہوا یا بنوایا ہوا نہ ہو۔

ظاہر میں منہ کعبہ شریف کی طرف ہو لیکن عرش معلی پر خلوص نیت کے ساتھ حضور حق میں کھڑا ہو۔ تکبیر پڑھتے ہوئے مقام ہیبت میں ہو۔ رکوع میں چلا جائے تو کمال عجز و انکساری کے ساتھ سجدہ کرے تو گڑگڑا کر اپنی ذلت کا اعتراف کرے۔

○ ۴۔ روزہ باطنی عبادت ہے۔ ظاہر سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اس سے واقف نہیں۔

○ ۵۔ پیٹ بھر کر کھانا جانوروں کا کام ہے اور بھوک مردان حق کا علاج ہے۔ بھوک تعمیر باطن اور پیٹ بھر کر کھانا بادی شکم ہے۔

○ ۶۔ زکوۃ کی حقیقت یہ ہے کہ ہر نعمت پر خدا کا شکر ہوتا رہے اور نعمت کی گوناگوں اقسام میں سے ایک نعمت تندرستی بھی ہے جو بہت بڑی نعمت ہے۔ لہٰذا جسم کے ایک ایک عضو پر زکوۃ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ بندہ اپنے تمام اعضاء کو خدمت الٰہی میں مستغرق رکھے اور عبادت حق میں مشغول رہے۔ اور انہیں کسی قسم کے لغو اور واہیات مشغلوں اور خرافات میں نہ الجھنے دیں۔

○ ۷۔ نفس کی مخالفت تمام عبادات کا سرچشمہ ہے۔

○ ۸۔ نفس کی نجات کا واحد ذریعہ خوف الٰہی ہے۔

○ ۹۔ دوزخ کے دروازے کی کنجی ہی وہ غرض ہے جس کے حصول میں کامیابی خواہش نفس کی مرہون منت ہے۔

○ ۱۰۔ جب طمع سے چھٹکارہ مل جاتا ہے تو پھر ذلت بھی عزت بن جاتی ہے۔

○ ۱۱۔ علم سیکھنا تو فرض عین ہے اور علم سے بے نیازی ظاہر کرنا کفر ہے۔ علم عمل کا محتاج ہے۔

○ ۱۲۔ فقر یہ ہے کہ اگر دونوں جہاں بھی اس کے ترازو کے پلڑے میں ڈال دیئے جائیں تو اس کا وزن مچھر کے پر سے بھی کم ہو گا۔

○ ۱۳۔ انسان کا ارادہ بنیادی طور پر نیت سے وابستہ ہو تو پھر عمل میں کوئی خرابی یا خامی رہ جائے تو خدا کے حضور وہ قابل معافی ہو گی۔ (کشف المحجوب)

ابدال بننے کے نسخے

بعض بزرگوں کا ارشاد ہے کسی کو ابدال بننے کا شوق ہو تو اسے چاہئے

کہ بچوں کی پانچ عادات کو اپنائے۔

○ ۱۔ بچوں کو روزی کی فکر نہیں ہوتی۔

○ ۲۔ جب وہ بیمار ہو جاتے ہیں تو وہ شکایت نہیں کرتے۔

○ ۳۔ طعام اکٹھے کھاتے ہیں۔

○ ۴۔ جب جھگڑتے ہیں تو جلدی صلح کر لیتے ہیں۔

○ ۵۔ جب ڈرتے ہیں تو آنسو بہاتے ہیں۔ (پ ۵ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کے بتائے ہوئے چھ نسخے

فرمایا کہ تم صرف طواف کعبہ سے منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتے جب تک مندرجہ ذیل امور پر عمل نہ کرو گے۔

○ ۱۔ اپنے اوپر عیش کے دروازے بند کر کے شدائد و تکلیف کے دروازے کھول دے۔

○ ۲۔ عزلت طلبی کے دروازے بند کر کے ذلت خواری کے دروازے کھول دے۔

○ ۳۔ راحت کے دروازے بند کر کے جہد و بلا کے دروازے کھول دے۔

○ ۴۔ نیند کے دروازے بند کر کے بیداری کے دروازے کھول دے۔

○ ۵۔ غناء دولت کے دروازے بند کر کے تنگدستی کے دروازے کھول دے۔

○ ۶۔ آرزوؤں کے دروازے بند کر کے موت کی تیاری کے دروازے کھول دے۔ (پ ۲۵ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

اللہ تعالیٰ کے بڑے سمجھدار بندے ہیں جنہوں نے دنیا کو طلاق دے

رکھی ہے فتنوں کے خوف سے۔

تصوف اور سلوک کے بارہ گر

○ ۱۔ صحبت نیک ○ ۲۔ ان کی فرمانبرداری کرنا ○ ۳۔ راضی بررضا خدا رہنا ○ ۴۔ خلق خدا سے صلح و صفائی رکھنا ○ ۵۔ کسی کو دکھ اور رنج نہ دینا ○ ۶۔ خلق خدا کو راحت پہنچانا ○ ۷۔ متقی اور پرہیز گار اور حلال خور ہونا ○ ۸۔ ترک طمع و حرص ○ ۹۔ کسی کی بلا ضرورت بدگوئی نہ کرنا ○ ۱۰۔ اپنے آپ کو نیک نہ سمجھنا' ہمیشہ ریاضت و مجاہدات میں مشغول رہنا ○ ۱۱۔ نیک اخلاق کے حصول کی جدوجہد کرنا ○ ۱۲۔ غلط دعوؤں سے بچنا بلکہ ہمیشہ ہر ایک کا نیاز مند رہنا۔ (پ۲۱ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

روحانی نسخے

○ ۱۔ آج غم ہے کل خوشی۔

○ ۲۔ آج عبرت ہے تو کل راحت۔

○ ۳۔ آج رونا ہے تو کل دیدار نصیب ہو گا۔ (پ ۲۰ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

قلب سلیم کی نشانیاں

قلب سلیم کی تین نشانیاں ہیں

○ ۱۔ کسی کو ایذا نہ دے۔

○ ۲۔ کسی سے ایذا محسوس نہ کرے۔

○ ۳۔ جس کے ساتھ احسان کرے اس سے مکافات عمل کی توقع نہ رکھے۔

اس لئے کہ ایذا نہ دینا وراء اور پرہیزگاری کا موجب نہ رکھنا اخلاص لاتا ہے۔

سلامت قلب کا مطلب یہ ہے کہ کلمہ شہادت کی گواہی دینے میں مخلص ہو۔ بعض نے کہا ہے کہ دل جب دنیا سے خالی ہو۔ بعض نے کہا ہے کہ اسے حسد و خیانت سے دور رکھا جائے۔

حضرت سید الطائفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قلب سلیم اس کو کہتے ہیں جسے ایسا سانپ ڈسے کہ ایسی بے قراری اور اضطراب پیدا ہو کہ اسے ایک لحہ بھر بھی قرار نہ ملے۔ ایسے ہی سلیم وہ قلب ہے جو ہمیشہ جزع فزع اور تضرع و زاری میں ہو اور اس سے بے قرار ہو کر شاید وصال کی گھڑی سے ہو اور فراق دور ہو جائے۔

ہمام از گریہ خونیں و سوز دل مکن چندیں
ندانستی کہ حال عشقبا زاں ایں چنیں باشد

شوق وصال سے اس لئے روتا ہوں کہ شائد کبھی نصیب ہو تو پھر فراق نہ آ جائے۔ خون کے آنسو اور سوز دل کا غم مت کھا۔ اس لئے کہ عاشقوں کا بھی یہی حال ہوتا ہے۔ حضرت مولانا جامی رحمتہ اللہ نے فرمایا۔

محنت قرب ز بعد افزو نست
جگر از محنت مرہم خونست

ھست در قرب ھمہ بیم زوال
نیست در بعد جز امید وصال

قرب و بعد کا درد بہت ہے۔ جگر ہر قسم کے درد سے پر ہے۔ قرب میں زوال کا خوف ہے اور بعد فراق میں امید وصال کے سوا کیا ہے۔ (پارہ نمبر ۱۹ صفحہ ۲۵۰ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف

ابن آدم کے گوشت میں ایک ٹکڑا ہے۔ اگر وہ صحیح ہو تو سارا جسم صحیح ہو گا۔ اگر فاسد ہو گا تو تمام جسم فاسد ہو گا۔ خبردار وہ ٹکڑا قلب ہے۔ (پ ۱۹ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

بندہ ودود

بندہ ودود وہ ہے جو خلق خدا کے لئے وہی چاہے جو وہ خود اپنے لئے چاہتا ہے اور اس سے بلند تر وہ ہے جو دوسروں کو خود پر ترجیح دے۔ جیسے کسی نے کہا کہ کاش میں دوزخ پر پل بن جاؤں اور لوگ اس پر سے گزریں تاکہ دوزخ کی اذیت سے بچ جائیں۔ اس سے بڑھ کر باکمال وہ ہے جو ایسے ایثار کے باوجود کسی سے حسد اور بغض و کینہ نہ رکھے۔ اگر کسی سے اذیت پہنچے اس پر خفا نہ ہو جیسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال ہے کہ غزوہ احد میں آپ کے دانت مبارک شہید ہوئے اور چہرہ اقدس خون آلود ہوا تب بھی فرما رہے تھے۔

اللھم اغفر لقومی فانھم لا یعلمون

ترجمہ۔ "اے اللہ میری قوم کو بخش دے۔ اس لئے کہ وہ جانتے نہیں"۔ (پ ۳ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

شیطان کے دشمن

سرکار دو عالم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے شیطان سے پوچھا میری امت میں تیرے کتنے دشمن ہیں۔ عرض کی پندرہ۔ فرمایا کون کون۔ عرض کی وہ

یہ ہیں۔

○ ا پہلے آپ ہیں ○ ۲ امام عادل ○ ۳ دولت مند منکسر المزاج ○ ۴ سچا تاجر ○ ۵ وہ عالم دین جو خدا سے ڈرنے والا ہو ○ ۶ وہ مومن جو مسلم بھائیوں کا خیر خواہ ہو ○ ۷ مومن رحیم القلب ○ ۸ توبہ کر کے اس پر مضبوط رہنے والا ○ ۹ حرام سے بچنے والا ○ ۱۰ ہر وقت باوضو رہنے والا مومن ○ ۱۱ ومن کثیر الصدقۃ ○ ۱۲ وہ مومن جو لوگوں سے خلق حسن سے پیش آئے ○ ۱۳ وہ قرآن کا حافظ جو اسے خوب یاد رکھے ○ ۱۴ وہ مومن جو لوگوں کو نفع پہنچائے ○ ۱۵ وہ شب خیز جب لوگ میٹھی نیند میں سوتے ہیں۔

شیطان کے دوست

حضور علیہ السلام نے فرمایا اے ابلیس! بتا میری امت میں تیرے دوست کون ہیں اور کتنے؟ عرض کی۔ آپ کی امت میں میرے دس دوست ہیں۔

○ ا ظالم بادشاہ ○ ۲ دولت مند متکبر ○ ۳ خیانتی تاجر ○ ۴ شرابی ○ ۵ چغل خور ○ ۶ ریاکار ○ ۷ سود خور ○ ۸ یتیم کا حق کھانے والا ○ ۹ مانع زکوۃ ○ ۱۰ وہ جس کی آرزو بڑھتی چلی جائے۔ (پ ۳ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

ہفت روزہ تاثیرات (حدیث شریف)

حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مرفوعا" مروی ہے کہ جمعہ کے دن جو ثواب کی نیت سے روزہ رکھتا ہے اور اس پر جبر کرتا ہے۔ اسے دس غزوات کا ثواب ملتا ہے۔ جس کا ہر غزوہ ایام دنیا کے برابر ہوتا ہے۔

جس کی آنکھ سے جمعہ کے دن آنسو گرتے ہیں۔ یعنی خوف الٰہی سے

روتا ہے تو اللہ تعالیٰ بائیں جانب والے فرشتے سے فرماتا ہے کہ میرے اس بندے کے آئندہ جمعہ تک گناہ نہ لکھے۔

فضائل جمعتہ المبارک

حضرت ابن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ جو جمعہ کے دن ناخن کٹواتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ بیماری نکال کر شفا داخل فرماتا ہے۔

حکایت

حضرت اصمعی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں۔ میں ہارون الرشید کے ہاں جمعہ کے دن حاضر ہوا۔ وہ ناخن کٹوا رہے تھے اور فرمایا کہ جمعہ کے دن ناخن کٹوانا سنت ہے۔ مجھے حدیث شریف پہنچتی ہے کہ جمعہ کے دن ناخن کٹوانے سے فقرو فاقہ دفع ہوتا ہے۔ میں نے کہا اے امیرالمومنین! آپ کو فقر و فاقہ کا کیا خوف؟ خلیفہ نے کہا مجھ سے کوئی اور زیادہ فقرو فاقہ سے ڈرنے والا اور کون ہو گا۔

حضور پاک (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ و بارک وسلم) سے جمعہ کے دن کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ نکاح کا دن ہے اسی دن آدم علیہ السلام کا مائی حوا (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے یوسف علیہ السلام کا زلیخا (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کا بنت شعیب علیہ السلام سے سلیمان علی نبینا و علیہ السلام کا بلقیس (رضی اللہ عنہا) سے' صحیح روایات میں ہے کہ حضور علیہ السلام کا حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) اور حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے نکاح جمعہ ہی کے دن ہوا۔

فضائل یوم السبت

سرکار دو عالم علی تحیتہ والسلام سے ہفتہ کے دن کے متعلق پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ یہ یوم مکروہ حذیفہ ہے۔ یہ مکر اور دھوکہ کا دن ہے کیونکہ اسی دن کفار دارالندوہ میں رسول کریم علیہ تحیتہ والسلام کی شہادت کے مشورہ کے لئے جمع ہوئے۔

فضائل یوم الاحد

والی دو جہاں جناب رسالتماب علیہ تحیتہ والسلام مسے اتوار کے دن کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یوم غرس و عمارۃ یعنی باغ بونے اور تعمیر کرنے کا دن ہے۔

یوم الاثنین کے فضائل

سرور کونین سید المرسلین علیہ تحیتہ والسلام سے سوموار کے دن کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا یوم سفرو تجارت یعنی یہ سفرو تجارت کا دن ہے کیونکہ حضرت شعیب علی نبینا و علیہ السلام اسی دن تجارت کے لئے تشریف لے گئے اور خوب نفع پایا۔

فضائل یوم ثلماثہ

آقائے دو جہاں علیہ تحیتہ والسلام سے منگل کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ یوم دم یعنی خون کا دن ہے۔ کیونکہ اسی دن حضرت حوا (رضی اللہ عنہا) کو ماہواری آئی اور قابیل نے ہابیل کو قتل کیا۔ اسی دن جرجیس،

زکریا، یحیی علیہما السلام اور حضرت آسیہ (رضی اللہ عنہا) شہید ہوئے اور بنی اسرائیل کی گائے اسی دن ذبح کی گئی۔ سرکار دو عالم علیہ تحیتہ والسلام نے حجامت (خون نکلوانے) کی سخت سے سخت نہی فرمائی۔ فرمایا منگل میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ خون کھل جائے تو بند ہوتا ہی نہیں۔ اسی دن ہی ابلیس زمین پر اترا۔ جہنم بھی پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے عزرائیل علیہ السلام کو ارواح آدم علیہ السلام پر مسلط کیا۔ اسی دن حضرت ایوب علیہ السلام بیماری میں مبتلا ہوئے۔ بعض روایتوں میں بدھ کا دن آیا ہے۔ لہٰذا منگل کا دن بھی منحوس ہوا۔

فضائل یوم الاربعہ

نبی الحرمین علیہ تحیتہ والسلام سے بدھ کے دن کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا یہ دن منحوس ہے۔ اسی دن فرعون اور اس کی قوم غرق ہوئی۔ عاد و ثمود اور قوم صالح تباہ ہوئی۔ مہینے کا آخری بدھ منحوس تر ہوتا ہے۔

حدیث شریف

بدھ کا دن لینے دینے کا دن نہیں۔

حدیث شریف

بدھ کے دن ناخن کٹوانا ممنوع ہے اس سے برص پیدا ہوتا ہے۔

حکایت

یہ حدیث شریف سن کر ایک عالم دین کو تردد ہوا تو وہ اس بیماری میں مبتلا ہوا۔

حدیث شریف

جزام اور برص کی بیماری جسے بھی ہوئی بدھ کے دن ہوئی۔

مسئلہ

بدھ کے دن مریض کی عیادت کو جانا مکروہ ہے۔ یہ تو تھے بدھ کے نحائس اب فضائل ملاحظہ ہوں۔ بدھ کے دن نہانا مستحسن ہے۔ اس دن دعا مستجاب ہوتی ہے۔ بالخصوص بعد از زوال اور قبل العصر اس لئے کہ یوم الاحزاب حضور علیہ تحیتہ علیہ والسلام نے دعا فرمائی۔ مستجاب ہوئی۔ اسی مستجاب جگہ پر مسجد بنوائی گئی جسے مسجد استجابہ کہتے ہیں۔ یہ مسجد مدینہ شریف میں ہے۔

حدیث شریف

جو کام بدھ کے دن شروع کیا جائے وہ ضرور پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے۔

یوم الخمیس کے فضائل

آپ نے اس کے متعلق فرمایا یہ قضائے حوائج کا دن ہے۔ اسی دن حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ تحیتہ والسلام مصر میں بادشاہ کے ہاں تشریف لے گئے تو بادشاہ نے آپ کی تعظیم کی آپ کی ضرورتیں پوری کیں اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہ نذر کیں بادشاہوں کے پاس اسی دن جانا چاہیے۔

حدیث شریف

جو بھی جمعرات کے دن خون نکلوائے اور اسے بخار ہو جائے تو اس بخار میں مر جائے گا۔

حدیث شریف

ان اللہ یبغض الشیخ الفریب

بے شک اللہ تعالیٰ سیاہ بالوں والے بوڑھے کو ناپسند فرماتا ہے۔

یعنی سفید بالوں کو خضاب کے ساتھ سیاہ کرتا ہے۔(سورہ الفاطر)

درد سر اور داڑھ کے علاج

حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا۔ "جو چھینک والے سے پہلے ہی **الحمد للہ علی کل حال**" کہہ دے وہ درد سر اور داڑھ سے محفوظ رہے گا۔ انشاء اللہ

جذام کا علاج

حدیث شریف میں ہے کہ جو چھینک کے وقت **الحمد للہ علی کل حال** یا ڈکار لیتے وقت کہتا ہے تو اللہ (جل جلالہ) اس سے ستر بیماریاں رفع فرماتا ہے۔ ان میں سے ایک جذام بھی ہے۔

حدیث رسول مقبول (صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وازواجہ وذریتہ اجمعین)

آپ نے فرمایا۔ "جو تجھ سے قطع تعلق کرے تو اس سے تعلق جوڑ اور جو تجھ پر ظلم کرے اسے معاف کر جو تیرے ساتھ برائی کرے تو اس پر احسان کر"۔

توبہ کا بیان

قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ○

حضرت مولانا جامی قدس سرہ نے فرمایا کہ۔

"ہاں اس راہ میں نا امیدی نہیں سیاہی کو بالآخر سفیدی آتی ہے اس درد سے بھی تیری تمنا پوری نہ ہو تو ناامیدی سے جگر کو نہ کھانا چاہئے"۔

کسی قسم کا توشہ راہ نہیں پاس ہمارے سوا **لا تقنطوا من رحمۃ اللہ** کے تو خود فرمایا ہے کہ ناامید ہو کر نہ آؤ، مجھ سے لطف و عنایت کی امید رکھو۔ اسی وجہ سے ہم بہت پرامید ہیں۔ بخش دے کہ اس لئے کہ ہم بڑے امیدوار ہیں۔

سرور کائنات ﷺ نے فرمایا۔

"مجھے اس آیت کے عوض دنیا و مافیہا دی جائے تو تب بھی یہ آیت نہیں دوں گا"۔

مکالمہ

سیدنا حضرت موسیٰ علی نبینا صلوٰۃ والسلام باخدا تعالیٰ عزوجل

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ عزوجل بندوں سے گناہ کا صدور تیرے ارادہ میں تھا پھر ان سے ناراضگی کیسی؟

اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا۔ "یہ میرے عفو کی تمہید ہے تاکہ بندوں کو دکھاؤں کہ میری رحمت کے خزانے بے بہا ہیں اگر عاصی نہ ہوں تو یہ سب بیکار رہ جائیں"۔

حدیث شریف

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ عزوجل نے رحمت کو ۱۰۰ اجزا پر منقسم فرمایا۔ اپنے لئے ۹۹ حصے' ایک حصہ زمین پر نازل کیا۔ اسی ایک حصہ سے جملہ مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے۔ اسی رحمت کا کرشمہ ہے کہ جانور بھی اپنے بچے کو پاؤں سے نہیں روندتا۔ اسی رحمت سے وہ اپنے بچے کو جانتا ہے"۔ (پ ۲۴ فیوض الرحمن اردو ترجمہ روح البیان)

فائدہ

اسی آیت سے اہل اسلام کو کمال اجاء اور بشارت ہے کہ جب دنیا کی ایک رحمت کی یہ شان ہے کہ سب کو ظاہری اور باطنی رحمتیں نصیب ہو رہی ہیں۔ پھر آخرت میں ان ۹۹ سے کیا انعام و اکرام ہو گا۔

حدیث قدسی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "جو ایک بالشت کے قریب توبہ کر کے میرے قریب ہوتا ہے تو میں اس کی توبہ قبول کر کے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں"۔ اگر قبولیت الٰہی بندہ کی توبہ پر سبقت نہ کرتی تو بندے کی کبھی توبہ قبول نہ ہوتی۔ (پ ۲۴ فیوض الرحمن اردو ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ ابن آدم سے فرماتا ہے کہ

تیرے لئے افسوس ہے کہ توبہ نہیں کرتا۔ گناہ کر کے استغفار نہیں کرتا تاکہ میں تیرے گناہ بخش دوں۔ جو میرا بندہ گناہ تو کرتا ہے لیکن وہ رحمت سے بھی امید رکھتا ہے۔ اے فرشتو! گواہ رہو کہ میں اسے بخش دوں گا۔ یعنی اتفاقیہ گناہ پر رحمت سے امیدوار ہو۔ اس کا معنی یہ نہیں کہ خواہ مخواہ گناہ کرے"۔

(فیوض الرحمن اردو ترجمہ روح البیان)

حکایت

مروی ہے کہ ایک اعرابی مسجد نبوی ﷺ میں حاضر ہوا اور کہا یا اللہ! میں تیرے سے بخشش مانگتا ہوں اور اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ پھر نماز پڑھی۔ جب فارغ ہوا تو حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے فلاں! تو نے استغفار و توبہ میں ایسی عجلت دکھائی جیسے ایک جھوٹا آدمی توبہ استغفار کرتا ہے۔ ایسی توبہ سے بھی توبہ کر۔ کیونکہ تو نے توبہ میں غلط طریقہ اختیار کیا۔ اس نے عرض کی اے امیرالمومنین رضی اللہ عنہ آپ ہی مجھے توبہ کا طریقہ بتائیں۔

آپ نے فرمایا۔ "توبہ کی چھ (۶) شرائط ہیں"۔

○ (۱) ماضی میں جتنے گناہ ہوئے ان سے ندامت کا اظہار

○ (۲) جتنے فرائض ادا نہیں کیے ان کا اعادہ۔

○ (۳) حقوق العباد کی ادائیگی۔

○ (۴) جتنے گناہ کر کے نفس کو خوش کیا ایسے ہی اسے طاعت میں ذلیل و خوار کرے۔

○ (۵) آہ و زاری گریہ و فغان۔

○ (۶) زندگی بھر ہنسنے سے کچھ زائد روئیں۔ (فیوض الرحمن اردو ترجمہ روح

حدیث شریف

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے ان لوگوں سے زیادہ خوش ہوتا ہے۔

جیسے

○ (۱) عورت کو بانجھ پن میں بچہ عطا ہو۔

○ (۲) گمشدہ شے گم کرنے والے کو اچانک مل جائے۔

○ (۳) پیاسے کو پانی مل جائے۔

جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مخلصانہ توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ عزّوجل نگران فرشتوں سے اس کے گناہ بھلا دیتا ہے اور خطہ عرض سے اس کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (پ ۲۵ فیوض الرحمن اردو ترجمہ روح البیان)

سبق

اس دنیا میں انسان امتحان کے لئے آیا ہے اور یہ دنیا بہت سی اعلیٰ چیزوں سے مزین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو فرمایا۔ اس میں سے تمہیں جو شے اچھی لگتی ہے وہ لے لو۔ پھر اس دنیا کو دلہن کی طرح سنوار دیا۔ جس نے اس میں جی لگایا وہ اپنے مالک و مولیٰ سے دور ہو گیا اور اپنی غفلت عقل سے دار دنیا میں پھنس گیا اسے نہ مالک و مولیٰ یاد رہا اور نہ آخرت۔

اے بھائی! آج فرصت کے ایام ہیں' ان میں آخرت کے سفر کے لئے زاد راہ تیار کر لو۔ (پ ۲۲ فیوض الرحمن اردو ترجمہ روح البیان)

عاقل وہ ہے جو دنیا سے دھوکہ نہیں کھاتا۔ وہ اپنے مالک و مولیٰ کی مرضی کے لئے جدوجہد کرتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ آخرت کی باقی رہنے والی

نعمتوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور دنیوی فانی نعمتوں کو ترک کرنا لازم ہے۔

گناہ سے ملوث قلوب سے عرفان مت تلاش کرو۔ گوہر مقصود پاک و صاف دل سے حاصل ہوتا ہے۔ (پ ۲۲ فیوض الرحمن اردو ترجمہ روح البیان)

ہر مسلمان مرد عورت پر توبہ کرنا واجب ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تو لو الی اللہ توبتہ النصوحا" اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ النصوح (یعنی پختہ توبہ) کرو۔ سورۃ التحریم آیت ۸

منقول ہے سیدنا بایزید .سطامی رحمتہ اللہ علیہ کہیں جارہے تھے۔ شورو غل سنا وہاں تفتیش کرنے گئے۔ دیکھا کہ ایک بچہ کیچڑ میں پڑا ہے۔ وہ لوگ اس کے تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ اس کی ماں کو علم ہوا تو بھاگ کر کیچڑ میں سے بچہ کو اٹھا کر گلے سے لگا لیا۔ سرکار نے دیکھا تو آبدیدہ ہو گئے اور پھر وجد میں آکر فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ کی شفقت کا بھی یہی حال ہے کہ گناہوں کی آلائش ہوتی ہے اور اس کی محبت گناہوں کو صاف کرتی ہے اور اس کی عنایت غلطیوں کو مٹاتی ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تیرا عذر میرے ہاں قبول ہے اور عذر کرنے والے کے گناہ رہتے ہی نہیں"۔ (پ ۲۴ فیوض الرحمن اردو ترجمہ روح البیان)

حضرت دینوری رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں ایک شخص حاضر ہوا۔ عرض کی اپنے مولیٰ کے سامنے کس طرح کس حالت میں جاؤں جبکہ اس نے مجھ سے آفات و بلیات کو ٹالا۔ آپ نے فرمایا آقا کے سامنے ایسے رہو جیسے ماں کی گود میں چھوٹا بچہ۔ کہ اسے جونہی تھپڑ مارتی ہے ماں کو چمٹتا ہے۔ یہاں تک کہ ماں کو اس پر رحم آجاتا ہے اور وہ اسے پیار سے گلے لگا لیتی ہے۔

منیب کون ہے؟

منیب وہ ہے جو اس کی طرف رجوع و انابت کرتا ہے کیونکہ وہ جب اس میں غور و فکر کرے گا یا وحی سنے گا لکل عند منیب تولازما" برائیوں کے ارتکاب سے باز آ جائے گا۔ اور بارگاہ حق کی طرف رجوع کرے گا۔ عبد خائف وہ ہے جو آنکھ جھپکنے کی دیر بھی قہر الٰہی سے بے خوف نہیں ہوتا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل ہر شے پر قادر ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادھم نے فرمایا۔ "جب بندہ صدق دل سے توبہ کرتا ہے تو وہ منیب ہو جاتا ہے اس لئے کہ وہ توبہ کا دوسرا درجہ ہے اور ابوسعید قریشی رحمتہ اللہ نے فرمایا۔ عبد منیب وہ ہے جو ہر اس شے سے روگردانی کرے جو اللہ تعالیٰ سے باز رکھے اور صرف حق تعالیٰ سے راغب ہو۔ حقیقی منیب وہ ہے جس کا مرجع صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہو۔ وہ اپنی ذات کو باری تعالیٰ کے سامنے ایک ڈھیلے کی طرح بنا دے وہ جسے چاہے اس سے کام لے بس اس کی ذات میں مستغرق ہو جائیں۔ (پ ۲۲ فیوض الرحمن اردو ترجمہ روح البیان)

انابت عارفاں

اس کی تین قسمیں ہیں۔

○ (۱) گناہ سے دوری۔

○ (۲) طاعت الٰہی بجالانے کے باوجود شرم ساری۔

○ (۳) خلوت میں حق تعالیٰ سے مانوس رہنا۔

حکایت مائی صاحبہ رابعہ بصری رضی اللہ عنہا
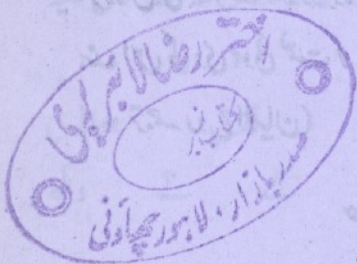
مقام اس کے اس مرتبہ کو پہنچیں کہ ہر وقت فرمایا کرتی تھیں۔ حسبی من الدنیا مجھے دنیا میں تیرا ذکر اور آخرت میں تیرا دیدار کافی ہے۔

انابت کی نشانی یہ ہے کہ زبان سے اقرار کر کہ دل سے تصدیق کر کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کو مانے۔ انابت توحید وہ یہ ہے کہ دشمنوں اور بیگانوں کو راہ حق دکھانا۔

انابت منتہی کے لئے ہوتی ہے اس کے معنی یہ ہے کہ بندہ ماسوا اللہ تعالیٰ فنا فی اللہ تعالیٰ کی رجوع کرتا ہے۔ (پ ۲۴ فیوض الرحمن اردو ترجمہ روح البیان)

حکایت

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ "ایک دفعہ میں کسی کے کھیت سے گزرا تو اس نے مجھے بیل کہہ کر پکارا۔ میں نے کہا معمولی غلطی پر تو کسان نے مجھے بیل کہہ دیا۔ اگر غلطی کی کثرت ہو تو نہ معلوم اللہ تعالیٰ عزوجل کی معرفت کا دروازہ بند ہو جاتا ہو گا"۔ حکم خداوندی کا مرتبہ یہ ہے کہ بندہ اس کی دی ہوئی نعمت کو معصیت پر صرف نہ کرے۔ (پ ۱۸ فیوض الرحمن اردو ترجمہ روح البیان)

حدیث قدسی شریف

گناہ گار کی آواز مغموم آواز مجھے زیادہ محبوب ہے تسبیح پڑھنے والوں کی سریلی آواز (پ ۳۰ فیوض الرحمن اردو ترجمہ روح البیان)

حکایت

ایک شخص کسی حکیم کے پاس جا کر کہنے لگا حکیم صاحب مجھے گناہوں کی دوا درکار ہے۔ حکیم صاحب نے فرمایا۔ نسخہ یہ ہے۔ ○ توبہ کے پتے ○ شکر کے پھول ○ عبادت کے بیج ○ ریاضت کی جڑیں ○ ہموزن لے کر مجاہدہ کے ہاون دستے میں کوٹ لیں اور آنسوؤں سے تر کر کے صبر کی آگ پر پکا لے۔ اخلاص کی کھانڈ سے میٹھا کر کے دل کی آہوں سے ٹھنڈا کر کے پی جا۔ انشاء اللہ شفا ہو گی۔ اس شخص نے کہا حکیم صاحب نسخہ تو بہت اچھا بتا دیا ہے اب اس کا پرہیز بھی بتائیں۔ جواب دیا اپنے دل کو اغیار کے کوڑے سے پاک رکھ تاکہ یہ راستہ یار کے آنے کے قابل بن جائے اور تاکہ یار تجلی گاہ بنائے تفسیر نعیمی پ ا اور اس کی گزرگاہ اور دروازے کو عبادت کی جھنڈیوں سے آراستہ رکھ گناہوں کے گرد و غبار سے پاک رکھ تاکہ یہ راستہ یار کے آنے کے قابل بن جائے۔ نیز اپنے نفس امارہ کے گلے میں کسی شیخ کی غلامی کا پٹہ ڈال۔ اللہ تعالیٰ عزوجل ہمیں یہی علاج نصیب فرمائے۔ آمین۔

میرے پیرو مرشد حضرت میاں صاحب محمد حیات رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے۔ ؎

بوئے ولی دے بدل تقدیر جاندی
در ولی دے مورکھا آ کے تے ویکھ

اے رب کولوں ہر شے منگ دیندے
در ولی دے ہتھ پھیلا کے تے ویکھ
انھاں کتیاں نوں جنت واڑ دتا
سورۃ کہف ولے جھاتی مار کے ویکھ

جنہوں لا خوف حیات (رحمتہ اللہ علیہ)

رب آکھے دیو! نور ایمان جگا کے ویکھ

اسی ایویں نہیں ولیاں دا دامن پھڑدے رب دے ملن دا ولی سبب ہوندا پر کوئی ۔ملے تقدیر بدلون والا ہتھ ولی دے معاملہ سب ہوندا جہڑا عمروچ کم نہ مک سکے بوھے ولی دے کم او جھب ہوندا (حضرت میاں محمد حیات نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ)

بہشت میں بعض مقامات خالی بچ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ عزوجل ایک نئی جدید مخلوق پیدا فرمائے گا تو بہشت کی وہ خالی جگہ پر فرمائے گا۔ جبکہ وہ ہم پر ایسا لطف فرمائے گا جب جدید مخلوق کو بغیر عمل بغیر حساب کے جنت عطا فرمائے گا تو پھر پرانے بندوں پر کیوں نہ لطف کرم ہو اور انہیں ثواب اور جنت سے کیسے محروم فرمائے گا۔ پھر ان لوگوں کی بات بھی کیا جو اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور بخشش کی طلب کرتے ہیں۔ (پ ۱۷ فیوض الرحمن اردو ترجمہ روح البیان)

تاویلات نجمیہ میں ہے کہ وہ کریم تمہاری ہر نیکی اور برائی کو جانتا ہے کہ جس کا تمہیں علم بھی نہیں پھر تمہاری نیکیوں کی وجہ سے تمہاری برائیوں کو معاف فرماتا ہے۔ عرائس بقلی میں ہے کہ وہ ان کی توبہ قبول کرتا ہے جو اپنے نفس کون سے نکل کر صرف اسی کے اور اس کے قدس کے مقدس ہو جاتے ہیں اور ان کے وہ گناہ معاف کر دیتا ہے جو اپنے قلوب پر غیر اللہ کا گزر ہوا اور ان کی خلوت کی زاریوں کو بھی جانتا ہے۔

حکایت

حضرت دنیوری رحمتہ اللہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور

عرض کی کہ میں اپنے مولی کے سامنے کس حالت میں جاؤں جبکہ اس نے مجھ سے آفت و بلیات کو ٹالا۔ آپ نے فرمایا آقا کے سامنے ایسے رہو جیسے ماں کی گود میں بچہ' اسے جونہی تھپڑ مارتی ہے تو وہ ماں کو چمٹ جاتا ہے یہاں تک کہ ماں کو اس پر رحم آ جاتا ہے تو وہ اسے پیار سے گلے لگا لیتی ہے۔ (فیوض الرحمن ترجمہ روح البیان)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ کسی جنگ کے لئے تشریف لے جا رہے تھے' راستے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پرندوں کے بچے اٹھا کر گود میں چھپا لئے۔ وہ پرندے بچوں کو حاصل کرنے کے لئے اڑ کر ان لوگوں کے ہاتھوں پر گرے جنہوں نے ان کے بچے اٹھا لئے تھے۔ حضور سرور کونین ﷺ نے صورت حال دیکھ کر فرمایا تم پرندوں کا حال دیکھ رہے ہو وہ بچے کی وجہ سے کیسے جتن کر رہے ہیں' بخدا میرا رب تعالیٰ عزوجل اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ مہربان اور رحیم ہے۔

تصفیہ قلب کی نشانی

حقیقی تزکیہ قلب کی نشانی یہ ہے کہ پہلے دل کو گناہوں اور غلطیوں سے نفرت ہوتی ہے' پھر اغیار سے بالکل متنفر ہوتا ہے۔ (فیوض الرحمن ترجمہ روح البیان پ ۱۴)

ملائکہ ہمارے مشتاق ہیں

ملائکہ ہمارے دیکھنے کے مشتاق اور ہماری طرف رغبت رکھتے ہیں اس لئے ہمارے ہاں تشریف لانے کی اجازت مانگتے ہیں۔ اجازت ملتے ہی وہ ہمارے

پاس پہنچ جاتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ہم گناہ گار بندے ہیں جس کا ملائکہ کو علم ہے تو پھر وہ ہماری طرف کیسے رغبت رکھتے ہیں اور مشتاق ہوتے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ وہ ہمارے گناہوں کی تفصیل سے واقف نہیں۔

واہ انسان تیری کیا شان

مروی ہے کہ ملائکہ کرام لوح محفوظ کا مطالعہ کرتے ہیں۔ جب انسان کے گناہ کے دفتر پر پہنچتے ہیں تو ان کے آگے پردے لٹکا دیئے جاتے ہیں تاکہ انسانوں کے گناہوں پر ان کی نظر نہ پڑے اور ان کے قبائح پر ان کی نظر نہ پڑے اور واقفیت نہ حاصل ہو سکے واہ کریم تیری کیا شان۔ سبحان اللہ! کیسا کریم ہے وہ رب جو ہمارے محاسن کو ظاہر کرتا ہے اور قبائح کو چھپاتا ہے۔

محبوبان خدا! دراصل ملائکہ کرام آسمانوں پر اہل زمین کی اطاعت کو دیکھتے ہیں جیسے غربا و مساکین کو کھانا کھلانا گناہگاروں کا بارگاہ حق میں رونا' گریہ زاری کرنا اس وجہ سے ان کی زیارت کے لئے فرشتے بے تاب ہو جاتے ہیں۔

حدیث قدسی شریف

اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے مجھے گنہگاروں کی آواز تسبیح پڑھنے والوں کی آواز سے زیادہ پسند ہے۔ اسی لئے فرشتے آپس میں کہتے ہیں۔ زمین پر جاکر ان لوگوں کو دیکھیں جن کے رونے کی آواز اللہ تعالیٰ عزوجل کو زیادہ محبوب ہے۔ ذرا ہم بھی ان کے رونے کی آواز اپنے کانوں سے سن لیں۔ یہ ہماری تسبیح پڑھنے کی آواز ہے۔ ان کی رونے کی آواز اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے تو کیوں اور کیسے؟ (فیوض الرحمن ترجمہ روح البیان پ ۳۰)

حدیث قدسی شریف

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر سبقت رکھتی ہے۔ (فیوض الرحمن ترجمہ روح البیان پ ۲۵)

وصیتہ النبی ﷺ علی کو رضی اللہ عنہ

حضور نبی پاک ﷺ سے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے استدعاء کی کہ میں مقربین سے سبقت لے جاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ جو قطع کریں ان کو صلہ دیں اور جو آپ کو اپنی دین سے محروم کرے آپ اسے عطیات سے نوازیں۔ جو آپ پر ظلم کرے آپ اسے معاف کر دیں۔ (فیوض الرحمن ترجمہ روح البیان پ ۳۰)

توبہ کی قبولیت کی علامات

توبہ کے قبول ہونے کی چار علامات ہیں۔

○ ۱- فاسقین سے کٹ کر صالحین کے ساتھ لگ جانا اور نیک مجلسوں میں دلچسپی سے شریک ہونا۔

○ ۲- ہر نیک کام میں عملی طور پر شامل ہونا اور بصدق دل تمام طاعات الٰہی میں لگ جانا جیسے درخت کی ٹہنیاں اس وقت سرسبز رہ سکتی اور پھل دیتی ہیں جبکہ جڑ صحیح و سالم ہو۔

○ ۳- جو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے وہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی شے سے خوش نہیں ہوتا اس لئے حضور سرور کائنات • اکثر اوقات مغموم و محزون اور متفکر نظر آتے تھے۔

○ ۴- اللہ تعالیٰ نے جن امور کو اپنے ذمہ کرم پر واجب فرمایا ہے ان کی اسے

ذرہ بھر بھی فکر نہ ہو۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہر ایک کا رزق میرے ذمہ ہے تو پھر اس کے لئے فکر کیوں۔ اس لئے بندہ اس سے بے فکر ہو کر شاغل باللہ رہے اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے۔ اے ابن آدم! میں نے تجھے مٹی بھر نطفے سے بنایا۔ مجھے تیرے عدم سے وجود میں لانے سے تکلیف نہیں ہوئی تو تیرے ہونے کے بعد مجھے تیری طرف ایک روٹی بھیجنے سے بھی کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

ف

جب توبہ کرنے والے کے اندر توبہ کے بعد مذکورہ بالا چار علامات پائی جائیں تو پھر عوام الناس پر لازم ہے کہ اس پر بدگمانی کے بجائے اس کے ساتھ محبت کریں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ایسے بندے سے محبت کرتا ہے بلکہ اس کی ثابت قدمی کے لئے دعا کریں۔ اسے سابقہ گناہ یاد دلا کر شرمندہ نہ کریں۔ جب بھی وہ ان کی مجلس میں آئے تو اس کی تعظیم و توقیر کریں۔

سبق

تائب پر لازم ہے کہ توبہ کر کے اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا عہد نہ توڑے اور نہ ہی کسی گناہ کی طرف راجع ہو۔

نکتہ

توبہ کے بعد صرف ایک گناہ قبل توبہ کے ستر گناہوں سے قبیح تر ہے۔ (کذا قال یحییٰ بن معاذ رحمتہ اللہ علیہ) (فیوض الرحمن ترجمہ روح البیان پ ۱۱)

نوے سالہ بوڑھے کو نوید مغفرت

حدیث شریف میں ہے کہ جب انسان نوے سالہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیتا ہے اور لکھا جاتا ہے کہ یہ زمین پر اللہ تعالیٰ کا قیدی ہے اور قیامت میں اپنے گھر والوں کو شفاعت کرے گا اور جب وہ سو سال کا ہو جاتا ہے تو اس سے حساب لینے سے اللہ تعالیٰ حیا فرماتا ہے یعنی اس سے راضی ہو کر اس کے حساب سے چشم پوشی فرماتا ہے۔
(فیوض الرحمن ترجمہ روح البیان پ ۲۳)

جیکر نال نہ چلن دیو تے پچھا مول نہ چھوڑیں
لا تقنطو من رحمتہ والی آس امید نہ توڑیں
میاں محمد بخش رحمتہ اللہ علیہ (سیف الملوک)

حدیث شریف

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا۔ "مجھے تمہاری دنیا سے تین چیزیں پسند ہیں۔ ○ ۱۔ خوشبو ○ ۲۔ نماز میں آنکھوں کی ٹھنڈک ○ ۳۔ عورتیں"۔

جب سیدنا یار غار رضی اللہ عنہ نے سنا تو عرض کی۔ "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں۔ ○ ۱۔ آپ کے چہرے پر ہر وقت نگاہ ہو ○ ۲۔ اپنا سارا مال آپ پر نثار کر دوں ○ ۳۔ ہر وقت آپ کے سامنے بیٹھا رہوں"۔

سرکار سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ "مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں۔ ○ ۱۔ اولیاء اللہ کا دیدار ○ ۲۔ قہر علی اعداء اللہ الاشرار ○

۳- حدود اللہ کی نگرانی"۔

سرکار ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ "مجھے بھی دنیا کی تین چیزیں پسند ہیں۔ ○ ۱- ترویج السلام علیکم ○ ۲- طعام کھلانا ○ ۳- رات کی نماز جب لوگ سو جائیں"۔

سرکار شیر خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ "مجھے بھی دنیا کی تین چیزیں مرغوب ہیں۔ ○ ۱- تلوار کی ضرب ۲۲- گرمی کے روزے ○ ۳- مہمان نوازی"۔

اسی اثنا میں جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے۔ عرض کی۔ "یا سیدی ﷺ! مجھے بھی تمہاری دنیا سے تین چیزیں پسند ہیں۔ ○ ۱- گمراہوں کو راہ دکھانا ○ ۲- مساکین کی مدد کرنا ○ رب للعالمین کے کلام سے مانوس ہونا"۔

یہ کہہ کر جبریل علیہ السلام چلے گئے۔ کچھ دیر بعد دوبارہ حاضر ہوئے اور عرض کی۔ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتے ہیں اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ مجھے تمہاری دنیا کی تین چیزیں پسند ہیں۔ ○ ۱- گناہگار کے آنسو ○ ۲- نہ توبہ کرنے والے کی سزا ○ ۳- مضطراب کی دعا کی اجابت"۔ (پ ۲۰ فیوض الرحمن ترجمہ روح البیان)

تقریر وحدۃ الوجود از بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ

جب بایزید بسطامی قدس سرہ نے فرمایا کہ میں نفس سے ایسے علیحدہ ہو گیا جیسے سانپ سے کھال۔ پھر میں نے خود کو دیکھا تو میں نہیں تھا، وہی تھا۔
(فیوض الرحمن ترجمہ روح البیان۔ ص ۲۶)

فکر آخرت

اے ایمان والو! اس بات کو خوب سمجھ لو کہ دنیا بالکل ناپائیدار ہے اور دھوکہ دینے والی مکار ہے۔ تم اس مکار دنیا کے فریب میں آکر اپنی آخرت برباد نہ کرو۔

حدیث شریف

حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ و بارک وسلم) اپنے مبارک ہاتھوں سے میرے دونوں کندھوں کو پکڑ کر فرمانے لگے کہ تم اس دنیا میں پردیسیوں یا راہ چلنے والے مسافروں کی طرح رہا کرو۔ اور اپنے آپ کو قبروں میں پڑے ہوؤں میں سے سمجھو اور ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) فرماتے ہیں کہ رات کو صبح اور صبح کو رات کا انتظار مت کرنا، شاید تجھ کو موت آجائے۔ اور تندرستی کے دنوں میں اپنی بیماری کے دنوں کا خرچ تیار کرے۔ اسی طرح اپنی زندگی میں اپنے مرنے کے بعد کا خرچ بنالے۔ (رواہ البخاری، ترمذی، بیہقی)

حدیث شریف

غور و فکر کرو ہم پوری پوری قوی امید خدا کے فضل و کرم سے بخشش کی رکھتے ہیں لیکن چونکہ شیطان جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ ہی انسان کا بھاری

دشمن بتلا رہا ہے۔ وہ رات دن ہمارے پیچھے لگا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ مرنے کے وقت بھی جان کنی کی سختی میں بھی ایمان کے کھوئے جانے کے لئے اس دشمن کے بڑے حملے ہوتے ہیں۔ اسی واسطے سے انسان کے نیک و بد ہونے کا آخری دم پر رکھا گیا ہے۔ جس کا علم ہم کو نہیں ہے۔ پس ہم دوزخ کے بچاؤ سے یقینی طور پر مطمئن نہیں ہو سکتے۔ اور وقت بوقت زندگی میں دکھ اور رنج ہمارے جسم کو ہوتے ہیں۔ اس سے ہم نہایت تنگ ہو کر دنیا کی خوشیاں بھول جاتے ہیں اور دکھ میں تھوڑا سا وقت بھی نکلنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ (رواہ مشکوۃ شریف)

جان کندنی اور قبر و حشر کا سخت عذاب جو ہمارے سر پر پڑا ہے۔ کس طرح سہارا جائے گا۔ حاصل یہ ہے کہ ان دکھوں پر غور کرنے سے جان شکنجہ میں آجاتی ہے۔

خلیفتہ الرسول (علیہ تحیتہ والسلام) سرکار سیدنا صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا قول ہے کہ اگر خدا مجھ کو انسان نہ بناتا بلکہ گھاس بنا دیتا اور چوپائے کھا جاتے تو ان فکروں سے میں چھوٹ جاتا۔ اسی طرح ہی ایک اور بزرگ کا بھی قول ہے۔ "اگر خدا مجھ کو کپند بنا دیتا اور لوگ حلال کر کے کھا جاتے تو اچھا ہوتا"۔

حدیث شریف

کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ مسلمان کی قبر میں سے کسی قبر پر اس کا گزر ہو مگر یہ کہ قبر والے اسے کہتے ہیں۔ اے غافل! اگر تو یہ جان لے جو کچھ احوال قبر سے ہم نے جانا تو بے شک تیرا گوشت تیرے جسم پر اور تیری چربی تیرے بدن میں پگھل جائے۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف

اگر ابن آدم (علی نبینا و علیہ سلام) یہ جان لیں کہ قبر کا عذاب کیسا ہے؟ تو دنیا میں عیش اور خوشی کی زندگی رنج اور غموں سے بدل جائے۔ اس واسطے تم اللہ تعالیٰ بخشنے والے سے (نا قابل برداشت) قبر کے عذاب سے پناہ مانگو۔

پس اے بھائیو! خدا کے واسطے تم ان حالات پر غور کر کے دنیا کی مخالفت، خوشیوں اور بری رسموں اور فضول خرچیوں کو اس سے پہلے کہ مرنے پر ناچار ہو کر خود بخود تم کو چھوڑنی پڑیں اور پھر تم کو بڑا پچھتانا پڑے۔ اس وقت کا پچھتانا کوئی فائدہ نہ دے گا اور برے کاموں کا عذاب ایسا ہو گا کہ تم روؤ گے اور دنیا کی زندگی کو یاد کر کے کہو گے کہ ہائے افسوس ہم کیوں نیک اعمال نہ کر کے آئے۔ اے زندو! تم اپنی زندگی کو یاد کر کے پل پل کو غنیمت جانو۔ مرنے کے وقت اگر تم تمام جہان کی دولت دے کر زندگی کا ایک لمحہ اس کے بدلہ میں لینا چاہو تو ہرگز نہیں ملے گا۔ مگر تم خدا کی مدد کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ اس واسطے تم پہلے اپنے دل میں خدا کا خوف رکھو اور اس کے عذاب کا خوف اچھی طرح پیدا کرو اور دنیا کی محبت چھوڑ دو۔

مال اولاد تیرے قبر میں جانے کے نہیں
تجھ کو دوزخ کی مصیبت سے چھڑانے کے نہیں
بجز عمل گور میں کوئی بھی تیرا یار نہیں
کیا غضب ہے کہ تو اس سے خبردار نہیں

مسئلہ

بعض عارفین نے فرمایا کہ فکر آیات الٰہی اور اس کے صنائع میں اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے معرفت نصیب ہوگی اور اس کی عظمت و قدرت میں ہو تو اس کی زندگی بڑھتی ہے اور اس کی نعمتوں میں اور احسانات میں ہو تو اس سے محبت الٰہی نصیب ہوتی ہے۔ اس کے ثواب دینے میں ہو تو اس سے طاعت بڑھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب میں فکر ہو تو اس سے گناہوں کا ڈر پیدا ہوتا ہے۔ اپنے اندر عبادت الٰہی میں کوتاہی کے فکر کرنے سے حیاء و ندامت اور توبہ نصیب ہوتی ہے۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

بہترین تفکر یہ ہے کہ انسان اپنے امور میں غور و فکر کرے کہ اس کا ابتدائی حال کیا تھا؟ اور اس کے معاشی حالات پہلے کیسے تھے؟ اور اب کیسے ہیں؟ اور وہ اپنے رب تعالیٰ کی عبادت بدن سے کتنی کرتا ہے اور زبان سے کتنی؟ اور دل سے کتنی؟ موت سے محبت کرو تو زندگی عطا کی جائے گی۔

حکایت

حضرت حسن بصری (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) ایک جنازہ میں تشریف لے گئے۔ جب مردے کو قبر میں دفنایا گیا اور قبر کی مٹی مکمل کرلی گئی تو سرکار قبر پر بیٹھ گئے اور خوب روئے۔ یہاں تک کہ قبر آپ کے آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا۔ "دیکھو عزیزو! دنیا کی انتہا بھی قبر ہے اور آخرت کی ابتدا بھی قبر۔ اس لئے منقول ہے کہ (القبر منزل من منازل القبر) پھر تم اس دنیا پر ناز و فخر کیوں کرتے ہو؟" جب تم جانتے ہو کہ اس کو آخر فنا ہے اس کا یہی انجام ہے۔ (پ ۲۵ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حضور سرور کونین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ و بارک وسلم) نے دنیا کے متعلق پہلے ہی فتویٰ جاری کیا کہ اس کے حلال کا حساب ہو گا اور حرام کا عذاب۔ آپ نے دنیا اور اہل دنیا کو ملعون فرمایا۔

الدنیا ملعونہ ملعون ما فیھا الا ذکر اللہ

دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں وہ بھی ملعون ہے سوا ذکر الٰہی کے۔ (کشف الاسرار)

انسان کی آرزو اور تمنا کی کوئی حد نہیں۔ اگر بستر کی طرح بچھا دیا جائے تو قاف سے قاف کو پھیل جائے گی۔ تمہیں تو صاحب قاب قوسین (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارشاد گرامی یاد رکھنا چاہئے کہ فرمایا۔ "میں نے زمین سے کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ لیکن پھر یقین نہ تھا کہ ممکن ہے کہ موت سے پہلے زمین پر نہ رکھ سکوں۔ اور کوئی لقمہ منہ میں نہیں ڈالا۔ ممکن ہے کہ موت سے پہلے نگل نہ سکوں"۔ غور کریں کہ سید الاولین و آخرین (علیہ تحیتہ والسلام) نے یہ فرمایا اور ہم کہ زمین پر مغرور ہو کر چلیں، دھوکے میں رہیں۔ لمبی آرزوئیں پیش نظر رکھیں۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ دنیا غدار اور سرائے فریب ہے۔ یہاں سے بالآخر جانا ہے کسی کو اس میں قرار و اطمینان نہیں۔ کشف الاسرار)

حکایت

حضرت ابراہیم بن ادھم (رضی اللہ عنہ) سے کسی نے پوچھا کہ حضرت آپ نے یہ کیا کیا؟ تخت شاہی کو ٹھکرا کر اور لباس شاہی اتار کر تنگدستی اختیار

کرلی اور گدڑی پہن لی۔ پھر دنیا کے دکھ درد سر پر اٹھا لئے؟ آپ نے جواباً فرمایا۔ "ایک دن میں تخت شاہی پر بیٹھا تھا۔ اچانک شیشہ میرے سامنے رکھ دیا گیا۔ میں نے دیکھا تو سوچا کہ میرا جسم اور میری صورت تمام خاک میں مل جائے گا۔ وہاں کے لئے ساتھی اور مونس کوئی بھی نہیں۔ میرے پاس زاد راہ بھی نہیں۔ سامنے قید خانہ ہے۔ اس کی سزا کی مجھے طاقت بھی نہیں۔ وہاں کے فیصل کو عادل پایا۔ اس کے سامنے مجھے جواب دینے کا سلیقہ بھی نہیں"۔

عاقل پر لازم ہے کہ نفس کو موت کے گھاٹ اتار دے اور فنا صوری سے پہلے فنا معنوی کا درد کھائے۔ اس لئے کہ دنیا دارالفنا ہے۔ اور کل نفس ذائقہ الموت ہر ایک کو اس راہ پر لازم چلنا ہے۔ اس پل سے گزرنا ہے۔ اس کے گھونٹ پینے ہیں۔ محبوب خدا جناب رسول مجتبٰی (علیہ تحیتہ والسلام) ہمیشہ اپنی امت کو وصیت فرماتے کہ لذات کو مٹانے والی موت کو بہت زیادہ یاد کرو۔ اسے ہرگز نہ بھلاؤ۔ اس سے غفلت نہ برتو۔ ہر کام اپنے وقت پر اچھا ہوتا ہے۔ دنیا جگہ محنت کی، عبادت کی اور رونے کی ہے، آخرت جگہ ہنسنے کی ہے اور انعام و آرام کی ہے۔ یہاں عبادت والی ہنس ہنسو۔ نہ کہ غرور والی۔ دنیا مکڑی کے جال کی طرح کمزور ہے جس کا پھیلاؤ بہت مگر ایک انگلی لگ جائے تو بیکار ہو جائے۔ دنیا نفس امارہ کا بے ساختہ بت ہے۔ اس کی اتباع اہل طریقت کے نزدیک بت پرستی ہے۔ جس کا انجام خراب ہے۔ موت کو یاد کرنا نفس کی تمام بیماریوں کا علاج ہے۔

فکر دل (ا) نیک وھم تمکین کند
کام جاں را چوں عسل شیریں کند

شربت فکر اربکام جاں رسد

چاشنی آں بماند تا ابد

فکر دل کو نیک اور تمکین کر دیتا ہے۔ روح کو شہد کی طرح شیریں کرتا ہے۔ فکر کی شربت اگر جان میں پہنچتی ہے تو اس کی چاشنی ہمیشہ تک رہتی ہے۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف۔ فرشتے کی پکار

حدیث شریف میں ہے کہ جب انسان چالیس سال کو پہنچتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ کھیتی کاٹنے کا وقت قریب ہو گیا ہے۔ جب ساٹھ کا ہوتا ہے تو کہتا ہے وہی پاؤ گے جو عمل کیے۔ جب ستر سال کا ہوتا ہے تو کہتا ہے حساب کے لئے آؤ۔ نبی دو جہاں رحمت ہر دو عالم (علیہ تحیتہ والسلام) نے فرمایا کہ میری امت کی عمریں ساٹھ سے ستر سال تک ہیں۔ بہت کم ہیں جو اس سے تجاوز کرتے ہیں۔ ستر سال تک نصیحت قبول کرنے کی آخری عمر ہے کیونکہ اس کے بعد ہر دم بڑھاپے کا دور ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو توبہ کے عذر کا وقت دیتا ہے۔ یہاں تک کہ ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ جاتا ہے۔ پھر بھی اپنی اصلاح نہیں کرتا۔ یعنی اتنی بڑی عمر کے باوجود توبہ نہیں کرتا اور نہ ہی اپنی اصلاح کرتا ہے۔ تو پھر قیامت میں معذرت کیسی۔ (پ ۲۲ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف

مبارکباد کا مستحق وہ شخص ہے جو اپنے عیوب پر نظر رکھنے میں مشغول ہے کہ اسے دوسروں کے عیب پر نظر کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

قول سیدنا یار غار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اس دن پر آنسو بہا جو تیری عمر میں کوئی نیکی کئے بغیر گزرا۔

قول سیدنا ذوالنورین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

مسلمان کی ذلت دین سے غافل رہنے میں ہے۔

قول سیدنا شیر خدا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اول عمر میں جو وقت ضائع کیا ہے آخری عمر میں اس کی تلافی کر۔ یعنی نقصان کا عوض۔

حدیث شریف

تین گروہ قیامت میں میرے دیدار سے محروم رہیں گے۔

○ ۱۔ والدین کا نافرمان۔
○ ۲۔ میری سنت کا تارک۔
○ ۳۔ میرا نام سنے اور درود پاک نہ پڑھے۔

(فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حکایت

منقول ہے کہ جب مائی رابعہ بصریہ (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا) کا شوہر فوت ہوا۔ تو حضرت حسن بصری (رحمتہ اللہ علیہ) اپنے مریدین سمیت ان کے ہاں تشریف لے گئے تو مائی صاحبہ نے ان کے سامنے پردہ لٹکا دیا اور پردے کے پیچھے

بیٹھ کر حضرت حسن بصری (رحمتہ اللہ علیہ) اور آپ کے مریدین سے ہم کلام ہوئیں۔ آپ کے مریدین اور آپ نے کہا کہ آپ کا شوہر فوت ہو گیا۔ اب صبر کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ مائی صاحبہ نے فرمایا۔ "آپ حضرات کا شکریہ لیکن مجھے یہ بتاؤ تم سب میں سے بڑا عالم کون ہے؟ تاکہ عدت گزارنے کے بعد اس سے نکاح کر سکوں۔ سب نے آپ سرکار کا نام بتایا۔ آپ نے فرمایا اگر وہ مجھے چار سوالوں کے جواب دے دیں تو پھر میں ان کی اور وہ میرے۔ سرکار نے فرمایا کہ سوالات سنائیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی تو جواب ضرور دے دوں گا۔

☆ مائی صاحبہ نے فرمایا کہ میرا پہلا سوال یہ ہے کیا میرا خاتمہ ایمان پر ہو گا یا نہیں؟

☆ سرکار نے جواب دیا۔ یہ غیبی معاملہ ہے یہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔

☆ مائی صاحبہ: جب میں قبر میں جاؤں گی اور منکر نکیر مجھ سے سوال کریں گے تو کیا میں ان کا صحیح جواب دوں گی؟

☆ سرکار: یہ بھی غیبی معاملہ ہے۔

☆ مائی صاحبہ: قیامت میں جب خلق خدا کو جمع کیا جائے گا اور اعمال نامے اڑ کر بعض کو دائیں ہاتھ میں اور بعض کو بائیں میں ملیں گے۔ کیا میرا نامہ اعمال میرے دائیں ہاتھ میں ہو گا یا بائیں میں؟

☆ سرکار: یہ بھی علوم غیبیہ سے ہے۔

☆ مائی صاحبہ: جب قیامت میں خلق خدا کو پکارا جائے گا کہ بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں جائیں گے۔ میں کس گروہ میں ہوں گی؟

☆ سرکار: یہ بھی امور غیبیہ میں سے ہے۔

مائی صاحبہ نے فرمایا۔ "جسے ان چار امور کی ہروقت فکر ہو۔ وہ نکاح کا خیال کیسے کر سکتا ہے؟ یعنی میں چونکہ ہروقت ان چار امور میں متفکر رہتی ہوں اس لئے اب میرے لئے کسی سے نکاح کرنا مشکل ہے"۔

دیگر سوالات

آپ نے فرمایا۔ "اے حسن (رضی اللہ عنہ) بتایئے اللہ تعالیٰ نے عقل کے کتنے اجزاء بنائے۔ سرکار نے فرمایا۔ "دس اجزا بنائے نو اجزاء مردوں کو اور ایک عورتوں کو عطا فرمایا"۔ پھر پوچھا "شہوت کے کتنے اجزا پیدا فرمائے؟" سرکار نے فرمایا۔ "دس' نو عورتوں کو اور ایک مردوں کو"۔

اس کے بعد مائی صاحبہ نے فرمایا۔ "اے حسن (رضی اللہ عنہ) میں عورت ہونے کے باوجود شہوت کے نو اجزا کو عقل کے ایک جز سے قابو رکھے ہوئے ہوں۔ تم مرد ہو کر عقل کے نو اجزا کے ساتھ شہوت کے ایک جز کو قابو کیوں نہیں کرتے؟"

سرکار بی بی صاحبہ کی یہ بات سن کر رو پڑے اور نہایت خاموشی سے اپنے مریدین سمیت وہاں سے چل دیئے۔ (فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

یاد مرگ

معلوم ہونا چاہئے کہ جو اس بات پر یقین رکھتا ہے اور آخر ایک دن مرنا ہے اور قبر میں سونا ہے۔ منکر نکیر کے سوالات اور قیامت برحق ہے۔ پھر جنت میں جانا ہو گا یا دوزخ میں۔ ایسا شخص موت کو کبھی نہیں بھولے گا اور اگر دانشمند اور عاقل ہے۔ تو ہمیشہ زاد آخرت کی تدبیر میں مصروف رہے گا۔ اور دوسری کسی چیز سے واسطہ نہیں رکھے گا۔ چنانچہ سرکار کونین (علیہ تحیتہ

والسلام) کا ارشاد ہے۔

الکیس من دان نفسہ وعمل لما بعد الموت

ہوشیار ہے وہ شخص جس نے اپنے نفس کو روکا اور ایسا عمل کیا جو مرنے کے بعد کام آئے۔

جو شخص موت کو بہت یاد کرتا ہے وہ یقیناً اس کے توشے کی تیاری میں رہے گا اور اس کی قبر بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ بن جائے گی اور جو کوئی موت کو بھول جائے گا ہمیشہ دنیا کے کاموں میں پھنس کر زاد آخرت سے غافل رہے گا۔ اس کی قبر دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہو گی۔ اس واسطے سے موت کا ذکر کرنا بڑی فضیلت رکھتا ہے۔ ارشاد گرامی سرور کونین (علیہ تحیتہ و علیہ سلام) ہے۔

"اکثر من ذکر ھادم اللذات"

لذتوں کو مٹا اور ڈھا دینے والی موت کو اکثر یاد کیا کرو۔

مزید فرمایا۔ "اگر چرندے' جانور موت کا وہ احوال جانتے ہوتے جو تم جانتے ہو تو ہرگز چکنا گوشت کسی بشر کے کھانے میں نہیں آتا۔ یعنی سب جانور فکر سے لاغر ہو جاتے"۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے آقائے نامدار (علیہ تحیتہ والسلام) سے دریافت فرمایا۔ "یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ و بارک وسلم) **فداک امی و ابی** "!کوئی ایسا شخص بھی ہے جس کو بغیر شہادت کے شہیدوں کا درجہ ملے؟ آپ نے فرمایا۔ "ہاں! جو شخص دن بھر میں بیس مرتبہ موت کو یاد کرتا ہو"۔

منقول ہے فخر دو جہاں (علیہ تحیتہ والسلام) کا گزر ایک قبیلہ پر ہوا۔ جو

بلند آواز سے ہنس رہے تھے تو آپ نے فرمایا۔ "اے لوگو! تم اپنی مجلس میں اس چیز کا ذکر کرو جو ساری لذتوں کو خفیف کر دیتی ہے"۔ انہوں نے دریافت کیا کہ وہ کیا چیز ہے؟ سرکار نے فرمایا۔ "وہ موت ہے"۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ تحیتہ والسلام) نے مجھ سے فرمایا۔ "موت کو اکثر یاد کیا کرو کہ وہ تمہیں دنیا میں زاہد بنا دے گی اور وہ تیرے گناہ کا کفارہ ہو گی"۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو موت کو یاد کرنے اور زاد آخرت بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (کیمیائے سعادت)

فقر رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نمونہ

حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) سرکار (علیہ تحیتہ والسلام) کے دولت کدہ پر حاضر ہوئے۔ آپ کے گھر کی چھت بہت نیچی تھی۔ آپ (علیہ تحیتہ والسلام) اس وقت خواب سے بیدار ہوئے تھے۔ آپ کے جسم اطہر پر چٹائی کے نشانات موجود تھے۔ سرکار فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) نے عرض کی یہ کیا؟ یعنی آپ تو کائنات کے آقا ہیں اور یہ معمولی مکان۔ آپ کے لئے تو بہترین عمارت ہونی چاہئے تھی؟ نبی رحمت (علیہ تحیتہ والسلام) نے فرمایا۔ "اے عمر! (رضی اللہ عنہ) چٹائی کے نشانات تو پھر بھی آسان ہیں۔ آنے والے ٹھکانے میں اتنا بھی مل جائے تو غنیمت ہے۔ میرے حجرے کی چھت تو بہت اونچی ہے۔ قبر کی تو اس سے بھی کم ہو گی۔ ہم نے دنیا دنیا داروں کے لئے چھوڑ دی اور انہوں نے ہماری آخرت چھوڑ دی۔ ہم دنیا میں ایسے بسر کرتے ہیں جیسے کہ موسم گرما کا سوار کہ سفر جلد طے ہو تاکہ سایہ کے نیچے جا کر آرام سے بیٹھے"۔

عاقل وہ ہے جو زینت دنیا سے دھوکہ نہیں کھاتا اور وہ اپنے مالک و مولیٰ کے لئے جدوجہد کرتا ہے۔ (پ ۲۲ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حکایت دو بھائیوں کی

دو بھائی تھے۔ ان میں سے ایک فوت ہو گیا۔ دوسرے نے مرنے والے کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا کیا حال ہے؟ کہا اس دنیا میں جو معرفت سے اندھا ہے وہ آخرت میں اندھا ہو گا۔ اس خواب دیکھنے والے کو توبہ کی توفیق بھی اسی خواب سے نصیب ہوئی۔ یہاں تک کہ وہ کاملین سے ہو گیا۔ (پ ۲۵ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حکایت

حضرت رابعہ عدویہ (رضی اللہ عنہا) نے حضرت سفیان ثوری (رحمتہ اللہ علیہ) سے فرمایا کہ تو نے چند روز رہنا ہے۔ جب زندگی کا ایک یوم گزر جائے تو سمجھ لے کہ زندگی کا بعض حصہ گزر گیا۔ جب عمر کا بعض حصہ گزر گیا تو سمجھ لے کہ اس طرح تمام گزر جائے گی۔ اس کا سبب علم ہے۔ جب کیفیت ہے تو ہمیں نیک عمل کرنے چاہئیں۔ اس کا تو ہرگز افسوس کرنا چاہئے کہ جو دن گزر گیا اس میں میں نے کون سا عمل کیا ہے۔ کیونکہ دن گزرنے سے عمر بسر ہوتی ہے اور اس کا ہرگز نہ افسوس کرنا چاہئے کہ میرے پاس مال و درہم و جاہ و دینار نہیں۔ (پ ا فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حکایت

ایک عابد پر حالت نزع تھی اور کہہ رہے تھے کہ مجھے موت سے تو کوئی

خطرہ نہیں البتہ اس کا مجھے سخت افسوس ہے کہ جو رات نیند میں گزری اور دن روزہ کے بغیر بسر ہوا۔ اور جو گھڑی اللہ تعالی کے ذکر کے بغیر غفلت میں گذار دی۔ (پ افیوض ار حمن ترجمہ روح البیان)

سبق

حضرت علاء بن زیاد نے فرمایا: دنیا کا کوئی دن نہیں جو آتے ہی نہ کہتا ہو۔ اے لوگو! میں نیا دن ہوں۔ مجھ میں جو عمل بھی کرو گے۔ میں اس کی گواہی دونگا اور جب میرا سورج غروب ہو گا۔ تو میں تمہارے پاس قیامت تک نہیں لوٹ کر آسکوں گا۔ (پ افیوض ار حمن ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف

صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے عرض کی: یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالی علیہ واٰلہ واصحابہ و بارک وسلم) لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے۔؟ آپ نے فرمایا: "جس کی عمر لمبی ہو۔ اور اس کے عمل اچھے ہوں۔" پھر عرض کیا گیا: "سب سے بد بخت کون ہے۔؟" آپ نے فرمایا: "جس کی عمر لمبی ہو۔ لیکن اس کے عمل برے ہوں۔ اس کے شر سے لوگوں کو خطرہ ہو۔ اس سے خیر کی امید کسی کو نہ ہو۔" (پ افیوض ار حمن ترجمہ روح البیان)

حکایت

حضرت حسن (رض اللہ تعای عنہ) اپنی مجلس سے فرماتے: کہ اے بوڑھے لوگو! "بتاؤ جب کھیتی کے پکنے کا وقت آجائے تو اس سے کس بات کی امید کی جا سکتی ہے۔؟" انہوں نے کہا: کاٹنے کی۔ پھر نوجوانوں سے مرمایا: کہ

اے نوجوان! خوب سمجھ لو کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کھیتی کے پکنے سے پہلے آفت اور بلا دبوچ لیتی ہے۔ جس سے وہ کھیتی برباد ہو جاتی ہے۔ کس نے کیا خوب فرمایا ہے:

الا مهد لنفسک قبل موت

فان الشیب تمهید احمام

وقد جدا الرحیل فی ندا ر المقام

بعط الرحل فکن معجلا

خبردار! موت سے پہلے تیار ہو جا۔ اس لئے کہ بڑھاپا موت کا بھی پیغام ہے۔

اور کوچ کا وقت ہر روز بھی تازہ ہوتا ہے۔ تمہیں بھی دار مقام میں جا کر اپنا سامان رکھنا ہے۔ (پ افیوض ار حمن اردو ترجمہ روح البیان)

حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ "اے ابن آدم! سارے سال کا غم مت کھا۔ اور نہ ہی اس کے لئے سامان جمع کرنے کی توفیق اٹھا۔ جس دن تو طے کر رہا ہے۔ اس کی کفالت تیرے مالک سے ہو گی۔ اگر سال تمام زندگی کا باقی ہے تو اس کا رزق بھی تجھے اللہ تعالیٰ عنایت فرمائے گا۔ اگر تیری عمر ختم ہے تو پھر تو اس کے لئے کیوں دکھ اٹھا رہا ہے۔ جو تیرے لئے نہیں تو اسے ہرگز نہیں کھا سکے گا۔ بلکہ بسا اوقات وہ تیرے دشمن کا لقمہ بنے گا"۔ (پ افیوض ار حمن اردو ترجمہ روح البیان)

حکایت

حضرت ابی درداء (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں۔ "ہر آئے دن میں

سورج کے کنارے دو فرشتے ہوتے ہیں اور وہ پکار کر کہتے ہیں۔ (جسے جن و انس کے سوا زمین کے رہنے والے سب سنتے ہیں)۔ اے لوگو! اپنے رب کی طرف دوڑو جو رزق تھوڑے پر کفالت کرے۔ اس سے بہتر ہے کہ زیادہ اور وہ اللہ تعالیٰ سے غافل کرے۔ پھر جب سورج غروب ہوتا ہے تو بھی اس کے کنارے پر دو فرشتے پکار کر کہتے ہیں۔ (جسے جن و انس کے سوا تمام اہل زمین سنتے ہیں)۔ "اے اللہ! جو تیری راہ میں خرچ کرتا ہے تو اسے اس کا نعم البدل عنایت فرما اور جو تیری راہ سے روکتا ہے تو اس کا مال جلد ضائع فرما"۔

مولانا روم قدس سرہ العزیز بیان فرماتے ہیں۔

ناں دھی از بہر حق نانت دہند
جاں دھی از بہر حق جانت دہند

اللہ تعالیٰ کے نام پر روٹی دو گے تو تمہیں روٹی دیں گے اگر حق کے جان دو گے تو تمہیں جان دیں گے۔ (پ افیوض ار حمن اردو ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کے گناہ نہیں دیتا۔ یعنی اسے گناہ سے محفوظ کر لیتا ہے۔ اگر اس سے گناہ سرزد ہوتا ہے تو اسے توبہ و ندامت کی توفیق مل جاتی ہے۔ (پ افیوض ار حمن اردو ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف

سرکار دو عالم (علیہ تحیتہ والسلام) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کل جعظری، جواظ، سخاب بابا، سواق کو مبغوض رکھتا ہے۔ جو رات کو مردار کی طرح پڑا رہتا

ہے۔ اور دن کو گدھا بن کر پھرتا ہے۔ دنیا کے امور میں ہوشیار اور آخرت کے امور سے بے خبر۔

شرح الحدیث

الجعظری (سخت، بد خلق، تند مزاج) جواظ چھوں شداو تکبر سے چلنے والا۔ لاجذ (اکھڑ، بسیار خور) بتوئی مال جمع کرنے والا۔ روکنے والا، خشک مزاج، سخاب از لحب (خرکہ، ضخیم، سخت آواز شور کرنے والا) سخت چھو فھولخاب۔ (پ ۲۹ فیوض ارحمن اردو ترجمہ روح البیان)

مسئلہ متمتین

قیام الیل کا استجاب کم از کم رات کا چھٹا حصہ مسلسل ہونا چاہئے۔ یا کچھ حصہ بیدار ہو کر عبادت کرے۔ پھر سو جائے۔ پھر کھڑا ہو کیونکہ صاحب لولاک (علیہ تحیتہ والسلام) کی کوئی رات ایسی نہ ہوتی جس میں قیام نہ فرمایا ہو۔ اور کوئی رات ایسی نہیں جس میں آپ نے آرام نہ فرمایا ہو۔ (پ ۲۹ فیوض ارحمن اردو ترجمہ روح البیان)

مسئلہ

رات کو جو ورد کرے۔ وہ شب بیداروں کے حکم میں داخل ہے۔ اسے ان کے حصہ سے حصہ نصیب ہو گا۔ (پ ۲۹ فیوض ارحمن اردو ترجمہ روح البیان)

کہتے ہیں کہ اگر کبھی سلطان العارفین بایزید بسطامی (رحمتہ اللہ علیہ) کی زبان سے دنیا کا ذکر ہو جاتا تو وہ وضو فرماتے اور بہشت کا تذکرہ ہوتا تو غسل

فرماتے۔

لوگوں نے عرض کی کہ اے پیر بزرگوار! یہ کس طرح ہے؟ آپ نے فرمایا۔ "دنیا محدث ناپاک کرنے والی ہے۔ پس اس کا ذکر بھی ناپاک ہے اس لئے اس سے وضو لازم آتا ہے اور بہشت چونکہ شہوت کا مقام ہے اس لئے اس کے ذکر سے غسل واجب ہوتا ہے اس کا ذکر جنابت ہے"۔ (اردو ترجمہ مکتوبات امیر کبیر سید علی ہمدانی (رحمتہ الرعیہ) مکتب نمبر ۱۵ در صفت دل)

اے اللہ عزوجل! ہمیں آخرت کا فکر کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین!

دعا کا بیان

خدائے بزرگ و برتر سورہ مومن کے چھٹے رکوع میں فرماتا ہے۔ "اور آنحضرت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ وازواجہ وذریتہ واھل بیتہ اجمعین وبارک وسلم) نے فرمایا۔ "اور یعنی بہت بڑی عبادت ہے مغز کسی چیز کے اصل جوہر اور خلاصہ کو کہتے ہیں۔ اوپر کی آیت میں اللہ جل شانہ نے اپنے بندوں کی دعاؤں کے قبول کرنے کا وعدہ کرلیا ہے اور حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا ایک بڑی عبادت ہے۔ اگر تقدیراً" دعا قبول بھی نہ ہو تو وہ عبادت کے درجہ سے نہیں گرے گی۔ دعا میں بہت عاجزی، الحاح اور تضرع کی کوشش ہونی چاہیئے"۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس طرح دعا مانگنے والے کو خدا دوست رکھتا ہے اور دعا کے بارہ میں احادیث کثیرہ افضل المخلوقات (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ وازواج وذریتہ واہل بیتہ اجمعین وبارک وسلم) سے وارد ہیں۔ بعض احادیث کا خلاصہ یہ ہے۔

○ ۱۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے گرامی تر کوئی چیز نہیں۔ اے بندے میں تیرے ساتھ ہوں جب تو مجھے پکارتا ہے۔

○ ۲۔ جو دعا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر غصہ کرتا ہے۔

○ ۳۔ دعا کا ترک کرنا گناہ اور معصیت ہے۔ یعنی خدا کی نافرمانی ہے۔

○ ۴۔ دعا مومنوں کا ہتھیار ہے۔

○ ۵۔ دعا بلاؤں کو دفعہ کرتی ہے۔

○ ۶۔ دعا قبولیت کی کنجی ہے (از لباب اخبار)

○ ۷۔ اے انسان اس دنیا کے میدان میں خدا نے تجھ کو چند روزہ زندگی دے کر صرف اپنی عبادت کے لئے بھیجا ہے۔ اور بے شمار الجھاؤ میں تیرا جسم جکڑا گیا ہے۔ جن سے تیرا پاک و صاف جانا اس میدان میں نہایت مشکل ہے۔ جاہلوں کا تو کیا ذکر ہے۔ اکثر علم والے بھی اپنا اعمال نامہ صاف نہیں رکھ سکتے۔ مگر وہ کہ خدا کی رحمت جس کی مدد کرے اور خدا تعالٰی کی رحمت کے دروازہ کی کنجی دعا ہے۔ اے بندے! تو اپنے دل کی دعاؤں کی طرف رجوع کر، تاکہ شاید تو اس دنیا کے میدان سے اپنے ایمان کو صاف لے جائے، ورنہ کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔

○ ۱۔ دعا سے اظہار بندگی ہوتا ہے۔ دعا نہ مانگنا بے پرواہی کی نشانی ہے۔ بندے کی شان یہ ہے کہ اپنے مولٰی سے ہر وقت دعا مانگتا رہے۔

○ ۲۔ دعا سے محبت الٰہی پیدا ہوتی ہے کیونکہ انسان اپنے حاجت روا کو محبوب جانتا ہے۔

○ ۳۔ دعا سے اطاعت الٰہی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے کیونکہ اس سے اپنی محتاجی اور رب کی بے نیازی کا پتہ چلتا ہے۔ رعایا اپنی مجبوری اور حاکم کے اختیارات جان کر ہی اس کی اطاعت کرتی ہے۔

○ ۴۔ دعا سنت انبیاء (علیہم السلام) ہے۔ ہر پیغمبر نے ہر موقع پر دعائیں مانگیں۔

○ ۵۔ دعا رب کو پیاری ہے۔ اسی لئے اس نے جگہ جگہ اس کا حکم دیا ہے۔

○ ۶۔ ہر مذہب نے دعا کی رغبت دی۔ کفار بھی دعائیں مانگتے ہیں۔

○ ۷۔ دعا سے آنے والی مصیبت ٹل جاتی ہے۔ بد نصیبوں کے نصیب کھل جاتے ہیں۔

○ ۸۔ دعا سے رب کی رحمت قائم رہتی ہے۔

○ ۹۔ ہر عبادت بغیر دعا کے معلق رہتی ہے۔ دعا اس کا پر ہے۔ جس سے وہ بارگاہ الٰہی میں پہنچتی ہے۔

○ ۱۰۔ رب تعالیٰ نے آدم (علی نبینا وعلیہ تحیتہ والسلام) سے فرمایا کہ ایک کام تمہارا اور ایک کام ہمارا ہے۔ تمہارا کام دعا مانگنا ہے اور ہمارا کام دعا منظور کرنا ہے۔ (در منثور)

○ ۱۱۔ حق تعالیٰ اس سے حیا فرماتا ہے کہ بندے کے پھیلے ہاتھ خالی واپس کرے۔ (مشکوۃ شریف)

دعا کے آداب

دعا کے بہت سے آداب ہیں جن میں سے ہم کچھ عرض کرتے ہیں۔

○ ۱۔ دعا کے وقت چاہئے کہ ہتھیلیاں آسمان کی طرف پھیلی ہوں۔ دونوں ہاتھوں میں کچھ فاصلہ ہو' نہ بہت نیچے ہوں اور نہ زیادہ اونچے بلکہ کندھے کے مقابل رہیں اور دعا کے بعد ہتھیلیوں کو منہ پر پھیر لیا جائے (مشکوۃ شریف)

○ ۲۔ ضروری ہے کہ دعا کرنے والے کا رزق حلال ہو۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ دعا آسمان کے دروازے کی کنجی ہے اور غذا حلال اس کنجی کے دندانے (روح البیان)

○ ۳۔ دعا کے وقت دل حاضر ہو۔

○ ۴۔ دعا کے وقت قبولیت کی قوی امید ہو۔ ناامیدوں کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

○ ۵ - طریقہ دعا یہ ہے کہ اولاً "حمد الٰہی کرے۔ پھر حضور (صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ و ذریتہ و ازواجہ و اہل بیتہ اجمعین و بارک وسلم) پر درود بھیجے۔ پھر اپنے گناہوں کو یاد کر کے توبہ کرے۔ پھر عرض حاجات کرے۔ پھر درود شریف پر ختم کرے۔

○ ٦ - دعا کے وقت اپنے مقصد کا دھیان کرے۔ کیونکہ خیال کا بڑا اثر پڑتا ہے۔ (روح البیان)

○ ۷ - بہتر ہے کہ صرف اپنے ہی لئے دعا نہ کرے۔ بلکہ اور مسلمانوں کے لئے بھی کرے۔ شروع اپنے سے کرے۔

اوقات دعا

چند وقتوں میں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ ○ ۱ جمعہ کے دن دو خطبوں کے درمیان ○ ۲ خطبہ اور نماز کے درمیان ○ ۳ جمعہ کے دن سورج غروب ہوتے وت ○ ۴ بارش کے وقت ○ ۵ مرغ کی اذان دیتے وقت ○ ٦ ہر رات کے آخری چھٹے حصے میں ○ ۷ رمضان شریف میں افطار و سحر کے وقت ○ ۸ قرآن پاک ختم ہوتے وقت ○ ۹ اذان کے بعد ○ ۱۰ فرض نمازوں کے بعد ○ ۱۱ شب قدر میں۔

دعا کے مقامات

چند جگہ دعا قبول ہوتی ہے۔

○ ۱ - بیت اللہ پر پہلی نظر پڑتے وقت ○ ۲ - طواف میں ملتزم کے پاس ○ ۳ - بیت اللہ میں چاہ زمزم کے پاس ○ ۴ - زمزم پیتے وقت ○ ۵ - صفا و مروہ پر سعی میں ○ ٦ - مقام ابراہیم کے پیچھے عرفات مزدلفہ اور منی میں ○ ۷ - تینوں

جمروں کے پاس ○ ۸۔ انبیاء کرام (علی نبینا و علیہ تحیتہ والسلام) کے مزارات کے پاس ○ ۹۔ بزرگان دین کی قبروں کے پاس۔ (روح البیان)

کن کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے

چند شخصوں کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔

○ ۱۔ روزہ دار کی افطار کے وقت ○ ۲۔ عادل بادشاہ کی ○ ۳۔ مظلوم کی ○ ۴۔ ماں باپ کی ○ ۵۔ مسافر کی ○ ۶۔ بیمار کی (مشکوۃ شریف) ○ ۷۔ گھر پہنچنے سے پہلے حاجی کی ○ ۸۔ مسلمان کے لئے اس کے پیچھے دعا ○ ۹۔ مجاہد کی۔

مسئلہ

ناجائز کاموں کے لئے دعا کرنا منع ہے۔ محال چیز کی دعا کرنا منع ہے۔

مسئلہ

اگر قبول دعا میں دیر لگے تو شکایت نہ کرے ورنہ دعا قبول نہ ہوگی۔

حافظ! وظیفہ تو دعا کردن است و بس
دربند آں مباش کہ نشید باشنید

دعا تو اظہار بندگی ہے۔ اگر قبول نہ ہو تو بھی مانگنا نہ چھوڑے۔ اور سمجھے کہ اس میں ہماری بہتری ہے۔

میری رات کی دعائیں جو نہیں قبول ہوتیں
میں سمجھ گیا یقیناً ابھی مجھ میں کچھ کمی ہے

(تفسیر نعیمی)

حضرت سفیان ثوری (رحمتہ اللہ علیہ) کا جواب

حضرت سفیان ثوری (رحمتہ اللہ علیہ) سے کسی نے دعا کے لئے عرض کی تو آپ نے فرمایا۔ ترک ذنوب سے ہی دعا قبول ہوتی ہے۔

قبولیت دعا کی شرط

علماء کے ہاں اکل خلال' صوق مقال ہے۔ صوفیاء کے ہاں چشم گریاں دل بریاں۔ (تفسیر نعیمی پ ۲)

دعا معجون

دعا بیس بہترین خصلتوں کی جامع ہے۔ جو اس کے ضمن میں حاصل ہوتی ہیں۔ یہ معجون کی طرح ہے کہ وہ بھی بہترین اجزاء پر مشتمل ہے۔ مثلاً دعا سے مندرجہ ذیل عبادات نصیب ہوتی ہیں۔

۱۔ عبادت	۲۔ اخلاص	۳۔ حمد	۴۔ شکر
۵۔ ثناء	۶۔ تحلیل	۷۔ توحید	۸۔ سوال
۹۔ رغبت	۱۰۔ رہبت	۱۱۔ نداء	۱۲۔ طلب
۱۳۔ مناجات	۱۴۔ اختصار	۱۵۔ خضوع	۱۶۔ تذلل
۱۷۔ مسکنت	۱۸۔ استعانت	۱۹۔ استکانت (عاجز)	۲۰۔ التجا

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے سوال ہوا کہ کس گناہ پر سلب ایمان کا زیادہ خطرہ ہے۔ فرمایا وہ تین امور ہیں۔ ○ ۱۔ ایمان پر ترک شکر ○ ۲۔ خوف خاتمہ کا ترک ○ ۳۔ بندگان خدا پر ظلم اور ستم۔ جس میں یہ تینوں صفات پائی جاتی ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ دنیا سے بے ایمان ہو

کر مرتا ہے۔ ہاں سعادت ازلی نصیب ہو تو وہ اور بات ہے۔

مسئلہ

ہاتھوں کو آستین سے باہر نکال کر دعا مانگنا سنت ہے۔ (فیوض الرحمٰن پ ۲۴)

حکایت بایزید بسطامی (رحمتہ اللہ علیہ)

حضرت سلطان العارفین سیدنا بایزید بسطامی (رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا۔ "ایک رات میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ اس وقت ایک ہاتھ اٹھایا اور دوسرا نہ اٹھا سکا۔ کیونکہ سخت سردی تھی۔ اس کے بعد میں سو گیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرا ایک ہاتھ نور سے پر ہو گیا ہے اور دوسرا خالی۔ میں نے عرض کی یا رب! یہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ جو ہاتھ تم نے دعا کے وقت ہمارے سامنے پیش کیا' اسے ہم نے بھر دیا اور جو تم نے نہیں اٹھایا' وہ خالی رہ گیا"۔

حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ و ازواجہ و ذریتہ و اہل بیتہ اجمعین و بارک وسلم) سے حضرت سعد بن وقاص (رضی اللہ عنہ) نے عرض کی۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ و ازواجہ و ذریتہ و بارک وسلم) میرے لئے دعا فرمایئے تاکہ میری ہر دعا قبول ہو۔ آپ نے فرمایا۔ "اے سعد (رضی اللہ عنہ)! حرام سے بچو' تمہاری ہر دعا قبول ہو گی۔ اس لئے کہ جس کے پیٹ میں ایک لقمہ حرام چلا گیا تو چالیس دن تک اس کی دعا قبول نہیں ہوتی"۔

سرکار دو عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ و ذریتہ و ازواجہ و اہل

بتہ اجمعین وبارک وسلم) نے فرمایا کہ بہت سے لوگ راہ حق میں طویل سفر کرتے ہیں اور بال اجڑے، بظاہر پریشان حال ہوتے ہیں۔ دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر عرض کرتے ہیں۔ یا اللہ! یا اللہ! یعنی میری دعا قبول فرمایئے۔ حالانکہ اس کا کھانا پینا حرام، اور اس کی غذا حرام۔ پھر ایسے شخص کی دعا کیسے مستجاب ہو گی۔ (پارہ نمبر ۲۰۔ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

تین بار دعا مانگنے کا ثبوت

حدیث شریف میں ہے کہ بعض گناہگار ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نظر رحمت سے اسے دیکھتا تک نہیں۔ دوبارہ دعا مانگتے ہیں تو بھی ان سے منہ پھیر لیتا ہے۔ تیسری بار گڑگڑا کر عرض کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے فرشتے میں نے اپنے بندے سے حیا کی۔ کیونکہ اس کا میرے سوا کوئی نہیں۔ میں نے اسے بخش دیا۔ اللہ تعالیٰ کے حیا کرنے کے معنی یہ ہیں کہ وہ کریم بندے کو خائب و خاسر نہیں کرتا۔

کرم بین و لطف خداوند گار
گناہ بندہ کرد است او شرمسار

(خداوند کریم کا لطف و کرم دیکھ گناہ بندے نے کیا اور شرمسار وہ کریم ہے)۔ "حیا" بمعنی میں نے اس کا مقصد پورا کر دیا۔ اس لئے کہ بندوں کی زاری سے مجھے حیا آتی ہے۔ (پارہ نمبر ۲۵ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف

حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم) نے جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے

محبت کرتا ہے تو اسے کسی مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اور اسے سخت تکلیف اور پریشانی ہوتی ہے۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام عرض کرتے ہیں یا اللہ! اپنے اس عاجز بندے کی دعا قبول فرما دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ چھوڑیئے میں اس کی پیاری صدا سے محبت کرتا ہوں۔ جب بندہ دعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لبیک میرے بندے! تو مجھ سے مانگتا جا اور میں تجھے دیتا جاؤں، تو مجھ سے مانگ اور میں تیری دعا قبول کروں گا۔ اگر تیرا کام بنا دوں تو بھی ٹھیک ہے لیکن تیرے لئے افضل یہ ہے کہ تیری دعا کو آخرت کے لئے تیرا ذخیرہ بناؤں۔ (پ ۲۵ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

بلا و رنج کے فوائد

بعض مشائخ طریقت نے "حزن" کے فضائل میں فرمایا کہ حزن ادیبوں کا زیور ہے۔ بڑا خوش قسمت ہے وہ انسان کہ جس کا اوڑھنا بچھونا حزن ہے اور ملال اس کے اندر گھر کر چکا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا کھانا پینا بھی حزن' اسی سے چوٹی کے کاملین اور انبیاء اور مرسلین (علیہم السلام) لذت پاتے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے پیار کرتا ہے تو اس کے دل کو حزن اور ملول بنا دیتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے جسے حزن و ملال نصیب نہیں' وہ عبادت کے ہر ذوق سے محروم ہو جاتا ہے۔

سوال

بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ حزن گھٹیا درجے کے سالک کو نصیب ہوتا ہے۔

جواب

ان کا ارشاد برحق ہے لیکن اس سے مراد یہ ہے کہ حزن مخزون تابع ہوتا ہے۔ جیسے کسی کا علم اس کے معلوم تک۔

خلاصہ جواب یہ ہے کہ بلند ہمت انسان کے لئے حزن و ملال ترقی و درجات کا سبب بنتا ہے اور پست ہمت سالک کو ڈبو دیتا ہے۔

بلاؤ رنج انسان کے لئے ایسے ہے جیسے طعام کے لئے نمک۔ انہیں مصائب و بلیات کے نزول سے اللہ تعالیٰ کے اذن سے انسان کا وجود اصلاح پذیر ہوتا ہے۔ جیسے طعام کی اصلاح نمک کے بغیر ناممکن ہے۔ ایسے ہی انسانی وجود کی اصلاح بلیات و مصائب کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو اسے مصائب میں مبتلا کر دیتا ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ ہر مصیبت اور تکلیف' راحت اور خوشی کے لئے بمنزلہ مقدمہ کے ہے۔ (پ ۲۰ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

صادق اور کاذب

جو ایام راحت و فراخی میں شکر' اور تکلیف پر صبر کرے۔ وہ صادق ہے اور جو بوقت فراخی فخر اور غرور کرے۔ اور ایام مصیبت میں جزع و فزع کرے وہ کاذب ہے۔ محبت کے دم بھرنے والوں کو ہزاروں مصیبتوں میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ اگر محبت میں سچا ہے تو تکالیف برداشت کرتا ہے۔ اگر جھوٹا ہے تو مصائب سے بھاگتا ہے۔ (پ ۲۰ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف

جس بندے سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے اسے کسی مصیبت میں مبتلا کرتا ہے۔ اگر بندہ صبر کرے تو برگزیدہ بناتا ہے۔ اگر شکر کرے تو بہت بڑے مراتب اور کمالات سے نوازتا ہے۔ سالک پر حمد و شکر لازم ہے۔ اگر کسی مصیبت کے وقت نفس کو خوش کرنے کے لئے جزع فزع کرتا ہے تو وہ غلبہ ہوائے نفس میں شامل ہو گا۔

"شرح الحکم العطائیہ" میں ہے کہ بہت بڑے تامل کے بعد واضح ہوتا

ہے کہ معرفت کے حصول کا راز مصائب اور بلاء میں ہے۔ بندے کو معرفت نصیب نہیں ہوتی۔ جب تک اللہ تعالیٰ کے اوصاف اپنے میں پیدا نہ کرے اور وہ فنا کے بعد نصیب ہوتا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے انسان اللہ تعالیٰ کی عزت کے مقابلے میں اپنی عزت اور اللہ تعالیٰ کی غنا کے مقابلہ میں اپنی غنا اور کسی قوت کے مقابلہ میں اپنی قوت کا دم بھرے۔ ان باتوں کو مٹانے سے کافی تکلیف برداشت کرنا پڑتی ہے۔ اور اس پر صبر ضروری ہے۔ اس سے قہر ربوبیت کو اپنے اوپر غالب کرلیتا ہے۔ اور اپنی عبودیت کا اظہار بلا و مصیبت سے انسان کے اوصاف ذری جو اسے پیدائشی طور ملتے ہیں۔ جل جاتے ہیں اور اس پر صبر کرنے سے اخلاق الیہ اور صفات حقیقیہ نصیب ہو جاتی ہے۔

جس نے بلاء کو بلا سے دیکھا تو روئے گا اور جو بلاء کو جلا بخشنے والے سے سمجھے گا الٹا بلا کو دعوت دے گا۔

حضرت عطار (رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا۔ "جب یہ سمجھو گے کہ بلاء بلاء بخشنے والے کا عطیہ ہے تو تمہیں بلا کا درد ہلکا محسوس ہو گا"۔

ہر بلاء پر نیک صلہ نصیب ہوتا ہے۔ دنیا میں یا آخرت میں یا دونوں میں۔ (پ ۲۳ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

حدیث شریف

یبتلی الرجل علی قدر دینہ انسان کی آزمائش اس کے دین کی کی مقدار پر ہوتی ہے۔

سخت ترین آزمائش انبیاء کرام (علیہم السلام) کی ہوتی ہے۔ اور بعد میں اولیائے عظام (رحمتہ اللہ علیہم اجمعین) اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کے

قلوب کے متعلق غیرت کھاتا ہے۔ جب دیکھتا ہے کہ کسی بندے کے قلب پر غیر کی محبت کا اثر ہے تو اس کو کسی ایسی آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے جو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے۔ (پ ۱۸ فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان)

اللہ تعالیٰ ہمیں دعا و مناجات اور گریہ زاری کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ جب بھی دعا فرمائیں فقیر کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

بجاہ النبی المرسلین ﷺ

استغاثہ بہ درگاہ حبیب خدا علیہ التحیہ والثناء

خدارا مجھ کو بھی طیبہ دکھا دو یا رسول اللہ ﷺ
مجھے درد جدائی کی دوا دو یا رسول اللہ ﷺ

جہاں پر رات دن برسات ہے تیرے نظاروں کی
مجھے اس شہر بطحا کی ہوا دو یا رسول اللہ ﷺ

ابوبکر و عمر عثمان و حیدر کے تصدق سے
مدینہ پاک میں تھوڑی سی جا دو یا رسول اللہ ﷺ

کوئی طالب ہے زمزم کا کسی کو خواہش کوثر کی
مجھے صہبائے الفت ہی پلا دو یا رسول اللہ ﷺ

میری چشم تمنا طالب دیدار رہتی ہے
رخ پرنور سے پردہ اٹھا دو یا رسول اللہ ﷺ

تصور میں تصدق رات دن یوں عرض کرتا ہے
کبھی تو خواب میں صورت دکھا دو یا رسول اللہ ﷺ

محمد تصدق نقشبندی
متعلم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

مدینے میں بلا اے سونے والے سبز گنبد کے

مجھے اپنا بنا اے سونے والے سبز گنبد کے
میں ہوں تجھ پر فدا اے سونے والے سبز گنبد کے

رخ انور دکھا اے سونے والے سبز گنبد کے
مری قسمت جگا اے سونے والے سبز گنبد کے

ابوبکر و عمر ، عثمان و حیدر اور صحابہ کا
مجھے شیدا بنا اے سونے والے سبز گنبد کے

وسیلہ فاطمہ کا واسطہ حسنین اطہر کا
مدینے میں بلا اے سونے والے سبز گنبد کے

زیارت کی تمنا ہے، مری حسرت یہ پوری ہو
مجھے جلوہ دکھا اے سونے والے سبز گنبد کے

جہاں جبریل پیغام خدا لیکر اترتے تھے
دکھا غار حرا اے سونے والے سبز گنبد کے

نگاہوں میں حیا، دل میں محبت کی فراوانی
عطا کر دے ذرا اے سونے والے سبز گنبد کے

زیارت روضہ پرنور کی ہو حج کعبہ ہو
ہے بس یہ التجا اے سونے والے سبز گنبد کے

کبھی تابش بھی دیکھے اس پیارے شہر کے جلوے
جہاں گھر ہے ترا اے سونے والے سبز گنبد کے

صلی اللہ علیہ وسلم

محمد منشا تابش قصوری

حمد رب جلیل

الٰہی ! تو ہے خالق دوسرا
تری ذات ہے لائق ہر ثنا

زمین و زماں تو نے پیدا کئے
یہ ہفت آسماں تو نے پیدا کئے

یہ دونوں جہاں ترے محتاج ہیں
مکین و مکان ترے محتاج ہیں

یہ ارض و سما اور یہ شمس و قمر
ہیں قدرت کے مظہر سبھی بحر و بر

ترا نور ہے جلوہ گر چار سو
ترا ورد ہر ذرے میں اللہ ہو

گلستاں کے مرغان رنگیں بیاں
ترے ذکر میں ہیں سبھی تر زباں

یہ دشت و جبل اور یہ وادیاں
ہیں تیری قدرت کاملہ کے نشاں

چمن زار عالم کے سرو و سمن
ہیں سب تری حمد و ثنا میں مگن

اے رب علی خالق بحر و بر
بھروسہ ہے مجھ کو تری ذات پر

نگاہیں ہیں لا تقنطوا پر مری
خطاکار پر ہو عنایت تری

الٰہی ! میں لاچار و نادار ہوں
گنہ گار ہوں اور خطاکار ہوں

کرم کر تو مجھ پر اے رب کریم
بحق محمد رؤف رحیم

تری بارگاہ اے سمیع الدعا
ہے تابش قصوری کی یہ التجا

کرم مجھ پہ ہو خالق کائنات
ہوں آسان سب امتحان حیات

بروز قیامت، اے رب جہاں
ترا فضل ہو مجھ پہ سایہ کناں

توئی بے بسوں کا مددگار ہے
توئی غم کے ماروں کا غمخوار ہے

ہے مخلوق ساجد تو مسجود ہے
ہے انسان عابد تو معبود ہے

جو ہے راہ سیدھی دکھا دے مجھے
اسی راہ پر پھر لگا دے مجھے

جو ہے ترے اخلاص مندوں کی راہ
کہ جو ہے ترے نیک بندوں کی راہ

کہ جن پر ترے خاص انعام ہیں
تیرے جن پہ الطاف و اکرام ہیں

دکھا دے انہی کی راہ مستقیم
خدایا ہے تو ہی غفور رحیم

ہو تابش کو بھی شادکامی عطا
دو عالم میں ہو نیک نامی عطا

الٰہی ! بحق محمد رسول
دعا اس گنہگار کی ہو قبول

الٰہی ! بحق شہ دوسرا
ہو منظور تابش کی حمد و ثنا

محمد منشا تابش قصوری

جامعہ غوثیہ رضویہ ○ قادر آباد (منڈی بہاؤالدین)

○ **جامعہ غوثیہ رضویہ** میں اہل سنت و جماعت کا نہایت اعلیٰ اور قابل قدر ادارہ ہے جہاں قرآن کریم تجوید و قرأت اور حفظ و ناظرہ کا بہترین انتظام ہے نیز ترجمہ و تفسیر بھی نصاب میں شامل ہے۔

○ قابل اور محنتی استاد بچوں کی تدریس میں مصروف ہیں جبکہ دو معلمات بچیوں کی دینی و اسلامی تدریس کے لیے متعین ہیں۔

○ **جامعہ غوثیہ رضویہ** میں طلبہ و طالبات کی تعداد اڑھائی صد کے قریب ہے جس میں چالیس طلباء کے قیام و طعام کا ادارہ کفیل ہے۔

جامعہ غوثیہ رضویہ دن بدن علاقہ بھر میں اپنے تعلیمی معیار کی بلندی کے باعث مقبولیت حاصل کر رہا ہے طالب علم بڑی تیزی سے داخل ہو رہے ہیں وسائل کے میسر ہونے پر اس ادارہ کو وسعت دی جائے گی اس لیے ضرورت ہے محبان دین و ملت اور علاقہ کے اہل ثروت حضرات معاونت فرمائیں تاکہ اہلسنت و جماعت کا یہ مدرسہ ترقی کے مراحل تیزی سے طے کر کے ایک مثالی دار العلوم ثابت ہو۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اس ادارہ کے ساتھ تعاون کرنے والوں کو دین و دنیا میں کامرانی عطا فرمائے اور آخرت میں اعلیٰ مقام و مراتب سے نوازے۔ آمین

دعاگو: قاری حافظ محمد صادق نقشبندی

ناظم اعلیٰ

جامعہ غوثیہ رضویہ ○ قادر آباد (منڈی بہاؤالدین)